بے مثل بشر
تالیف
حضرت مولانا محمد اعظم قادری نوشاہیؒ

بے مثل بشر

تالیف

حضرت مولانا محمد اعظم قادری نوشاہیؒ

باہتمام

میاں محمد لطیف

(چیئرمین فاسٹ کیبلز)

لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ولیہ وحبیبہ ایکم مثلہ

۵۰ ہجری ۱۳

بے مثل بشر

اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی پاک بشریت بے مثل بشریت ہے۔ اور آپ بے مثل فی الصفات ہیں۔ آج تک ان صفات کا جو اس کتاب میں مذکور ہوئیں اور کوئی بشر بھی دنیا میں نہیں پایا گیا

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں محمد اعظم قادری نوشاہی
پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے چھپا اور میروال تحصیل شاہدرہ ضلع شیخوپورہ سے شائع کیا
بار اول	تعداد ۱۰۰۰	قیمت ۸؍

فہرستِ مضامینِ دیباچہ

بسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم

قرآن مجید میں قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم وقتِ نزول سے داخل ہے - اور بے شمار عالموں نے اِسے عمر بھر پڑھا - اور لاتعداد مفسروں نے جو حافظِ حدیث بھی ہیں - اور جن کا حرف حرف پر روایۃً و درایۃً عبور ہے نظرِ تدقیق سے دیکھا - پر جو آج کل یا تھوڑا سا پہلے کے مولویوں ملنوٹوں نے اسکے معنے نکالے ہیں - وہ اُن کے اعتقاد و عمل میں تقریراً و تحریراً نہ تھے - یہ کہتے ہیں - کہ نھتو کھتو بوٹا گھسیٹا اور **محمدؐ** یکساں ہیں - اور برابر کی مٹی کے بنے ہوئے ہیں - نہ اِن کو کچھ خبر نہ اُس کو کچھ خبر - صرف نزولِ وحی کے وقت کچھ فرق ہوتا تھا - یعنی مثلیت میں مبائنت ہو جاتی - پھر وہی بدھو گھدو اور وہی **محمدؐ** -

مَیں بخاری پرست تو نہیں - پر اتنا معتقد تو ضرور ہوں - کہ اُس خدا کے بندے نے جب حدیث اِنّی لَستُ کَھَیئَتِکُم کہیں جامع صحیح میں لکھی ہوگی - اور جب وہ حدیث اِنّی لَستُ مِثلَکُم یا اَیُّکُم مِثلِی پر پہنچا ہوگا - تو اُسے آیۂ قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم یاد نہ آئی ہوگی؟ حدیث تو صحیح ہے - صحیح نہ ہوتی - تو امام المحدثین درج نہ کرتا - معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے لفظِ **مثل** کا مفہوم اُس مقبولِ مرحوم کے نزدیک کچھ اور ہی اور زمانۂ حال کے بخاری پرست اور بادۂ نجدیت سے مست کچھ اور بنائے بیٹھے ہیں - خدا جانے انہوں نے اُس **بے مثل** محدث سے کیا سوچ رکھا ہوگا -

حدیث اِنّی لَستُ کَھَیئَتِکُم کے کاف اور آیۂ قل انما انا بشر مثلکم اور حدیث ایکم مثلی کے مثل میں فرق کے لیئے ہمیں کسی بڑے نحوی کی ضرورت پڑی - دوستوں سے مشورہ لیا - کسی نے کہا - **باقی علی الاحناف** سے پوچھنا چاہیئے - کوئی بولا مولانا **حنفی نما** سے - بہتوں نے کہا **زنِ خدا**[1] سے - لیکن سب نے متفق اللسان بیان کیا - کہ پوچھو نہ پوچھو - تینوں ایک ہیں -

---

[1] مرد خدا میں اضافت تملیکی ہے - جب اس نسبت سے یہ لفظ (مردِ خدا) کہنا درست ہے - تو زنِ خدا کہنا کیوں صحیح نہیں؟ مرد کے مقابل زن ہے - جسکا حقیقی مالک خدا ہی ہے جیسا کہ مرد کا - یوں بھی ایک وہ ہیں جن کو مردانِ خدا کہتے ہیں - اس وصف کے مقابل طالبانِ دُنیا بحکم مقولہ مقبولہ طالب الدنیا مؤنث زناں ہیں -

اللہ اکبر کہاں باری تعالیٰ کا عتاب منکرانِ حساب وکتاب پر جنہوں نے انبیاء کو مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہا۔ یہی ٹھیک بات تھی۔ تو خدا کا غصہ کیسا بے جا ہے! شاید یہ چاہتا ہوگا۔ کہ یہ نہ کہیں۔ اِن کی چودھویں صدی کی ذریت کہیگی۔ تو مجھے کوئی غصہ نہ ہوگا۔

کفار نے آپؐ کے نبی نہ ہونے کا ایک بڑا اعتراض یہ اُٹھایا تھا۔ کہ مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ حکم ہوا۔ کہ تو کہہ ٹھیک، میں بشر ہوں۔ میرے ہاتھ پاؤں، مُنہ ماتھا، سب ویسا ہی ہے۔ کیونکہ میں آدمی کی شکل ہوں۔ اور آدم زاد ہوں۔ جن بھوت نہیں۔ میرا جسم اُسی احسنِ تقویم کے قالب میں ڈھلا ہے جو تمام انسانوں کے لیے ہے۔ پر میری اور تمہاری بشریت میں بڑا فرق ہے۔ میں وہ بشر ہوں۔ جو باطن با خدا ہوں۔ تمام جہان کے اسرار میرے دل میں ہیں۔ میرا سینہ نورِ ربانی اور علوم و معارف کا خزینہ ہے۔ میری مقدس زندگی، میرے رُخِ انور، میرے مسکنِ پاک کی خدا نے قسم کھائی ہے۔ میرا بول پاک، پسینہ معطر۔ براز خوشبو، میری گفتگو خدا کی گفتگو۔ میرا دست دستِ شفا۔ میرا لعاب دہن ہر مرض کی دوا۔ میرا بال بال برکت۔ میرا ذرۂ ناخن باعثِ رحمت۔ تم گنہگار پُرخطا۔ میں خدا کی طرف سے معصوم و مصطفےٰ۔ پھر دیکھو اَیْنَ الثُّرَیَّا وَاَیْنَ الثَّرٰے۔

ایک وہ، روشن ضمیر دُور کی دیکھتا۔ تمام عالم کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالتا کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذَا[1]۔ اور وہ سراپا نور، مشروح الصدر اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ اور وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ اَمَامِیْ۔ مُدعی فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ ۔ اور ایک وہ کور باطن سیاہ دل فِی الْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ معترف بہ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ **اور** ایک وہ جو کئی سَو مَن کا پتھر اُٹھا کر خندق سے باہر پھینک دے۔ اور ایک وہ جو اپنا بستہ بھی نہ اُٹھا سکے ــ برابر ہیں؟

پا بسقر اور خاک بسر وہ بے نصیب کمینے جو سیدُ البشر کو ہمچو خود جانتے ہیں۔ غلام بھی بشر، اور صاحب بھی بشر۔ چپراسی بھی بشر شاہ تاجور ہفت کشور بھی بشر۔ ٹھیک ٹھیک!!! پر اختیاروں میں تو بڑا فرق ہے۔ سر پر آرائے نبوت و رسالت، تاجدارِ مملکتِ شریعت و امامت ہے تو بشر۔ پر اس بشر کے اختیار تو دیکھو۔ اِن شئت اردك الى الحائط الذی کنت فیہ تنبت لك عروقك ویکمل خلقك و یجدد لك خوص وثمرة وان شئت اغرسك فی الجنة فتاکل اولیاء اللہ من ثمرك ثم اصغی له النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیسمع مایقول فقال بل اغرسنی فی الجنة فیاکل منی اولیاء اللہ واکون فی مکان لاابلی فیہ فسمعہ من یلیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم **قد فعلت**۔ (رواہ الدارمی مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد اول صہ ۳۶۶)

یہ ہیں اختیار + اِن شئتَ آپ اُس ستون سے پوچھ رہے ہیں۔ جو آپ کو اپنے سے جُدا دیکھکر رونے لگا تھا۔

اب بتاؤ یہ اختیار نتھو کتھو یا کسی مولوی مفتی کے ہیں ؟ اور اِن سے کوئی صاحب **قلبِ ماہیت** اور **تبدیلِ اعیان** پر مخیر ہیں ؟ اچھا اس طرح نہ سہی۔ کسی متغیر الصفات چیز کو اپنی اصلیت پر لے آئیں اور اُس کی اصلی حقیقت پر قائم کردیں۔ نہیں ــــ تو پھر **اُوہمچو ما** یا **ماہمچو وے** کیسے ہُوا۔ واہ **ہمچو ما ئیو**! تمہاری عقل۔

راجپال کو جو بالکل اِن کے اُن من گھڑت اور وضعی روایات کا ناقل ہے۔ جو اِن کے مقتداؤں نے عقیدۂ **ہمچو ما** پھیلانے کے لیے اپنے قلم سے لکھا۔ اور جو اَب ان کی دستاویز ہے سبّ وشتم کرنے پر کھڑے ہوگئے۔ اور شاتمِ رسولؐ پر قتل کا حکم نہ دینے کا بہتان ابوحنیفہؒ پر لگاکر جو کہا سو کہا۔ اور اپنی نامردمی اور جُبنیت پر لعنت نہ کی۔ مَیں کہتا ہوں جبکہ اَور کئی باتوں میں ابوحنیفہؒ کا کہا نہیں مانتے۔ تقلید خاص کر اُسکی تقلید حرام جانتے ہیں۔ تو اِس بات کو بھی نہ مانتے۔ پر شاباش! اپنے عقیدہ کو نہ بدلے۔ نہ آپس میں کسی کو قتل کیا۔ اور نہ ہی اپنے مقتداؤں کی دُور از عقل ونقل روایتوں کی ترک کی۔ کہ جن کی تقلید میں اپنا دین وایمان کھو بیٹھے۔

یہ باتیں صرف پیغمبر کو **ہمچو خود** بنانے کے لئے گھڑی گئی تھیں۔ جو آج بباعث موجود ہونے کثرت وسائل شیوع بداندیشوں کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ اور اُنہوں نے اُن ہوئی باتیں بناکر آپ کی ظاہری و باطنی معصومیت اور شانِ نبوت پر کیسے کیسے ناپاک حملے کرنے شروع کردیے۔ یہ اُسوقت کی منگھڑت باتیں ہیں۔ جبکہ آغازِ ظرفیتِ **ثمّ** (فقرۂ اِخباری ثم یفشو الکذب کا) ہُوا۔

راجپال نے اپنی بیخکنی کی دیوارِ بے بنیاد اُسی اینٹ گارے سے کھڑی کی ہوئی تھی۔ جس پر جہان کے مسلمان برآشفتہ ہوئے۔ اور علی الرغمِ اہلِ بغض وعناد اُسے بے گناہ کسی نے جان سے مار ڈالا۔

مَیں کہتا ہوں مثلی اُس جان مارُو نے کڑوے درخت کی کونپلی کو توڑ کر کیا بنایا؟ وہ اس کی جڑھ اُکھاڑتا۔ یعنی بجائے اسکے کسی کو مار ڈالتا۔ جس نے اُن عالم آشوب اور دلفگار مضامین کا مادہ اُسے تیار کرکے دیا ہے۔ کہ جس مادہ کو مرکبہ صورت میں لانے پر اُس کی جان گئی۔ اور کاتب وطابع پر لعنت پڑی۔ پر آفرین اِن دونوں نے کیسی آسان خلاصی کرالی۔ کہ لکھائی کا کفارہ مرزائی جنت البقیع میں تیس روپے۔ اور چھپائی کا کفارہ بے حیائی۔

یہ مواد جو بالکل پایۂ جنگ وفساد ہیں۔ سب مثلیوں کے دیئے ہوئے ہیں۔ محققِ اعظم ابنِ جوزیؒ نے مثلیوں کے سلفیوں اور سلفیوں کے مثلیوں کی اکثر غلط و دُور از کار روایات پر اپنی تحقیق سے اعتبار نہ کرتے

ہُوئے بعض مرویاتِ بُخاری کو بھی انہیں روایات میں شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ علامہ کے مُوضُوعات سے واضح ہے۔ یہی حکمت تھی۔ کہ تاقیامِ قیامت آپکی پاک سیرت ظاہر کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی بڑا واقف جو آپ کی سیرت کا پورا علم رکھتا ہو، آپؐ کے زیرِ سایہ اور بساطِ خدمت سے خارج ہو کر آپؐ کا منکر اور دشمن ہو جائے۔ چنانچہ مُسیلمہ کذاب وغیرہ منکر و مرتد ہو کر دُور جا نکلے۔ باوجود دشمن ہونے کے سوائے انکارِ نبوت و رسالتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کوئی اعتراض آپ کی سیرت پر نہ کر سکے۔ اور نہ ہی کسی ایسے سے آپؐ کے اخلاق و عادات و معاملات پر کچھ منقُول ہے۔

مسیلمہ کذاب نے تو آپؐ کی نبوّت کا بھی اِنکار نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپؐ کو نبی مانا۔ چنانچہ اُس کے اُس خط سے جو اُس نے آپؐ کو بہ طلبِ تقسیمِ ارضِ نبوّت بنصفا نصف لکھا تھا۔ ظاہر ہے۔ مگر ہوائے نفسانی سے اپنے آپ کو بھی آپؐ کے مقابلہ میں نبی بنانا چاہتا تھا۔ لیکن بباعث خباثتِ ظاہری و باطنی اور اشاعتِ قبائح و کارہائے دور از عقل و نقل مدد و توفیقِ الٰہی سے محروم رہا۔ اور کسی نے نہ مانا۔

اسود عنسی بھی یہ نہیں کہتا تھا۔ نہ اُس سے مخالفون کی کسی کتاب میں کچھ منقُول ہے۔ کہ اُس نے آپؐ کی سیرت پر اعتراض کیا ہو۔ اور آپؐ سے اُچھا بن کر دکھایا ہو۔ بلکہ اُسی کے ساتھیوں نے اُسے زنا کرتا دیکھ کر مار ڈالا۔ بعض نے جب کوئی وجہ آپؐ سے پھرنے کی نہ دیکھی۔ تو پھر آ خادم ہوئے بعض خود توبہ کر کے داخلِ اسلام ہوئے۔ غرض کسی نے بجُز اپنے ہوا و ہوسِ نفسانی و تمنّائے قلبی کے پورا نہ ہونے کے اپنی وجہِ ارتداد و سببِ ترک اِسلام آپؐ کے کسی معاملہ سے بیزاری یا آپؐ کو کچھ خلافِ تہذیبِ انسانی کرتے ہوئے دیکھ کر نہیں بیان کی۔ اور قریبِ نبوت کے زمانہ میں کسی نے آپ کی اِن لفظوں اور معنوں سے وہ توہین نہیں کی۔ جو ورتمان کے ایڈیٹر اور راجپال نے کی۔ اور جو کہا سو کہا۔ نہ ایسے افعال کہ خلافِ انسانیت ہیں۔ آپؐ سے منسُوب کیئے۔ کیونکہ اس وقت اِن مطاعن کا کچھ وجود نہ تھا۔ ہاں اگر کہا ہے یا کیا ہے تو کب؟ — جو ہے بعد کا ہی ہے۔

قائل کی یہ بات کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کہ آپؐ کے اقبال و حشمت کے سبب کوئی بولا نہیں کیونکہ وہ جو مرتد ہو کر آپؐ کے زیرِ اثر علاقہ سے نکل گئے تھے۔ یا وُہ جو دشمن اسلام بادشاہوں کے محروسات میں چلے گئے اُن کی بھی کوئی نقل یا روایت ہے؟

مخالفوں نے جب مخالفوں کا ایک وفد شاہِ حبش (مسیحی) کے پاس اِس غرض کے لیے بھیجا۔ کہ چند غلامانِ اِسلام و جان نثارانِ صاحبِ اِسلام علیہ السلام جو اُس کے مُلک میں آ داخل ہُوئے ہیں۔ اُنہیں نکال دیا جائے۔ کیونکہ اندیشہ ہے۔ کہ یہ عام لوگوں کے خیالات نہ بگاڑ دیں۔ تو سوائے اتنی بات کے کہ چونکہ اِن کا رہبر ہمارے آباو اجداد کے عقاید کے برخلاف ہے اور کیا اِعتراض کر سکتے تھے؟ بلکہ ہرقل کے

پاس تو دشمنوں کے سردار ابُو سفیان نے بموجودگی ہمراہیان آپؐ کا مہذب و شائستہ اور دیانتدار و راستباز ہونا بیان کیا تھا۔ اگر کچھ اور بات بھی ہوتی۔ تو وہ ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہرقل کو آپؐ سے بدگمان کرنے کے لئے کب چھپا رکھتے۔ بلکہ ایک ایک کی چار چار بنا سُناتے۔ اِسی طرح عمر بھر جو اسلام سے اِنکار کرتے رہے سوائے صرف اِنکار کے وجہ اِنکار تو کچھ بیان نہ کرسکے۔ نبوتؐ کو نہیں مانا۔ لیکن آپؐ کی سیرت پر اُن کا کوئی اعتراض اُنکی اپنی کسی کتاب میں یا اُس وقت کے اُن کے پیرو منکروں کے کسی نوِشتہ میں منقُول نہیں۔

کُفّار کے اعتراض اور اُن کی غلط فہمی کے اقوال جابجا قرآن میں مذکور ہیں۔ لیکن اُس وقت جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپؐ موجود تھے۔ آپؐ کے راہ و رویہ کے دوست دشمن واقف تھے۔ ہر روز دیکھتے تھے۔ مگر اِس قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا جواب آپؐ کی سیرتِ پاک پر کیئے جا رہے ہیں۔ اور آپؐ کی ذاتِ پاک میں نہ تھے۔ ورنہ مثل کفّار کے دیگر بہتانوں کے قرآن میں مذکور ہوتے۔ اور قرآن انکی جواب دہی سے ساکت نہ رہتا۔

البتّہ اِس زمانہ میں راجپال شرآل اور بعض دیگر بدسگال دل آزار شوخوں نے بتقلیدِ مُپڈار[1] ناہنجار بے جا حملے کیئے ہیں۔ اور وہی پہلے اعتراضات دُہرائے ہیں۔ جو شاید چوتھی پانچویں صدی ہجری سے بعد یا کچھ اِس سے پہلے سلطنتِ عبّاسیہ کے عَین شباب میں بداندیشوں نے اپنے مذہب کو جاتا اور اسلام کو خاص و عام کے دلوں میں بھاتا دیکھ کر جھوٹی تسلیاں دینے کے لیئے کیئے تھے۔ لیکن اُسوقت جبکہ آپؐ کے دیکھنے والے دوست دشمن جیتے تھے۔ اُس وقت کا کوئی اعتراض آپؐ کی سیرت پر نہیں۔

مُپڈار نے نجات کا دار و مدار محض کفارہ پر رکھا ہُوا تھا۔ یہودی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُ اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ یقین کر کے اپنے آپ میں مطمئن تھے۔ لیکن جب وہ **آنے والا** جس کے آنے کی پیشینگوئی انجیل باب ۱۴ ورس ۲۵ و ۲۶ میں ہے، آیا۔ تو اُس نے کہا نجات اِس بات میں نہیں جو تم نے خیال کر رکھّی ہے۔ اور نجات کے متعلق جو باتیں بتائیں۔ وہ اُن کی نفسانی خواہشوں کے بالکل برخلاف تھیں۔ اِسلیے اُس وقت کے عیسائیوں نے اپنی موضوعات کو چھوڑ کر خلافِ نفس نہ کیا۔ اور پچھلے نوشتوں کے موجود ہوتے ترکِ نفسانیت کو اپنے آپ پر گراں دیکھ کر جرح مبہم کی طرح صرف یہ کہہ کر کہ یہ وہ آنے والا نہیں جسکے ہم منتظر ہیں، اپنی عیسائیت کو بنا رکھّا۔ لیکن ان کے بعد کے ابن اللّٰہیوں نے مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ جانے کے خیال سے اُن کے معتبر و مسلّم اہلِ اثر کے نام سے پیغمبر[2] اسلام کی شانِ والا کے برخلاف جھوٹی اور مَن گھڑت باتیں بنا کر شایع کرنا شروع کر دیں۔ اور اِس لئے کہ عوام کی نظر میں جھوٹے کی بھڑک سچے سے زیادہ ہوتی ہے۔ کم اندیش سادہ لوح مسلمانوں نے اپنی سادگی سے وہ روائتیں

---

[1] مُپڈار بروزنِ جُتال۔ پادر واحد [2] پہلے تو جنگہائے صلیبی کے بعد اور پھر اِس جنگِ عظیم کے بعد پادریوں نے جب دیکھا۔ کہ باوجودیکہ عیسائی فاتح ہیں۔ مگر اسلام ترقی پر ہے۔ الزام واتہام کی بہت کوشش کر رکھی ہے۔

آپ کے ضبط علی النفس جتانے کے لیئے اپنی کم علمی پر اعتقادی رنگ چڑھا کر بلا تحقیق و تنقید اُنھیں اِسلام نما عیسائیوں کے اُسناد و متونِ وضعیہ کو اپنے مصنفات میں درج کر لیا۔ اور بباعث تنگی نظر فی الاخبار و الآثار شرح کرنے کے وقت اصل مطلب نہ سمجھ سکے۔

بادی النظر میں تو یہی سوچ کرنی چاہئے کہ سچے دل اور خلوص و اعتقاد کے مسلمان پھر خیر القرون کے مسلمان اپنے پیغمبر پر کیوں بہتان باندھنے لگے تھے۔ خیر القرون کے پہلے زمانہ کے لوگوں نے جنھوں نے پیغمبرِ وقت کی خدمت میں عمر گزاری، رات دن کے اُسکے حالات و عادات و معاملات کو نظرِ امتحانی سے دیکھا۔ اگر یہ باتیں جو آج آپؐ کی سیرتِ پاک میں حیرت ناک دِکھائی جاتی ہیں۔ کچھ ہوتیں۔ تو اُنھیں دیکھ کر وہ لوگ کیسے مسلمان رہتے اور ایسے شخص کی تابعداری کرتے۔ اِسی طرح اگر خیر القرون کے دوسرے تیسرے زمانہ کے لوگوں کو یہ ناقابلِ اعتبار باتیں بوثاقت پہنچتیں۔ تو وہ کیوں مسلمان رہنے لگے تھے۔ نبی کا ایسا حال اور چلن چال دیکھ کر اور کیا ایسی چیز تھی۔ جس نے اُنھیں مسلمانی پر قائم رکھا۔ کیا اُنھیں کسی مشن سے جھوٹ پر اڑا رہنے کے لیے تنخواہیں ملتی تھیں؟

اَلَا یٰاَیُّھَا الْبُہْدَارُ تُوْبُوْا۔ اِلَی مَنْ بَدَا اَکْرَمَا تَقُوْلُوْنَ

فَلَنْ تَجِدُوْا شَفِیْعًا غَیْرَ اَحْمَدْ۔ وَلَوْ اَنْ تَجْمَعُوْا وَلِمَنْ تُحِبُّوْنَ

یہودیوں کی طرح عیسائیوں کو بھی حسد لیئے جاتا ہے۔ اور اپنے پچھلے وقت جن میں سچ کی قدر اور جھوٹ پر سزا ملتی تھی۔ اِس خلاف اور آزادی کے زمانہ میں یاد آ رہے ہیں۔ اور چونکہ اب اسلامی کتابیں تفاسیر و احادیث، سِیَر وغیرہ انطباعی صورت میں محفوظ ہو چکی ہیں۔ متاخرین سے عالی ہمت، وسیع النظر اصحابِ تنقید و اربابِ تحدید کے ضبط و اتقان میں آ چکی ہیں۔ اب ان کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ اِسلیے اپنے بزرگوں کی چلائی اور اُن کے بنائے موضوعات کو کبھی کبھی بزعمِ خود آلۂ اندفاعی سمجھ کر شور شار کرنے لگ جاتے ہیں۔ اِن کے پاس تو کچھ نہیں۔ اور یہ سمجھتے بھی ہیں۔ پر اصل بات یہ ہے۔ کہ آرام کی زندگی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ جس مذہب میں داخل ہونے کا ثواب دُنیا میں ہی دونوں وقت اچھا کھانے کو اچھا پہننے کو بیٹھے بٹھائے بغیر ہاتھ ہلائے مل جائے۔ تو وہی بڑا سچا مذہب ہے۔ مگر سچائی کے برکات اور صداقت کے نشانات تو کسی اُپدرُ اُپدیشک میں بھی نہیں پائے جاتے جو اِدھر کسی عامی میں پائے جاتے ہیں۔

بد اندیش نے مخالفوں کے پیدا کردہ اعتراضوں کو شوخی طبیعت اور بے شرمی سے بُرے اور دل آزار لفظوں میں جسے کوئی مہذب دانشمند پسند نہیں کرتا۔ دکھایا۔ اور اپنے ہم خیالوں کو خوش کرنے کے لیے بہت سی جھوٹی باتیں بنائیں۔ اور ایسے الفاظ اُس ذاتِ مقدس کے لیے استعمال کیے۔ جو اُس کا وبالِ جان ہوئے۔

دُنیا نے اُس کی شوخی اور بے حیائی کو دیکھا اور سُنا۔ سادات نے، فقرا نے، علما نے۔ اور ان کے سوا نے بھی۔ جو ان کے درجے کے نہیں۔

سادات جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی عین ذات یقین کیے ہوئے ہیں۔ سُن کر بالکل خاموش اور نشۂ نَحْنُ اَہْلُ الْبَیْتِ میں بیہوش رہے۔ وہ جو اپنے آپ کو خالص سیّد اور جنگِ باغیؔ میں اپنی جیت سمجھے بیٹھے ہیں اُنہوں نے اپنے **اَبُوالْآبَاء** کی حرمت و عزت کی ذرہ بھر غیرت نہیں کی۔ حیرت، کہ سادات کے عاداتِ غیرت کہاں گئے!!

حضرت علیؓ مرتضیٰ نے عَبدِ وَدّ کے مقابلہ میں جبکہ اُس نے بغرورِ تمام آپؐ کا پاک نام لے کر بلایا۔ تو سادہ نام اور کچھ اُس کے اُور ایسے الفاظ پر وہ غیرت کی۔ کہ باوجود صغر سنی اور ناتجربہ کاری اُس کے مقابلہ میں اُٹھ بیٹھے۔ آپؐ کی نسبت ایسا سہار نہ سکے۔ اور اپنی جان نہ دیکھی۔ اب انہیں کی اولاد اُن کو گالیاں سُن رہی ہے۔

سیدوں سے جن کا دعوےٰ ہے مَن مثلنا ومَن ذا الذی یقابلنا فی حسبنا ونسبنا تو کسی نے اپنے جدِّ امجد کی ذاتِ اقدس پر تحریری و تقریری طعن و تشنیع سُن کر ذرہ بھر غیرت نہ کی۔ شاید اِن کو اپنے سیّد ہونے کا شک رہا۔ یا اِن کے اعتقاد میں کوئی اِن سے کسی کے باپ کا نام لے کر جس کے درمیان کوئی اور صُلب یا بطن حائل نہیں، گالیاں نکالے تو موجب غیرت ہو سکتی ہیں۔ اُوپر کے نسب کے لیے خدا جانے کیا بات ہے، کون جان گنوائے۔ یا اِن کو یقین ہوگا۔ کہ گالیوں کی گولی دُور جا کر مدہم پڑ جاتی ہے۔

یُوں دیکھو تو لوگوں کے ساتھ اپنی ذرا سی بے اَدَبی پر کس درشتی سے پیش آتے ہیں۔ غصہ سے الو نال ہو کر گلے پڑ جاتے ہیں۔ اور اس غیظ و غضب کی وجہ یہ کہ مجھ کو شاہ صاحب کر کے نہیں بُلایا۔ نام کیوں لیا۔ اگر کوئی کہے تو کہتے ہیں "او کیوں نہ ہو، ہم میں ہاشمی رگ اور حیدری خُون ہے"۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم (جن کی **نسبت** کی طُفیل اُن کی ہر طرح کی عزت ہے۔ اور ان کے جور و جفا پر صبر کیا جاتا ہے) کی توہین پر ان میں سے کسی کی **رگِ ہاشمی** نے جنبش نہ کی۔ نہ **خونِ حیدری** میں گرمی آئی۔

علما جن کے دلوں میں نحن ورثۃ الانبیاء ولہ یخلق مثلنا علی الدنیا مَن یوازیننا فی علمنا کا غرور بھرا پڑا ہے۔ جن کے لوں لوں میں خود پسندی ہے۔ سب کچھ دیکھتے سنتے رہے۔ حُرمتِ و عزّتِ محمّدیہ کے لیے اِن سے کوئی بھی مردِ میدان نہ بنا۔ اِن سے کسی نے (اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْھُمْ) کسی آیت پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ بجائے غیرت و نفرت کے بعض نے صریح حمایت کی۔ اور بعض دین فروش دیوث نے بخلاف عزت و ناموس صاحبِ نبوّت، عدالت میں مفید مطلب شاتمِ بدکیش شہادت بھی دی۔

عہ اصطلاحِ سادات میں شجرۂ نسب کو باغ کہتے ہیں۔

یہ ہیں وہ لوگ جن کا دعویٰ ہے سنت پر چلنے کا - پر اِن کے کسب دیکھو - یہ تو انگریزوں کے طریق پر چلتے ہیں - اُنکی متابعت کرتے ہیں - اُنھی کے دریائے رضا میں غریق ہیں - اِنھیں سُنت، طریق رسالت و نبوت سے اور طاعتِ سید الانام سے کیا کام ؟ ہندوؤں اور انگریزوں کی تو صدق دل سے رِیس کرتے ہیں - لیکن بہ حسب آیت فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اہل اللہ کی جو ستونِ دین اور جو ستودۂ خدا ہیں ذرہ بھر رِیس نہیں کرتے - یہ بالکل بے عمل ثابت ہوئے -

یہ تو ایک غریب نابینا صحابی کی غیرت کے بھی نہیں - جس نے اپنی جاہلیتی بیوی کو اِسلیے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت گستاخانہ الفاظ استعمال کیا کرتی تھی - بجُرم شاتمۂ رسولؐ ہونے کے پار بلادی - صحابی کی سنت چھوڑ دی - ترابی کی بحکم عَضُّوا علیها بالنواجذ عدالت میں ادا کر دی -

کاش یہ نمک پاش مخالف کی دلخراش باتیں سُن کر صارم المسلول والے کی سنت نہ سہی حسانؓ ابن ثابت کا ہی کام کر دکھاتے - جان نہ سہی زبان ہی سہی - **حدیث** من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ الحدیث کے تین درجوں سے پہلے پر نہ بعُذرِ عدمِ استطاعت دوسرے درجوں سے کسی ایک ہی عمل کر دکھاتے - لیکن نہیں کچھ نہیں - زبان سے نہیں - دِل سے نہیں - بلکہ شاتم اور اُسکی قوم کے دل و جان سے خیر خواہ نظر آ رہے ہیں - یہ کرتے تو کیا کرتے - بہتیرا وعظ میں مسلمانوں کو سمجھایا - اور رات دن کھول کھول کر ہاتھ بڑھا بڑھا اُتوبا بما فی ایدیکم واعملوا بما امرتم ان اللہ لا یضیع اجر کہ سنایا - لیکن کسی نے اِسکے معنے نہ سمجھے - اور ان سے کچھ ہاتھ نہ آیا - مگر اُدھر سے سب مرادیں حاصل ہو گئیں - خوشامدیوں کے **خوشامدی** نے جس قدر طَیَّانُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سے (جسکی مدح و ذم کسی سے سرخ و سفید کے لا و نعم پر ہے) بدگمانی ہٹانے اور اُسکی ذاتِ عالی کو طعنِ (وہو الحق) طاعنین سے بچانے میں اُسکی خوشنودی کا سارٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لیے زور لگایا - اور بامیدِ شرکتِ حصولِ ماموں بمموزۂ افض علینا مما افاض الناس علیك اُسکی مدح و ثنا میں مشغول رہا - (یہاں تک کہ درسِ قرآنی میں بھی اسکی مدح و ذکرِ خیر کے تقریری نوٹ دیے گئے) اِسقدر بلکہ اِس سے کمتر اُسکی زبانی ایک حرف بھی ذب عن الرسولؐ نہیں سُنا گیا - نہ اُس کے قلم کا کوئی ایک جُملہ مخالفوں کے جانگداز الفاظ کی تردید میں لکھا دیکھا - سبحان اللہ دَنِیُّ الْاَکْمِ وَالْاَجْمِ کی یہ فکر دامن گیر اور نبی العرب والعجم کی غیرتِ عزت و حرمت پر نیلی لکیر -

یہ مُلّا ملنٹے جو اپنے آپ کو کانبیائے بنی اسرائیل یقین کیے بیٹھے ہیں - اور بعض سر پُر غرور جو **مُلَّنْٹُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ** کہلاتے ہیں - اور اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گدی پر بیٹھے سمجھتے ہیں - اور اِس پاک گدی پر بیٹھنے کے لائق خیال کرتے ہیں - کہاں گئے[2]؟ اُن کو کیا ہُوا ؟ کیا جمعہ کے دِن صرف اَمَّا بَعْدُ

---

[1] غور کرو، اس حکم کی تعمیل کا محل کیسا اختیار کیا ہے - [2] ۱- نہ ایور ہا نہ وہ عہدہ نہ وہ ہائے ہوس نہ وہ ہو - نہ بیگان چک نہ وہ پائے شو، کوئی دیوی دیو نہ جگ ہو
۲- پڑی اپنے دل میں جو یہ ہوس ہائے کانگرس ہائے کانگرس - رہا رب نبی نہ دھیان میں بنے آپ گاندھی جو ہو ہو

بول لینے اور آخر تراویح رمضان کا رُخصتانہ اور عید کا عیدانہ لے لینے سے اِس پاک گدّی کے حقوق ادا ہو جاتے ہیں؟ صدیقِ اکبرؓ جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گدی پر بیٹھے تو مُرتدوں اور مانعینِ زکوٰۃ سے مقابلہ کرنے کو اکیلے ہی تلوار پکڑ کر نکل چلے۔ گویا جان دے چُکے۔ اور کسی کے ساتھ کی بجز اپنے ایمان باللہ وصدق ویقین بر رسول اللہ پرواہ نہ کی۔

بھلا کانگرسی کاسہ لیس جو مخالفانِ اِسلام وطاعنانِ بانیٔ اِسلام پر سب وشتم سُن کر پھر اُن سے خوشدِل اور اُن میں مخلوط ہیں، کیا غیرت کریں؟ کریں تو اُنکی سب امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ کانگرسی حمایتی آٹھوں پہر بجنابِ کانگرس دست بستہ عرض کر رہے ہیں ؎ غلامِ تو ام اَیُّھَا الکانگرس۔ چو من بیکسے را توئی دادرس، اگر در غُلامیت کردم خطا خطا در گزار و رو یتیم نما ✝ مرا از مسلمانیم سُود چیست۔ مرا بایدم سیم و زر بہر زیست

من از ذکر و قرآں چہ اندوختم۔ چرا وِرد گاندھی نیاموختم

بابا! یہ دُنیا بُری۔ ہائے دُنیا۔ ہائے دُنیا۔ بڑے بڑے شوخے، غوغا فگن۔ چن کالوُں لوُں پھڑکتا ہے۔ سارق المضامین۔ مدح پسند۔ دُور بین۔ اگرچہ اَوروں کو کچھ کہیں۔ لیکن آپ بے خبر از ہستی، مدہوشِ مال مستی و مشغولِ زر پرستی ہیں۔ دُور اندیش، صفا کیش۔ صلح کُل۔ کہ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَل کے ساتھ اُعْلُ ہُبَل کا نعرہ بھی لگا لیتے ہیں۔ ریاست کے ہندو مدار المہام کو واسطِ حصولِ وظائف و اِنعام سمجھ کر خوش کرنے کے لیے ذبیحۂ مشروعہ اسلام اور جھٹکا چاروں مذہب حرام کو ایک ہی لکھ مارا۔ واہ وا دُوئی دور کر دی۔

خیر۔ ایک نہیں دو نہیں، بہتیرے اِسی پیٹ کے مُرید ہیں۔ اور پیٹ کے دھندے میں لگے ہیں۔ کسی کی کیا کہیں۔ ہم بھی تو رات دِن اِسی بن تن میں رہتے ہیں۔ ہمارا تو کوئی کام ایسا نہیں۔ جو اِس کے لیے نہ ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ سب اِسی کے لیے ہیں۔

دُنیا کے بچے اِس پیٹ کا کیا کریں۔ بہتوں کو اِس نے اپنا غلام بنایا۔ اپنے کام میں لگایا۔ دانشمند غلاموں نے اِس کی نوکری سے تو اچھا نام پایا ؎

اَے پیٹ تیرے واسطے ہم کیا کیا بنے مہدی بنے، مسیح بنے، مقتدا بنے
بے شرم تو بھرا نہیں، گو ہم خیال میں نانک بنے، کرشن بنے اَور خُدا بنے

فقراء۔ اِن کی خود ستائی اور خود نمائی کی بھی آج کوئی حدّ ہے؟ یہ اپنے وجود کو خدا کا عرش قرار دیے بیٹھے ہیں۔ اور اِن سے ہر ایک انا الحق کا مدعی ہے۔ قطب، غوث تو یہ لوگوں کو خود بناتے ہیں۔ خدا جانے اِن کا اپنا درجہ کتنا ہے۔ مَدح پسند ایسے، کہ اگر کوئی اِنہیں خدا بھی کہہ دے۔ تو اُسے شاباش دیتے ہیں۔ شاید انہیں یہ آیت لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا

تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ یاد نہیں - یاد کیسے ہو - خود تو قرآن پڑھتے نہیں - ڈھکوسلے ہیں - جتنے مارلیں سو مارلیں - کوئی اِن کا وجودی بنا بیٹھا ہے کوئی شہودی - دُور دُور تک دم مارتے ہیں - بڑے بڑے خطابوں سے اپنے آپ کو لکھوا کہلا کر مشہور کرتے ہیں - اِسقدر حق پسند نہیں جسقدر کہ شہرت پسند ہیں - ہر کام میں فخر، نہ شرمِ روزِ حشر، نہ خوفِ توبیخ و زجر - ایجنٹ گھیر گھار کر لوگوں کو بیعت کے لیئے لے آتے ہیں [1] - یہ دامِ تزویر ہیں پھنسا کر بیٹھے بٹھائے عمر بھر ان کی کمائی کھاتے ہیں - نماز، روزہ وغیرہ احکامِ اسلام کی تو معلوم نہیں کسی کو تاکید کرتے ہیں یا نہیں - مگر پیر پر صدق و یقین کی تلقین تو پَل پَل میں کیا کرتے ہیں - اِن سے کوئی کہاں ہے؟ جس نے خدا کے پیارے شافعِ روزِ قیامت کی حُرمت و عصمت پر غیرت کی - جان دی یا مال دیا؟ - بلکہ جان لی اور مال لیا + اِنہیں پیغمبرؐ اور اَولادِ پیغمبرؐ سے کیا واسطہ؟ یا اللہ یا اللہ کر کے کیا لیں؟ یا مُریدی یا مُریدی کیوں نہ کیا کریں -

کہاں گیئے وہ اِن کے نعرے تبرّے "ہات تیرا بیڑا غرق کردوں"! فقیر صاحب! بے ادبی معاف - کسی دشمنِ رسولؐ کا بیڑا غرق کر دیا ہوتا - مُرشدوں کے مُرشد، ہادیوں کے ہادی پر جان دے دی ہوتی - پر کسطرح دے دی ہوتی - جبکہ دلِ پُر آز سے یہ آواز نکل رہی ہو - مُرِیْدِیْ مُرِیْدِیْ مُرِیْدِیْ اِنْ کَانَ فِیْ یَدِكَ شَیْءٌ فَاَنْتَ مُرَادِیْ مُرَادِیْ - اور ہر وقت قصیدہ لغسانیہ کا یہ بیت وردِ زبان ہو

مُرِیْدِیْ اَسْاَلُنِیْ کُلَّ وَقْتٍ بِمَقْدِ اَوْ بِیُسْرِ اَوْ بِمَالٍ ۔ وَاِنْ كَانَتْ بِبَیْتِكَ حَیَّةٌ اَبْرَہ فَجِئْنَا هَا وَنَحْنُ الْقِلَالُ

اَطِعْنِیْ مَا اَمَرْتُكَ یَا مُرِیْدِیْ ۔ وَاِلَّا اَنْتَ مِنْ اَهْلِ الضَّلَالِ

اور قصیدہ نسائیہ کا قلبی شغل یہ ہو۔ فَتَاتِیْ اُدْخُلِیْ فِیْ خَلْوَةٍ بِیْ ۔ اُلَقِّنْكِ كَمَالَكِ فِیْ خَیَالِیْ + اَطِیْعِیْ وَاحْفَظِیْ سِرِّیْ جَمِیْعاً ۔ تَكُوْنِیْ خَاصَّةً عِنْدَ الْمُنٰی لِیْ ۔ فَاَیَّةُ نِسْوَةٍ مَسَّتْ بِجِلْدِیْ ۔ نَجَتْ مِنْ نَارِ سَقَرٍ وَالْوَبَالِ

اِن کے صبح و شام کے وظائف میں سے ایک فائدہ بخش وظیفہ قوالی بھی ہے - جسے وہ عبادت جانی و مالی سمجھتے ہیں - قوالی میں بھی حصولِ ماموُل کے بڑے بڑے اسرار ہیں - اِسلیئے ایسے اسراری بزرگوں کو لطفِ سماع کسی اَور طرف خیال نہیں ہونے دیتا - دیوانِ حافظ کے شعر

خرد در زندہ رود انداز و مے نوش ۔ بگلبانگِ جوانانِ عراقی

نَهَانِیْ الشَّیْبُ عَنْ وَصْلِ الْعَذَارٰی ۔ سِوٰی تَقْبِیْلِ خَدٍّ وَاعْتِنَاقٍ

سے اِنہیں جو مزہ آرہا ہے، کیا بات ھے! یہ سُن کر کبھی جھومتے ہیں - کبھی گھومتے ہیں - اور اِس خیال سے کہ اِس بیت پر ہمارے جھومنے گھومنے سے کوئی سمجھ والا بدگمان نہ ہو جائے - زبان سے اُونچے اُونچے تار سے تار ملا کر

[1] لوگوں کو بیعت کر کے کثرتِ مریدی پر اپنا کمال سمجھنا تو بالکل غلط ہے - نبوت اور رسالت سے بڑھ کر اور کیا کمال ہے؟ لیکن کئی نبیوں اَور رسولوں کو کسی ایک نے بھی قبول نہیں کیا۔ روایت کیا اسکو امام احمد نے اور عبدالرزاق نے مصنف میں اور حاکم نے ابن مسعود رضہ سے " کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۴۴"

لَیْسَ بِکَرِیْمٍ مَنْ لَمْ یَتَہَتَّرْ عِنْدَ السَّمَاعِ لوگوں کے کانوں تک پہنچاتے ہیں۔ خُوب اُخُوب! دلیل تو کیا شرعی دلیل ہے!
اِسی طرح سب مشغولِ کار ہیں۔ کوئی تو کانگرس کی چاپلوسی میں۔ کوئی انگریزوں کی پا بوسی میں۔
کوئی مال مست کوئی حال مست۔ کوئی کانگرس کا پیروکار، کوئی حکومت کا طرفدار۔ جنکی زبان پر یہی رہتا ہے۔
ہر ایک کو نصیحت کر رہے ہیں ؎

مَیازار انگریز روزی رساں - کہ او راست در تاج ہندوستاں + ہر آنکس کہ رنجاند انگریز را - کجا یابد اُو کرسی و میز را

مسلمانوں میں یہی تین فرقے تھے۔ جن میں دعوے کا زور شور تو یہ کہ ہر ایک اِسلامی پیشوا اور بزعم خود دینی عمارت کی بنیاد بنا بیٹھا ہے۔ سادات اپنی جگہ جو اپنے آپ کو کشتیِ نُوحؑ اور امان اہل الارض یقین کرتے ہیں۔ علما اپنی جگہ جو اپنے آپ کو بیُوتِ اِسلامیہ کا باب اور فاتوا البیوت من ابوابھا کا مصداق خیال کیے ہوئے ہیں۔ فقرا اپنی جگہ جو تصرف و افعال میں خدا کے ساتھ دم مارتے ہیں۔ مخالفوں کی تحریری و تقریری توہین کو بہ نسبتِ قائلِ الفقر فخری سُنتے ایسے سوئے کہ لا یتیقظون الا بعد نفخۃ الاخری

ان تینوں فرقوں نے کسی **صریح آیت** اور صحیح حدیث پر عمل نہیں کیا۔ علم دین نے ایک **مثالی روایت** پر جانبازی کی۔ اور وہ صاحبِ عمل ظہور میں آیا۔ یہ نام کے مسلمان۔ وہ سچا صاحب ایمان۔
مَیں بھی تو اپنے آپ میں شرمندہ ہوں۔ اور مسلمانی کا مدعی۔ عامیوں سے ایک عامی۔ سرگردِ کُوئے بد نامی۔ پر انہیں تین فرقوں کو دیکھ کر میری تسلی ہو گئی۔ کہ اگرچہ مَیں **علم دین** کی غیرت اور ایثارِ نفسی کا نہیں۔ مگر ان سادات و علما و فقرا کی بوالہوسی میں تو حصہ دار ہوں۔ جہاں سے جو انہیں ملیگا۔ مجھے بھی ملیگا۔

مَیں مقلد نہیں ہُوں اور نہ محقق۔ تقلید کرنا تو مجھے آتا نہیں۔ تحقیق مَیں کر نہیں سکتا۔ لِاَنَّ عِلْمِیْ قَلِیْلٌ وَعَمَلِیْ ذَلِیْلٌ۔ مقلد برائے نام ہُوں۔ اور کچھ بھی نہیں ہُوں۔ ہیچ در ہیچ۔ نہ خاص ہوں نہ عام ہوں۔ نہ کاف ہوں نہ لام ہُوں۔ ہُوں تو بس یہ کہ اپنے پیر کا غلام ہوں۔ یہی میرا فخر ہے۔ اور یہی میری شیخی ہے۔ کہ **سید فقیر اللہ شاہ بادشاہ** کا اُدنیٰ الخُدّام ہُوں ؎

از دل وجاں من غلامِ مُرشدم	در دلم انداخت کو سرِّ قدم
چوں حدیث شاہ فقیر اللہ رسید	شمسِ تبریز از ادب سر در کشید
چوں سخن آمد فقیر اللہ شاہ	خامہ ام لرزید و کاغذ کرد آہ
آں فقیر اللہ کہ شاہِ اولیاست	در دمے صدہا کجاں را کرد راست
آں شعاعِ نور کاندر جانِ ماست	از تجلاّئے جمالِ اُو ضیاست

تقلید بہت مشکل ہے۔ مقلد میں جسکی اُس نے تقلید کی ہو۔ اُسکے اوصاف ضرور ہونے چاہیئے۔ آج تو تقلید کی پہچان صرف آمین یا رفع یدین کرنے نہ کرنے پر آرہی ہے۔ وہ جو غیر مقلدی کے مدعی ہیں۔ وہ بھی مقلد ہیں۔ باوجود غیر مقلدی میں تشدد و تمدّ کے اس سے نجات نہ پا سکے۔ ابوحنیفہؒ کی تقلید چھوڑ دی، ابن عبدالوہاب کی کرلی۔ عربی کہاوت ہے فَرَّ مِنَ السَّحَابِ قَامَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ باہر سے بھاگا ہوا گھر آیا۔ کہ مینہ آتا ہے بھیگ نہ جاؤں۔ مگر گھر آکر گھر کے چلتے پرنالے کے نیچے آکھڑا ہوا۔ بھیگنا ہی تھا، بھیگ لیا۔ باہر نہ بھیگے گھر آ بھیگے۔

سچے مقلدوں کے وقت اُن کے اماموں کے اوصافِ باطنیہ اور اثرِ قوت یقینیہ اُن کے وجود میں موجود ہونے کی اہلِ بصیرت کی نظروں میں پہچان تھی۔ آج کسی کی سچی تقلید نہیں۔ اگر کوئی امام ابوحنیفہؒ یا کسی اور امام کا مقلد ہے تو آئے میں اُسے اُدھیڑ پدھیڑ کر دکھا دوں گا۔ کہ اُسمیں اس امام انام کی تقلید کا ایک ذرّہ بھر اثر نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مدعیانِ اسلام خاص وعام جناب **محمدؐ مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ تھوڑا سا اثر بھی رکھتے۔ اور متخلق باخلاقِ محمدیہ ہوتے۔ آپؐ کے سچے مقلد ہوتے۔ تو (جیسا کہ تاریخوں میں پایا جاتا ہے۔ صحابہ کے طریق عمل اور اُن کے معاملات اور حسنِ سلوک وعادات اغیار کے لیے باعثِ دخول فی الاسلام ہوئے) آج لوگ عیسائیت اور آریت کو چھوڑ چھوڑ کر ان کی جماعت کو ترقی دیتے۔ بجائے اسکے کہ اب یہ اسلام کو چھوڑ کر اُنمیں مل رہے ہیں۔ اسی طرح اگر **امام ابوحنیفہؒ** کے کسی مقلد میں اُن کے ورع اور تقویٰ کی جھلک پائی جاتی۔ تو جیسا کہ اُن کی صداقت، امانت اور دیانت کو دیکھ کر مخالفانِ اسلام گرویدۂ اسلام ہو جاتے تھے۔ آج کوئی غیر مقلد نہ پایا جاتا۔

مقلد ہو یا غیر مقلد۔ ان سے پوچھو کہ فتووں کی اُجرت، وعظ کی اُجرت۔ امامت کی اُجرت، چلتے آدمی کی حمایت، تونگر نمازی کی رعایت، عامۂ غربا سے بے توجہی وغیرہ کس حدیث میں ہے؟ کس امام کا قول ہے؟

مقلدؔ، حنفی میاں۔ اسلام سے ایسے بے خبر ہیں۔ کہ شب و روز فکرِ جانسوز حصول وصلِ صنمِ سیمیں تن سُرخ رُو میں مشغول اور جمع و تفریق کے جملہ انشائیہ میں محو و محذوف۔ غیر مذاہب سے جو ہر روز نئے نئے اعتراض اور بُری بُری طرح کے حملے اسلام پر ہو رہے ہیں۔ اُن کی انہیں کچھ خبر ہے؟ البتہ فوت موت۔ پیدائش۔ ختنہ۔ نکاح منگنی کی خبر تو دوسرے محلہ بلکہ شہر کے پرلے سرے کی رکھتے ہیں۔ مُردہ بہشت میں جائے یا دوزخ میں۔ یاروں کو حلوے مانڈے سے غرض ہے ؎

نامِ اسلام رہے یا نہ رہے دام ملیں — کھانے پینے کو ملے۔ اور بھی آرام ملیں

آج تک سُنا۔ کہ کسی ختمی یا قلئی مولوی سے بھی کچھ بن آیا؟ یہ تو غیرتِ اسلام اور تمام اعمالِ اسلامی کا کفارہ **گیارھویں** کو سمجھے بیٹھے ہیں۔ اگر اسی میں نجات تھی۔ تو افسوس خدا نے اپنے جان و مال فدا کرنیوالوں کو زمانہ نبوت میں جبکہ دُنیا پر نجات کا ایک بڑا سیدھا راستہ قائم کیا تھا۔ یہ نجات کا گر نہ بتایا۔ اُن کو تو یہ کرو وہ کرو اِدھر آؤ اُدھر جاؤ مصیبت در مصیبت میں ڈال رکھا۔ باوجود بجا آوریٔ احکام میں سرِ مُو سستی نہ کرنے کے پھر بھی وہ اپنی نجات پر کب مطمئن تھے! ڈرتے ہر وقت ڈرتے۔ پر آج گیارھویں کے معتقد اس قدر دلیر ہیں۔ کہ کچھ نہیں کرتے۔ اور اپنی نجات کا دم بھرتے ہیں۔

قَضَيْنَا عُمْرَنَا فِي الْغَافِلِيْنَ ۔۔۔ عَنِ الْقُرْاٰنِ عَمْدًا مُّعْرِضِيْنَ

تَرَكْنَا الْحَقَّ مُعْتَرِضًا عَلَيْهِ ۔۔۔ عَنِ الطُّرُقِ الْهِدَايَةِ هَارِبِيْنَ

بَقِيْنَا لَا نَصُوْمُ وَلَا نُصَلِّيْ ۔۔۔ وَلَا نَرْعٰى حُقُوْقَ النَّاسِ فِيْنَا

عَصَيْنَا فِي الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِيْ ۔۔۔ نَسِيْنَا اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

تَرَكْنَا كُلَّ حَسَنَاتٍ وَّلٰكِنْ ۔۔۔ نُؤَدِّيْ كُلَّ شَهْرٍ يَارَهْوِيْنَ [۱]

غیر مقلد وہابی میاں۔ اِنہیں عملاً تو تقلیدِ شوکانی کی من مستی اور اعتقاداً شغلِ سعود پرستی۔ بھلا اتنی مصروفیت اِنہیں کہاں کچھ کرنے دے۔ فرصت ہو تو کچھ سُوجھے بھی۔ لوگوں کو توحید توحید کے نعرے مار مار کر سر درد لگا دیتے ہیں۔ حدیث حدیث سنت سنت پکارتے کھپا دیتے ہیں۔ لیکن خود ترکِ شرک و بدعت نہیں کرتے۔ اِن کے اُستاد رونق بخشِ کاشانۂ وہابیت ساقیِ بزمِ میخانۂ نجدیت۔ نواب والاجاہ صدیق الحسن خاں مرحوم اپنی کتاب غزل الغزلات نفح الطیب میں جبکہ مولانا عبدالحی لکھنوی مغفور نے ابراز الغی اور السعی المشکور لکھ کر اُن کا دم ناک میں بند کر دیا تھا۔ تو بہ حرفِ **ندائیہ** شرکیہ اپنے اُستاد مُلّا شوکانی سے بطلبِ امداد بھوپال سے فریاد کرنے لگے ؎

زمرۂ رائے در افتاد بر اصحابِ سنن ۔۔۔ شیخ سنت مددے قاضیٔ شوکاں مددے

نواب صاحب کے اِس ندا و استغاثہ بجناب ملا شوکاں پر کسی وہابی کے کان پر جوُں بھی نہ رینگی۔ لیکن ہمارے اِس کہنے کی ؎ زمرۂ **وائے بی** اُفتاد بار بابِ یقیں۔ نورِ ایماں مددے، سیدِ جیلاں مددے اگر کسی وہابی کو خبر ہو جائے۔ تو بڑے بڑے وہابی تو ایک طرف، چھوٹے چھوٹے وہابڑوں کو ہی دیکھو گے۔

---

[۱] ہم نے اپنی عمر غافلوں میں گزار دی، قرآن سے جان بوجھ کر منہ پھیر رکھا۔ قرآن و حدیث کو اعتراض کر کر چھوڑ دیا۔ ہدایت کے راہوں سے بھاگتے ہیں۔ نہ ہم نماز پڑھتے ہیں نہ ہم روزہ رکھتے ہیں۔ نہ ہی آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت کرتے ہیں۔ ہم نے خدا کے امر و نہی کی کچھ پرواہ نہیں کی اور خدا کو بالکل بھلا دیا ہے۔ ہر ایک نیک کام کو ہم نے چھوڑ دیا ہوا ہے۔ لیکن ماہ بماہ پیر کی گیارھویں ضرور دیا کرتے ہیں۔

کہ کس طرح تڑپتے ہیں - اور ہمیں کن کن لفظوں سے یاد کرتے ہیں -

آجاکر فرقۂ ہبہیہ کے پاس ادائے سنت کے لیے کئی لاکھ حدیثِ واجب العمل سے آمین رفع یدین اور فاتحہ خلف الامام کا جھگڑا رہ گیا ہے اور کچھ بھی ان کے پاس نہیں - ہے تو بے ادبی ؛ یہ توہم باواز دہل کہینگے کہ یہ لوگ بہت بے ادب ہیں - گویا ادب اس فرقہ میں ہے ہی نہیں - انہیں اسلام کا کچھ فکر نہیں - ہے تو حنفیوں کا - کیونکہ ان کے نزدیک بڑے کافر حنفی ہیں - حنفی نہ رہینگے - تو زمین پاک ہوگی[۱] **لطیفہ** - کسی نے اپنے دوست سے بیان کیا - کہ ایک بڑا پابندِ سنت، ابنِ قیم وابنِ جوزی کی ملت - نجدیوں کی عزت، اسماعیلی بھائیوں کی ات پت اب موجود ہے - جو رات دن کی نماز کے بعد جب دعا مانگتا ہے بحسب امر اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً بہت گریہ وزاری کرتا تھا - دوست بولا - ہاں روتا ہے - پر تجھے معلوم ہے کیسے روتا ہے؟ وہ حنفیوں کو روتا ہے - کہ یا اللہ مجھے اتنی عمر روتے گزری - لیکن ابھی تک روئے زمین پر حنفی نظر آرہے ہیں - **الفاظِ دعا** رَبِّ لا تذر علی الارض من الاحناف نفسا واجعلنا علی الارض عمارا ○ انك ان تذرهم يفقهوا عبادك ولا يلدوا الا من يعلمهم الفقه وكانوا للنعمان انصارا ○ كلما دعوتك يارب لامحاهم عن الدنيا فلم يزدهم دعائي الا اكثارا -

گھگڑ ایک اور فرقہ ہے - جو نہ مقلد ہیں نہ غیر مقلد - دونوں کو ملتے ہیں - دونوں سے جدا ہیں - انکو پنجابی میں **گھچڑ** کہتے ہیں - لَا إِلَىٰ هٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هٰؤُلَاءِ ان کا علمی و عملی دعوئ دونوں مذکورہ بالا فرقوں سے جدا ہے - ان کے معتقد ان کی مدح میں بہت غلو کر رہے ہیں - اور یہ سن کر قبول کرتے ہیں - انہیں بھی انجمن شکم پروری کی ممبری کے کام کاج سے فرصت نہیں ہوتی - اور خدمتِ اسلام کا موقع نہیں ملتا - اور جو وقت ملتا ہے، اسلامی فرقوں کی سرکوبی اور ممبرانِ انجمن کی خاکروبی میں گزر جاتا ہے -

× یہ فرقے تو اسی طرح مصروف بکار ہائے دلخواہ ہیں - البتہ مرزائی بظاہر حمایت و نصرت کا کام کرتے نظر آتے ہیں - مولوی محمد علی صاحب امیر جماعتِ احمدیہ نے انگریزی اور بعض دیگر زبانوں میں ترجمہ قرآن شریف شائع کرکے دور دراز ملکوں میں غیر اسلامیوں تک پہنچایا - قادیان سے بھی ایک ترجمہ انگریزی نکلا دیکھنے میں آتا ہے کہ یہ لوگ میدانِ مخالفت میں دلیری سے نکلتے ہیں - اور تبلیغ مرزائیت کے ساتھ کہ ان کا اصل مدعا ہے تبلیغ اسلام بھی کرتے ہیں - مگر افسوس کہ اوپر کے دونوں فرقوں کے مولوی ملا ان کی کوشش کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے - اور ایک ذرہ بھر قدر نہیں کرتے -

یہ کس قدر بری بات ہے - کہ جب کوئی مسلمان مردِ میدان ہو کر نکلتا ہے - تو مخالفین جنہیں مسلمان کافر کہتے ہیں - اگر مردِ میدان وہابی ہے - تو حنفیوں کا فتوئے کفر بروہابی نکال کر، اور اگر حنفی

[۱] اس امر کی صداقت کے لیے رسالہ الجرح علی ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کرو - خاص کر تاریخِ ولادت و وفات دیکھو - حضرت توکلی صاحب نے اس رسالہ کا [illegible] دیا ہے - اور ہم نے تاریخ کا ترکی بہ ترکی اخراج کرکے بر ضمیمہ لگا دیا ہے -

ہے تو دہابیوں کا فتوایٔ کفر حنفیاں دِکھا کر پہلے ہاتھ اُسے شرمندہ کر دیتے ہیں - اگر مبارز مرزائی ہے - تو مخالفوں کا بارِ تکفیر حنفی وہابی اُٹھا کر انہیں سبکدوش کر دیتے ہیں - اور مرزائی کو مثلِ قربان جان وہ سمجھتے ہیں - یہ مسلمانوں کی آپس میں تقسیم کی ہوئی سندیں ہیں - جو وقت پر ایک دوسرے کے کام آتی ہیں -

افسوس بعض مولوی صاحبان نعمتِ کفر کو تھوڑا تھوڑا ہر وقت تقسیم کر رہے ہیں - اور اُن کے پاس یہ ایک ایسا لا ینفذ خزانہ ہے - کہ خواہ کتنا بھی تقسیم کریں - ختم نہیں ہوتا - خدا پاک انہیں جزائے خیر دے - ہمارے جیسے بے راہوں کو راہ دکھاتے ہیں -

کسی حنفی کو خواہ کتنا بڑا حنف ہو یا وہابی کو خواہ وہ ابنِ عبدالوہاب کی مُونچھ کا گُنڈھا بال ہو - عیسائی یا آریہ کے میدان میں تھاپی مار کر آتے دیکھا؟ انہیں تو وہی شغل ہے جو ہم بیان کر آئے ہیں - حنفی، وہابی کو جب یہ سُنائیں - کہ فلاں شہر یا علاقہ میں کچھ آدمی مسلمان ہو گئے ہیں - تو وہ سُن کر خوش ہوتا تھا - لیکن جب یہ ظاہر کر دیا جائے - کہ وہ کسی مرزائی مولوی کے ہاتھ یا اُس کی کوشش سے - تو بمجرد استماع نام مرزائی اسکی وہ خوشی نہیں رہ جاتی - خیر نہ رہے، کوئی نہ کوئی مرزائی بھی اُن کو مل جاتا ہے - اور اُنہیں ملنا آتا ہے - خواہ صلہ موصول ہو ہی رہے —— یا اللہ —— اِس بات کا بھی کوئی علاج ہے ؟

مرزائی، غیرتِ مرزا کے شیدائی بڑے جان فِدائی ہیں - ان کا اعتقاد اپنے مرزا جی یا اُن کے گدی نشینوں پر جو ہے وہ صاحبِ معالم کا صاحبِ اسلام پر نہیں - راجپالیوں اور اُن کے ہم آہنگ **مثلیوں** (ہیچو مائیوں) کو بغوی سے بہت مسالہ مل جاتا ہے - اور وہ بغوی کے بغ بغ کو اُس کے اعتبار پر مسلمانوں کے دھوکا کے لیے اپنا اصولِ نقول قرار دیے ہیں - تفسیر میں اُسی حاطب اللیل کی تقلید نہ کرنے سے کئی کم اندیش سلفی شیفتۂ معالم مولوی **ثناءاللہ** سے کدورت رکھتے ہیں - اور قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طہارت و تقدس پر حرف آنے کا کوئی خیال نہیں کرتے - مرزائیوں کو دیکھا کہ آج تک اُنہوں نے مرزا کی لغزشوں کو تحریر میں لانا تو کجا زبان سے اُسکی نسبت کوئی حرف نہیں نکلا - بغوی کی سی جُرأت بہ نسبت عصمتِ نبوت بجنابِ مرزائیت مآب نہیں کی -

تازہ بات یہ، کہ کسی میاں کے مشی الاقدام فی اللیل الی المرام کو مشی النوم[1] اعتقاد کیئے بیٹھے ہیں -

استفتاء اِس مشی الاقدام للوداد اور ضرب الاقدام الی البغداد میں کیا فرق ہے ؟ بینوا وتوجروا

فتوی - بہت بڑا فرق ہے - وہ بالکل حرام - اور یہ بہر وجہ حلال -

خیر، کچھ کر رہے ہیں تو مرزائی - نہیں کر رہے تو مرزائی - بنا تو چکڑالوی نے بھی مخالفوں کے حملہ روکنے کی رکھی تھی[1] - پر وُہ تو جلد جاتا رہا - اور پچھلوں نے اُس بِنا کی اینٹ اینٹ کر دی - اب یہی دو تین فرقے ہیں - مقلد

---

[1] یہ لفظ کسی مجہول النسبۃ علت معلول کو برا معلوم ہو تو دل ٹھنڈا کرنے کے لیے الجرح علی ابی حنیفہ بنارسی ملاحظہ ہو تاریخ ولادت و وفاتِ امام دیکھیں۔ [2] اخبار زمیندار مورخہ (اخبار مباہلہ مورخہ

غیر مقلد۔ مشترکہ بیٹھا ہے۔ سو یہ تینوں نہ تو حمایتِ اسلام کے شائق ہیں۔ اور نہ ہی کسی میدان کے لائق ہیں۔ اور نہ ہی انہیں باہمی ردّو بدل میں فرصت ملتی ہے۔ ان میں بڑا اعتقادی فرقہ **ہمچو مائیوں** کا ہے۔ جو مخالفوں کو مسلمانوں کی دلآزاری کا مسالہ تیار کر کے دے رہے ہیں اور ان کے مقتدا برائے اثباتِ دعوئے مثلیت بوجودِ رسالت، انہیں سندیں بنا کر دے گئے ہیں۔ پس جبکہ ان کے پاس پچھلے مثلیوں کا لکھا موجود ہے تو اب یہ اعتقادِ مثلیت سے کیسے ہٹیں؟ ان کے مقتداؤں کی روایات ان کے لیے قرآنی آیات سے زیادہ معتبر ہیں۔ ہمارے نزدیک ان کا یہ اعتقاد ان کا دین برباد کر رہا ہے۔

جس وجود کو یہ ہمچو ما و مثلِ خود سمجھتے ہیں۔ اُس **پاک وجود** کی جُوتی جیسے تو ان کے سلفی بھی نہ تھے۔ وہ وجود کسی صفت میں مخلوق سے نہیں ملتا، نہ کوئی مخلوق اُس سے کسی پاک صفت میں ملتی ہے۔ وہ بے شک و شبہ **بے مثل** ہے۔ مثلیوں سے وہ کون ہے اور کہاں ہے جس کے ہر ایک عضو میں وہ خواص پائے جاتے ہیں۔ جو آپؐ کے اعضائے شریفہ میں ہیں۔ فضلاتِ خارجہ، بول و براز، خون، پسینہ کس کا پاک ہے؟ قیامت تک حتیٰ کہ طَائِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ کا علم کس کو علم ہے؟ مانا کہ خدا کا سمجھایا ہوا (اور ہے بھی حق) پر ان سے خدا نے کس کو سمجھایا؟ بے سمجھ، سمجھائے ہوئے، اَن پڑھ پڑھائے ہوئے کے برابر ہے؟ ایسے بے ادبوں کو یہ بھی سمجھ نہیں آتی۔ کہ دو شخصوں سے ایک نے کسی کو پڑھایا۔ اب وہ عالم ہے۔ علم ہر وقت اُسکے سینہ میں ہے۔ دوسرا بے علم کسی وقت بھی اُس کی برابر نہیں ہو سکتا۔ کہ ہو سکتا ہے؟ نہیں ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ کے جواب میں لَا یَسْتَوُوْنَ شاہد ہے۔ عالم کسی وقت جاہل ہو کر بے علم کی برابر ہو جاتا ہے؟ کوئی بتاؤ۔ وہ کون میاں ہیں۔ جو دن میں کئی بار عالم ہوتے ہیں اور کئی بار بے علم؟

انبیاء بحسب تعلیمِ الٰہی عالم ہیں۔ جن کو تعلیمِ الٰہی نہیں۔ جن کا دل علمِ الٰہی کے نور سے منور نہیں۔ وہ اُن روشن ضمیر، مقدس ہستیوں کے برابر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہو سکے۔ تو خدا کے اُن پاک الفاظ کے جو در بارہ نفی استوا بین العالم والجاہل نازل ہو چکے ہیں، کیا معنی بتاؤ گے؟

خدا عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ میں اپنے نبیؐ پر اعطائے علم کا احسان رکھتا ہے۔ پر جب ایسا ہو کہ کبھی دے دیا۔ کبھی لے لیا۔ تو یہ کیا احسان ہے؟ اُس نے تو مراتبِ نبوت کو کمال تا کمال پہنچانے کے لیے جو آپؐ جانتے نہ تھے۔ اُسکا علم آپؐ کو عطا کر رکھا تھا۔ آپؐ کسی وقت بھی علمِ نبوت یعنی نورِ حق سے خالی نہیں رہتے تھے۔ رہا یہ کہ کیا کیا نہ جانتے تھے۔ سو خود فیصلہ کر لو کہ کیا کیا نہ جانتے تھے؟ آپ درسِ الٰہی میں تعلیم پاتے پاتے معلّم ہو گئے یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ کتاب کیا چیز ہے، حکمت کیا شئے ہے؟

ع‌ه میری ایک کتاب علمِ باطن کا مطالعہ کرو۔ ۱۲

قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم ہونے کی تحقیق۔ **احادیث** میں اسکی تصدیق۔ دیگر بنی آدمؑ سے آپؐ کا بہمہ وجوہ ممتاز ہونا اور ہر وقت آپؐ کے روشنضمیر اور قلب مُستنیر ہونے کے ثبوت اور آپؐ کے سوا اوروں کو بجز آپؐ کے ذریعہ کے علم و نور حاصل نہ ہونا انبیاء کو مِشْلُنا کہنے پر غضب الٰہی کئی جگہ مذکور ہے۔

اِن مُلّاؤں پر خدا کا غضب۔ اِن سے ہر ایک اپنے آپ کے لیے عالم بلکہ اَعْلَمُ النَّاس ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے۔ اور اُبھر کر کہتا ہے۔ کہ جتنا مَیں پڑھا ہُوں دوسرا نہیں۔ فلاں فن میں مَیں بے مثل ہوں فلاں علم میں میری برابر کوئی نہیں۔ ہر حال میں اپنی خصوصیت بیان کرتا ہے۔ ہر شان میں اپنی بے مثلی عیان کرتا ہے۔ یہ خودی اور انانیت کہ اگر کوئی کہہ بیٹھے۔ کہ "فلاں مولوی صاحب یہ کہتے ہیں حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا" تو رگِ فرعونی فوراً جنبش میں آجاتی ہے۔ اور بسرِ پُر غرور و دلِ پُر جوش بے ساختہ و حواس باختہ کہ دیتے ہیں۔ "مَیں اُسے کیا جانتا ہُوں۔ اُسے خبر کیا ہے؟ میرے پاس جو کتابیں ہیں اُسکے فلک نے نہ دیکھی ہونگی۔ گھر بیٹھا بک بک کرتا ہے ؏ سامنے آکر بات کرے" اِسی جوش و خروش میں قصیدۂ فخریہ کے یہ بیت دُہراتے دُہراتے اور فُوں فُوں کرتے گھر جا پہنچتے ہیں ؎

انا الاستاذ کل النّاسِ خدمی — فمن یَّعْدِل بحالی فی جلالی
انا الصَّدْرُ الْعَلُوْم فاین مِثلی — ولی فیہ الکمالُ علی الکمالِ
انا العلّامۃ الدھر الشّھیر — وَاَعْلَمُکُمْ فمن مِّنْکُم مِثالی
فمِثلُ محمّدٍ یُمکِن یقیناً — ومثلی فی الوجُودِ مِنَ المحال

اللہ اللہ اپنی بے مثلی کا اسقدر دم مارتے ہیں۔ اور خدا کے **بے مثل پیارے** کے ساتھ آپ مثل بنتے ہیں۔ ایسا بے شرم بھی کوئی پیر و مرشد والا ہوگا۔ انہیں یاد نہیں آتا۔ کہ حق تعالےٰ نے ہمارے اِس دعوے کو بحکم فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ؏ خارج کر دیا ہے۔ اور حبیبِ حق۔ نبیِّ پاک۔ ماشی علی الافلاک النجم الثاقب۔ الحاشر العاقب کا حق بحکم وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْماً ثابت کر دیا ہے۔

ایسے بیوقوفوں پر افسوس کی کوئی حد ہے۔ جو اپنے گھر کو بھی نہیں سوچتے۔ خدا کے برگزیدہ اور افضل المخلوقات بے مثل ہستیوں میں بے مثل ہستی کو اپنے جیسا بنانے کی کوشش میں یعنی آپؐ کو عروجِ افضلیّت سے ہیچو خود لبشریت میں تنزّل دینے کے لیے (مخالفانِ اسلام نے جو حکایاتِ لاہیہ و روایاتِ واہیہ اِسلامی لباس میں علمِ مسلمانوں تک پہنچائے۔ اور قابو لگے اِسلامی کتابوں میں درج بھی کیے کرائے۔ جنکو محققین و ناقدین بنانے

عہ حدیث میں ہے۔ یظھر ہذا الدین حتی یجاوز البحار حتی یخاض البحر بالخیل فی سبیل اللہ ثم یاتی قوم یقرؤن القرآن یقولون قد قرأنا القرآن فمن اقرء منا و من افقہ منا و من اعلم منا بل فی اولئک من خیرو اولئک منکم واولئک ہم وقود النار وفی روایۃ الطبرانی عن ابن عباس فمن ذا الذی ہو خیر منا ۱۲ روایت کیا اِس حدیث کو طبرانی نے عباس بن عبد المطلب سے ۱۲ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۱۸ مطبوعہ حیدر آباد

جرح وتعدیل کی دُوربین لگاکر دُور سے دیکھ لیا) اپنی سند وُمستند بنائے بیٹھے ہیں - اور بعض بعض رطب و یابس کے فراہم کرنے والے مفسروں اور محدثوں پر اسقدر اعتبار کیا ہے - کہ اُن کے مجموعہ روایات کو مثل قرآنی آیات کے صحیح سمجھ کر اُن کے مقلد بن گئے - اور تحقیق سے کام نہ لیا - اور اہلِ عناد کے موضوعہ شانِ نزولوں میں مطالب قرآنی کو مقید کر دیا - اور کچھ کا کچھ بنا دیا - اور نبیؐ پاک کی عصمت وطہارت پر دھبہ آنے کی کچھ پرواہ نہ کی -

اندھیر — کہ آج وہ وضعی روایتیں اور جھوٹی حکایتیں کہاں کہاں پہونچیں - اور مسلمان خاموش ہیں - اِن کی خاموشی احتمالِ تسلیم پیدا کرتی ہے - دشمنوں نے امن واتحاد کو توڑ کر بُغض وعناد پیدا کر دیا - بیخ اسلام پر تبرِ فساد دھر دیا - مگر اِنہیں کوئی اِحساس نہیں - عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ خاص کی (کہ خود بھی اپنے آپ کو خاص بلکہ خاص الخاص سمجھتے ہیں) مَت ماری گئی - جن کا پیغمبر پر سے **ہیچمدان** ہونے کا اعتقاد نہیں اُٹھتا - اِنہیں ذرہ سوچ نہیں - کہ کہاں مکتبِ قُدسی کا سند یافتہ، کہاں دِلّی اور روپڑ کا حواس باختہ - کہاں ولایتِ حقیقی کا تمغہ پایا ہُوا، کہاں اقلیمِ بطریقی کا ڈگری لایا ہُوا - !!

خیر پچھلوں کے نام یہ باتیں منڈھی گئیں - لیکن اُسی وقت کے نقادوں نے محکِ حقیقت پر رکھ کر اِنہیں فساد کا سُد ثابت کر دیا - اوروں کو بھی خبر کر دی - لیکن زمانہ حال میں جن کو اُن کے صرافی فیصلہ کی خبر نہیں ملی - اُن جھوٹی روایتوں کے زہر یلے اثر کے دفع کرنے کے لیے کسی مرکب تریاقی کے تیار کرنے کی فکر ہونی چاہیے تھی - مگر اِنہیں کچھ فکر نہیں - پچھلے شغل تو پیچھے رہے - آج کل تو کانگرس کی شرکت وعدم شرکت کا فیصلہ اِن عالموں کے درپیش ہے - لطف یہ کہ بحسبِ عادت اِن کے، اِسمیں بھی اختلاف ہے - یوں تو کوئی کہتا ہے "انقلاب زندہ باد" کوئی کہتا ہے "بادشاہ پایندہ باد" - ہائے اسے دلِ شاد و ناشاد! تو ہیچ مباد - اِن نعروں تبرسوں سے کیا بنتا ہے؟ اِس انقلاب نے کیا زندہ رہنا ہے! یہ تو جھٹ پٹ اپنے اصل کی طرف منقلب ہو جائیگا - زندہ انقلاب وہی ہے - جو نیک نیتی پر مبنی ہو - بھلوں کو خدا کی طرف سے زندگی بھی مل جاتی ہے - اور پایندگی بھی - یعنی عمر دراز ہوتے ہیں - نام ہمیشہ رہتا ہے ؎ سالکِ راہِ صفا را پاک باشد زندگی - مالکِ مہر و وفا را خوش بود پایندگی

افسوس! جب اِن کو این وآن سے فراغت نہیں ملتی - چنیں وچناں میں ہر دم مشغول ہیں - تو پھر مثلِ انبیائے بنی اسرائیل بننے اِنہیں کیوں شرم نہیں آتی - خُدا سے نہیں شرماتے - رسول سے نہیں - اُسے مردہ، بےخبر سمجھتے ہیں - شرماتے تو کچھ کر دکھاتے - جہان میں اِن کا رُعب ہوتا - مگر یہ از دست اَوروں کو شرمندہ کرنے کے لیے کُود پڑتے ہیں - آپ ذرہ بھر شرم نہیں کرتے ؎

قلتباں را رُست بر دُبرش درخت — گفت زیرِ سایہ اش خواہم نشست

ثابت ہو چکا ہے - کہ یہ کسی کام کے نہیں اور یہ جو مشہور ہے اَلعُلَمآءُ وَرَثَۃُ الاَنبِیَاء

؎ یہ حدیث صحیح ثابت نہیں -

وہ اَور عالِم ہیں۔ان کا تو اسلام اِسمی ہے اور دین رسمی۔ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ کی پیشینگوئی پہلے اِنہیں مولویوں سے شروع ہُوئی۔ یہ اگر کسی کام کے ہوتے۔ تو کچھ بنے ہوتے۔ یہ اگر کسی کام کے ہوتے۔ تو چولھے سے وارے رہتے؟ ؎ اگر لعبتاں را بُدے خاق باق۔ نیفتادہ ماندے بسر زیرِ طاق۔

مَوقع پا کر غیروں نے سمجھا۔ کہ یہ تو آپس میں لگے ہُوئے ہیں۔ اِن کو اپنے فروعی عناد و فساد سے فراغت نہیں ملتی۔ ہم ان کی غفلت سے جسقدر ہو فائدہ اُٹھالیں۔ اِسلیئے اُنہوں نے اَیسی جُرأت کی۔ کہ اِس سے پیشتر انہیں اَیسی باتیں کرنے کا حوصلہ نہیں پڑا تھا۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی جنابِ پاک میں وہ گستاخیاں کرنی شروع کیں۔ اور اَیسے اتہام فخرِ انام پر لگائے۔ کہ زمین و آسمان اُسکی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن اِن مولویوں کے دِلوں نے بصد غفلت و آرام شرم و حیائے اِسلام کو سلام کر کے اُٹھالیا۔ اور آسمان و زمین کی نہ لی ہوئی چیز کو ظلوم و جہول بن کر قبول کرلیا۔ اگر اَیسا نہ ہوتا۔ تو کبھی اِس بد باطن قوم کا مُنہ نہ دیکھتے۔ مگر دیکھو۔ کہ ہر وقت اِنَّا مَعَکُمْ پکار پکار کر ان کے پیار کے مشتاق ہیں۔ اور کوئی مسلمان ملامت کرے تو کہہ دیتے ہیں۔ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ۔ اور اگر لائم کانگرسی ہو۔ تو اُسے بھی یہی جواب دے کر خوش کر دیتے ہیں۔ لکھ لعنت، نہ اِینڈر، نہ آنڈر۔

عام طور پر کسی مولوی کو فکر نہیں کہ آؤ ہم بھی اِسلام کے دشمنوں، صاحبِ اِسلام پر حملہ آوروں کی روک تھام کریں۔ مالی نہ سہی قالی سہی۔ مالی تو ان کی فِطرت نہیں۔ قالی اِن کو فرصت نہیں۔ غمِ اِسلام شوقِ مطالعہ نہیں۔ کتاب بھی تو کوئی اور ہی لے دے تو لے دے۔ یہ بیچارے کہاں سے لائیں۔ ہاتھ پلے کچھ ہو تو کر دکھائیں۔ دو تین مکان کرایہ پر چڑھے ہُوئے۔ دو تین ہزار کا زیور۔ تین چار ہزار کا اثاثۃ البیت سو ڈیڑھ سو روپیہ مسجد کی ماہوار آمد۔ سات آٹھ سو کی تراویح۔ اِتنے کی عید۔ روز کی دعوتوں سے کیا بنتا ہے۔ اتنی اور متفرق آمدنی سے دو وقت تو چولھا بھی نہیں دُھکتا۔ اَیسی غریبی اور ناداری میں فکرِ اِسلام کریں تو کیا کریں؟ کس ہتھیار کو لے کر میدان میں آئیں؟ کِس حوصلہ پر کُچھ کر دِکھائیں۔ یہ بھی تو ہُوئے۔ گدّی نشینوں پیروں فقیروں کی آمدنی اور جائداد کو دیکھو۔ اور اُن کے خرچ فی سبیل اللہ حمایتِ اسلام نصرتِ دین کا بھی ملاحظہ کرو۔ آ سعدی خدا تجھے خوش رکھے تو نے اِنہیں کہاں دیکھ کر کہا تھا ؎ عبائے بلالانہ برتن کنند۔ زِدخلِ حبش جامۂ زن کنند

× کر کرا کے پنجاب کے مسلمانوں کے پاس نبونَہ درا سلامی شیرِ پنجاب مولوی **ثناءاللہ** صاحب کا وجود گرامی ہے۔ جو ہر میدانِ مخالفین میں بے دھڑک سفینہ کی طرح اَنَا مَولیٰ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کہہ کر کسی جاں ستاں کو اپنے قدموں کا خاک فشاں کر لیتے ہیں۔ اور اِسلام کی حمایت اور صاحبِ اسلام علیہ السلام کی حُرمت پر جوشِ غیرت میں اپنے اوقاتِ عزیز کو صَرف کرنا عین عبادت سمجھتے ہیں۔ سو وہ کسی مَیدان میں آئیں۔ پیچھے سے کفر کفر کے نعرے

؎۱ ایما رجل مسلم کفر رجلاً مسلماً فان کان کافرا والا کان ھو الکافر۔ ابوداؤد عن ابن عمر

شروع ہو جاتے ہیں۔ یا للعجب یہ اُن کے مکفرین کی زبان ہے جو آپ ابھی اسلام کا نام بھی نہیں جانتے کبھی ایک قدم بھی آگے نہیں ہوتے۔ یہ بھی کوئی مرد ہیں؟ اور یہ پنجابی کفر بھی کوئی کفر ہے۔ پکا کفر تو کابلی کفر ہے۔ کابلی کفر کی مار دھاڑ میں بھی بابلی سحر کی پھونک جھاڑ کا بڑا اثر ہے۔ کہ جس پر یہ سحر چل جائے۔ اُسے اسلام و ایمان کا ہوش نہیں رہتا۔ اور اُس کا دماغ خزانۂ اوہام بن جاتا ہے۔ کسی چیز کو دیکھے۔ وہ اُسے درم و دام کی صورت نظر آتی ہے۔ جس کو بھی ذرا شوخ اور چمکتا دیکھا ھٰذا ربی سمجھ کر اُسی کی پوجا شروع کر دی۔ وارے وارے ایسے توحیدی مہاجروں کے ؎

کانگرس منتظر تھی مدت سے کوئی ایماں فروش مل جائے

مولوی صاحب کی بھی کیا بات ہے، دونوں مزے چکھ رہے ہیں۔ کہاں کوئی ایسا وجود۔ جو عند النّاس کافر ہے اور عند اللہ لدینہٖ ناصر ہے۔

فالعجب عن رجلٍ یؤیّد دینہٗ والکفر ادنیٰ من شراکِ نعالہٖ

راجپال کیا اگر راجپال جیسے لاکھوں کروڑوں بدخیال دُنیا پر ہوں۔ تو ہمیں کچھ نقصان نہیں۔ اِس پاک دین کے لیے خداوند کریم کا وعدہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ط قیامت تک جاری ہے۔ نقصان تو یہ ہے جو مسلمان بھائی دُور اندیشی نہیں کرتے۔ آپس میں ایک دوسرے کو مخالفوں کی نظروں سے گرا کر اُن کے لیے راہِ اطمینان بنا رہے ہیں۔ اِس باہمی مخالفت نے دلوں میں ایک دوسرے سے اِسقدر نفرت پیدا کر دی ہے کہ اب اِس کا تدارک مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی حنفی مولوی دم توڑ رہا ہو۔ اور اُسکی موت آ چکی ہے۔ اور صرف مولوی ثناء اللہ اُس وقت حاضر ہوں۔ اور وہ اِنسانی ہمدردی سے پانی کا قطرہ حلق میں ڈالا چاہیں۔ مگر وُہ **الفقیہ** کا غیرت مند بہادر اُن کے ہاتھ سے پانی نہ لیگا۔ اِسی طرح اگر کوئی وہابی مولوی حالتِ نزع میں ہے۔ اور کوئی حنفی عالمِ اسلامی ہمدردی سے اُسے کلمہ توحید تلقین کرے۔ تو وہ **اہلِ حدیث** کا حامی اُس کی تلقین پر کلمہ نہیں پڑھیگا۔ یا اللہ یہ عناد کیسے دُور ہو۔

عام طور پر تمام حنفیوں اور تین حصہ وہابیوں کو مولوی صاحب سے کچھ خوشدلی نہیں۔ اور خدا جانے وہ کیوں ان کو کلمہ خیر سے یاد نہیں کرتے۔ میرا یقین تو یہ ہے۔ کہ باوجود دینِ الٰہی کے مؤید ہونے کے یہ اُس کے پاداش میں ہے جو امام[1] ابو حنیفہ رح کو ان سے ملتا ہے۔ مگر ہم اُن کی ایسی باتوں سے قطع نظر کر کے اُن کی خدماتِ اسلامی کے بے حد شکر گزار ہیں۔ اور اُن کے فیضانِ ذاتی کے قائل۔

---

[1] امام ابو حنیفہ رح امامِ فقہا و محدثین ہیں۔ اور محدثین کے اتہام و الزام سے بالکل بری۔ آیۃ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ میں بطریق رموز و عددی ابو حنیفہ رح کے تمام فقہا و محدثین پر فائق ہونے کا اِشارہ ہے۔ آیۃ مذکور کے جملۂ اول یَدُ اللّٰہِ کے اَسّی عدد ہیں۔ جو سن ظہور ابو حنیفہ رح ہے۔ اور جملۂ دوم فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کے عدد دو سو چھپن ہیں جو سن خفا امام المحدثین بخاری رح ہے۔ جب امام پر فوقیت ہوئی۔ تو مقتدیوں پر بھی ہوئی۔ اَیْدِیْھِمْ کے اعداد ستّر (۷۰) ہیں۔ جو امام ابو حنیفہ کی (بقیہ بر صفحہ ۲۳)

مسجد کے احاطہ اور منبر کے پایہ پر کچھ پڑھ سنانا تو بڑی بات نہیں، نہ یہ کوئی بہادری ہے - بہادری یہی، کہ جب کوئی مخالف، گیروا کچ رنگی دھوتی اور کشتی نما ٹوپی سر پر رکھے اسٹیج پر سامنے مقابلہ کے لیے دکھائی دے - یا کوئی سیدھی کتر پتلون والا ہل من مبارز پکارتا ہوا نظر آئے - تو یہ ایک ذرّہ بھر نہ گھبرائے - لیکن ہم تو دیکھتے ہیں - کہ جب ایسا وقت آپڑے تو پھر سب کو مولوی ثناء اللہ ہی یاد آپڑتے ہیں[۱] - پر افسوس کہ ہمارے بھائی کیسے بے انصاف ہیں کہ اگر کوئی مخالفوں کے مقابلہ کو بڑھا بھی تو یہ لوگ اُسے مخالف سے گروانے کی کوشش کرتے ہیں -

راجپال کے مقابلہ میں جان دینا، زبان ہلانا، قلم چلانا اِن تین طرح کے مقابلہ کے سوا اور کیا تھا؟ تھا، تو دل ہٹانا - زبان ہلائی تو تمام پنجاب سے **شیرِ پنجاب** ناصر و منصور نے - قلم اُٹھایا تو اسی حق شعور غیور نے - دیکھئے راجپال بدسگال کے رسالہ رنگیلا رسول کا جوابِ لاجواب کیا خوب ایک پاک مقالہ **مقدسِ رسول** کے ذریعہ سے دیا ہے وَلِلّٰہِ دَرُّہٗ -

مولوی صاحب نے اِس رسالہ حق مقالہ کو لکھ کر حمایتِ اسلام و غیرتِ حرمت بانی اسلام علیہ السلام کا ثبوت دے کر سنہری حروف رضاء اللہ و رسولہ کا تمغۂ انعام پا کر اپنے دلِ صدق منزل پر آویزاں کر رکھا ہے - میرے نزدیک قیامت کے دن **ثناء اللہ** کے لیے نظر پاک مالکِ لولاک علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ مادامت تجری الفلک فی البحار ویضیء الکواکب فی الافلاک میں شناخت کے لیے یہی ایک امتیازی نشان کافی ہوگا انشاء اللہ ؎

کیا خوفِ روزِ حشر کہ ہو جس کے ہاتھ میں ... زریں سند کتاب **مقدسِ رسول** کی

رہا **جانبازی** کا مقابلہ - وہ ایک غریب - بے علم - غیرت مند - بادلِ دردمند - سالکِ مسلکِ صدق وصفا - ناہجِ منہج مہر و وفا - صدر نشینِ مسندِ اخلاص و یقین - مستری **علم الدین** شہید رضی اللہ عنہ نے نہایت جرأت و غایت شجاعت اور پوری ثابت قدمی سے کیا - اور بحکم جَاهِدُوا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ آخری جملہ کی تعمیل پر جاں نثاری کر کے مُلیک مقتدر کے حضور میں مقعدِ صدق پر جا بیٹھا - ایک جان دے کر کئی جانوں کا مستحق بن گیا ؎

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را ... ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) عمرؓ کے اعداد ہیں - اَیدی جمع ید بمعنی طاقت و قوت کے اور ہم ضمیر جمع راجع بجانب جماعت ربانی - اور محدثین کے جماعت ربانیہ سے ہونے میں کوئی شک نہیں - پس ایدیہم جو امام صاحب کی عمر ہے، ثابت ہوتا ہے - کہ جماعت ربانی کی قوتِ ایمانی پیدا کرنے میں صرف ہوئی -

[۱] کیوں نہ **ثناء اللہ** یاد آئے - مرد بن کر اپنا گھر سنبھالے بیٹھا ہے - **ترکِ اسلام** لکھ کر ترکِ اسلام کے آزاد مصنف دھرمپال کو پہلے سے زیادہ غازیٔ اسلام و غلامِ نبی علیہ السلام بنا دینا اسی بندۂ خدا کا کام تھا - جب اُس نے من جملہ اپنے خرافات کے سورہ رحمٰن کا معارضہ کیا - تو سب کے دیکھتے اِسی شیرِ مرد نے میدانِ معانی و بلاغت میں کھڑا ہو کر بزورِ فصاحت ایک ہی جھپٹ میں اُسے اگلا جہان دکھا دیا - دھرمپال کا اپنا بیان ہے - کہ اگر مولوی **ثناء اللہ** نہ ہوتا تو دیگر علماء کی خاموشی سے مَیں سمجھ چکا تھا - کہ میرا کیا سب کچھ صحیح و درست ہے - لیکن اس حملہ آور نے مجھے ہوش کرا دی - اور دو بالشت زمیں میں میرا دم بند کر دیا - مُلّا مولویوں کے قربان، کہ جو کافروں کو مومن بنا دے وہ کافر؟ شرم! شرم! شرم!

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی حمایتِ اسلام بہت کی ہے - مخالفوں کو زک دی ہے - اور اشاعتِ اسلام میں کسی قدر کامیاب بھی ہوئے؛ لیکن اگر دو مسلمان کئے ہیں، تو دو کروڑ مسلمان کافر بھی کر دیئے ہیں - اُن کے نزدیک آج کوئی کتنا بڑا دیندار متقی ہو - پر اُن کے دعاوی سے انکار کرنے والا کافر بلکہ ڈبل کافر ہے -

من کفر اہل لا الٰہ الا اللہ فہو الی الکفر اقرب - رواہ الطبرانی عن ابن عمر

ان سب کے بعد چوتھا ایک درجہ تھا دِل ہٹانا۔ سو اس پر بھی اُنہیں لوگوں نے عمل کیا ہے۔ جن کے دِل میں کچھ غیرتِ اسلام تھی۔ مگر جن کے دل میں محبتِ درم و دام تھی۔ وہ ان درجوں کے حاصل کرنے والوں کو پاگل کہہ کر، لا لعقل لکھ کر تراپی تقلید میں توہین کرنے والی جماعت کی حمایت میں کمر بستہ کھڑے ہو گئے۔ ضلوا فاضلوا یہ کلاب الدنیا تینوں درجوں ۱۔ بید ہ، ۲۔ بلسانہٖ ۳۔ بقلبہٖ سے بے بہرہ رہ کر سعادتِ دینی سے محروم و ملعون رہ گئے ــــ جاؤ بدنصیبو!

خدا انبیا کو مِثلُنا کہنے پر جس قدر ناراض ہے اور جو وبال اس ہیچما کہنے اور اعتقاد رکھنے سے کہنے والوں پر آئے ہیں۔ اور جو وعید آگے کے لیے دیے گئے ہیں۔ وہ قرآن و حدیث میں عیاں ہیں۔ پہلی بات تو خدا کو ناپسند تھی کہ جب کوئی بدکاروں کے روکنے اور بے نوروں کے نور دینے کو خدا کی طرف سے آتا۔ تو یہ مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہہ کر اُن سے کنارہ کرتے۔ اور اپنے جیسا سمجھ کر ہر ممکن تکلیف پہنچاتے۔ اور ان میں اور اپنے میں کچھ فرق نہ جانتے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ تمام انبیاء کی آپس میں صورت و سیرت کا فرق ہے۔ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کلامِ الٰہی ہے۔ اور والناس یتفاوتون قولِ رسالت پناہی ہے۔ اگر کفار انبیاء کو مثلنا فی الصورت سمجھتے تھے۔ تو خدا کس بات سے ناراض ہے؟ ناراض تو اس بات سے ہوا۔ کہ وہ اُن کو مثلنا فی الحقیقت سمجھتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہلانا بغرضِ موانست فی الصورت ہی۔ نہ بغرضِ مثل در حقیقت۔ کیونکہ نبوت ظہورِ احدیت ہے۔ اور بدیں جہت مظہر بھی خاص حقیقت میں ہونا چاہیئے۔ یعنی مظہرِ بے مثل بے مثل ہو۔ حقیقت تو در حقیقت آپکی بے مثل ہے۔ مگر آپؐ تو ہیئت میں بھی اپنے ساتھ کسی کو نہیں ملنے دیتے اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ کہہ کر اپنے آپ کو بے مثل قرار دیتے ہیں۔ اگر آپؐ بے مثل ہو کر دُنیا میں نہ آتے۔ جیسے کہ تمام انبیا اپنے اپنے وقت میں بے مثل ہوتے ہیں۔ تو آپؐ سے ظاہر و باطن میں معارضہ ہوتا۔ حدیث میں ہے۔ کہ جو نبی آتا ہے وہ ظاہر و باطن عیوبِ بشری سے پاک ہوتا ہے۔ شکل و صورت اور صفائی میں بھی بے مثل ہوتا ہے۔ حدیث مَابعث اللہ نبیا قط الا بعثہ حسن الوجہ حسن الصوت شاہد ہے۔

آپؐ کی ہیئت کا بھی چیدہ چیدہ دلوں میں اثر تھا۔ اور حقیقت کی بھی قدر و عزت، کہ اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ **جمال ظاہری** یہ کہ سورج کی روشنی میں چلتے وقت آپؐ کے رُخ انور کا عکس مثل آئینہ دیواروں پر پڑتا تھا۔ لیکن یہ اور کسی کا مذکور نہیں۔ حدیثِ علیؓ لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ آپؐ کی صورت کی بے مثلی پر دال ہے۔ **کمال باطنی** یہ کہ معجزے اور خوارق عادات۔ فیوض و برکات آپؐ کی ذات سے نمایاں ہوئے۔ کہاں کوئی اور ایسا آپؐ کے وقت میں تھا اور ہُوا؟ سب مخالفوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ہے تو بشر۔ لیکن بشروں کی اس میں بات کیا ہے؟ بعضوں نے بداعتقادی سے خلافِ طاقتِ بشری آپؐ کو کام کرتے دیکھا۔ تو جن کہ دیا

بعضوں نے حسنِ اعتقاد سے آپؐ کو فرشتہ خیال کیا۔ کہ آپؐ فرشتوں کے کام کرتے ہیں۔ لیکن حق تعالےٰ نے اِن دونوں اعتقادوں کی تردید کی۔ کیونکہ یہ ہردو صنف جُدا جُدا آپسمیں ایک دوسرے کی مثل ہیں۔ اور آپؐ اِن سب سے بے مثل ہیں۔ رہا آپؐ کی بشریت کا اعتقاد۔ سو بشریت کے لغوی معنوں میں تو بے شک آپؐ دوسرے بشروں کی مثل ہیں۔ لیکن آپؐ کی بشریت میں جو خواص ہیں۔ وہ کسی ایک میں نہیں۔ اِسلیے آپؐ کی بشریت بھی بے مثل ہے۔

قرآن تو آدمیوں کو آپؐ سے باعتبارِ نوعیت ملاتا ہے۔ چنانچہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم[1]۔ پھر اِس نوعِ بشریت کو بروئے حقیقت انواع سے بے مثل کرنے کے لیے یُوحیٰ اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ کیونکہ نوعِ بشریت میں تو آپؐ نے تواضعاً للہ بنی آدم سے اپنی مماثلت بیان کی۔ لیکن باعتبار اپنی حقیقت کے (جسے حقیقتِ محمدیہ کہتے ہیں) اِس سے انکار کرتے ہوئے بزجر و توبیخ فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِی۔ اور بغرضِ تفہیم فرمایا لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ۔ آیت و حدیث کا تخالف اِس طرح رفع ہو جاتا ہے۔ کہ جہت بشریت سے ظاہراً تو مماثلت ہے۔ اور بروئے حقیقت تمام جہان سے مبائنت۔

مِثل کی خدا نے اپنے لیے نفی کی ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ لیکن مَثل کا اِثبات وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ پس مِثل بکسرِ میم تمام مراتب میں کسی ممثل کا ممثّل بہٖ سے مساوی ہوتا ہے۔ جیسا آپؐ ظاہری صورت میں جس پر کہ تمام بشر ہیں۔ شمار و ہیئتِ اعضا میں برابر تھے۔ گو اُن کی صفائی اور کیفیت میں بھی غیروں کے اعضا سے بے مثل فرق تھا۔ یہ نہیں کہ لوگوں کی دو دو آنکھیں تھیں اور آپؐ کی تین۔ لوگوں کے دُو دُو کان تھے اور آپؐ کے زیادہ۔ بلکہ اعضا و شکلِ اعضا بظاہر بنظرِ سرسری یہی تھی۔ جو اوروں کے اعضا کی ہے۔ لیکن خواصِ اعضا میں آپؐ بے مثل تھے۔ یعنی جو قوتیں اور برکتیں آپؐ کے اُنہیں اعضا میں تھیں۔ جو اوروں سے ملتے جلتے تھے دوسروں کے اعضا میں نہ تھیں۔

مِثل کا معنی شریف بھی ہے۔ تفضیلِ شرفی میں بولتے ہیں اَمْثَلُکُمْ بمعنی اَشْرَفُکُمْ۔ مِثل کا کمیت میں بھی برابر ہونے کا ہے۔ نہ صرف کیفیت میں۔ کمیت میں بھی آپؐ کی مِثل نہیں پائی جاتی۔ مثال کے طور پر دیکھو حدیثِ وزن۔ جس کو دارمی نے ابوذر غفاری سے روایت کیا ہے۔ کہ فرشتے مجھے ہزار آدمی سے تول کر کہنے لگے۔ رہنے دو۔ اگر اِسے اِسکی تمام امت سے تولوگے۔ تو بھی یہ وزن میں بھارا ہو گا۔ کیفیت میں بھی آپؐ کی مثل نہیں پائی جاتی۔ جسقدر اعجازی صفات و افعال از قسمِ برکات و اِفضال آپؐ سے صادر ہوئے اور ظاہری و باطنی فائدہ خلق کو پہنچا۔ اور کسی وجود سے نہیں پہنچا۔

کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ تمام انبیا کے معجزات ایسے ہی ہیں۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

---

[1] قل انما انا بشر مثلکم ۔ تو کہہ میں بشر ہوں جو تم سے شریف ہوں اور اِس لائق ہوں کہ خدا سے ہمکلام ہو سکوں یعنی میرے پاس خدا کی وحی آتی ہے۔

کہ انجیل، ویدمیں بُری باتوں سے باز رہنے کا حکم ہے۔ اور اچھے کاموں کے کرنے کا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ صاحب قرآن کے وجودِ مقدس کا ذرہ ذرہ خارجی داخلی جیسا بابرکت ثابت ہوا ہے۔ اور بھی کسی کا ہے؟ کہ ایک ناخن یا ایک بال بھی اگر آپ کا کسی کو ملا ہے۔ تو اُس نے وہ فائدہ اُٹھایا ہے۔ جو بے شمار خزانہ خرچ کرکے اور لاتعداد آدمیوں کو کام میں لانے سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ آپ سے دوست دشمن نے فایدہ اُٹھایا۔ اور مانا۔ لیکن دشمنوں نے قساوتِ قلبی سے اِسکا نام کچھ اور رکھا۔ اور قرآن وُہ جامع معجزہ ہے۔ جو جامعیت کے لحاظ سے کسی اَور کتاب کی ضرورت نہیں رہنے دیتا۔

جو وجود ایسا بابرکت ہوگا اُسے کیا کہا جائیگا؟ کیا کسی مفتری، کذاب، بدمعاش، دغاباز۔ پلیددل، حریص۔ لالچی کے وجود میں یہ برکتِ مستمرہ ہے؟ کہ نہ تو کوئی کام اُس کے ہاتھ سے کرائیں۔ نہ اُسکی زبان سے کچھ پڑھوائیں۔ بلکہ وہ یہ بھی خبر نہ رکھے کہ میری کسی چیز کو کوئی کہاں کچھ بنا رہا ہے؟ مگر اُس کی مَیل کچیل اور بال ناخن۔ بول۔ پسینہ۔ تھوک وغیرہ اشیا سے فائدہ پائیں۔ اور وہ صورتِ فائدہ تمام جہان کو دکھائی دے۔ اور اگر اُس سے بے یقینی کریں۔ تو وہ فائدہ یکدم نیست و نابود ہو جائے۔ اور اگر دل میں پھر یقین کو قائم کرلیں۔ تو وہ فائدہ بدستور عائدہ ہو۔ مثال کے لیے دیکھو برکاتِ دستِ مبارک۔

مثلیو! او **ہمچومائیو**! چھیڑ چھاڑ کے بھائیو! خودپسندی کے جان فدائیو! بتاؤ! اب بتاؤ۔ کہ وہ وجود جس کا بول و براز پاک۔ جسکا ثفل خوشبوناک۔ جس کا خُون موجبِ نجات از ہلاک۔ جس کا وجود غیر اللہ سے بے باک۔ جس کے آگے تمام دُنیا مُشتِ خاک۔ جس کے لعاب سے تشنہ سیراب۔ جسکا بول پینے سے شارب مستحقِ ثواب۔ جس کی ہاتھ لگی چیز رحمت۔ جس کی نظر پڑی پُربرکت۔ ہند میں ہے یا سِندھ میں؟ نجد میں ہے کہ تاشقند میں؟ دہلی میں ہے یا دیوبند میں؟ روپڑ میں کہ لاہور میں؟ بھوپال میں کہ اندور میں؟ غزنی میں یا ملتان میں؟ کراچی میں یا بُستان میں؟ بنارس میں ہے کہ مارس میں؟ امرتسر میں ہے یا مکتسر میں؟ بتاؤ بتاؤ خدا کے لیے کہاں ہے؟ وہ اسماعیلی نقاب میں ہے یا اِسرائیلی حجاب میں؟ مجھے ایسے وجود کی زیارت کراؤ۔ خدا سے اجر پاؤ۔ مجھے ایسے وجود کے دیکھنے کا بہت بڑا شوق ہے۔ بینوا بینوا یا ایہا الذین تتمثلونَ بحُمہٖ بینوا بینوا!

آپ کا نام مبشر بہ فی الانجیل **احمد**[۲] بہ صیغہ تفضیل ہے۔ اور آپ کا اپنے آپ کو اتقکم[۱] اخشاکم۔ اعلمکم وغیرہ کہنا جو بصیغہ تفضیلِ کُل، احادیث میں مذکور ہے۔ اَیکم مِثلی کی تفصیل ہے جو آپ کی بے مثلی پر صریح دال ہے۔ صحابہ کا آپ کو اشجع الناس، اجود الناس۔ اکرم الناس۔ اربی الناس علی نفسہٖ وغیرہ وغیرہ کہنا ناس سے مستثنیٰ کردینے کے ارادہ پر ہے، یعنی آپ کو ان صفات میں بے مثل کرنے کے لیے + تفضیل ایک ایسی صفت کے ثابت کرنے کے لیے آتی ہے جو دوسرے میں نہیں۔ اور وُہ جب

تک بے مثل نہ ہو نہ مفضل ہے نہ فاضل - کیونکہ جس کی تفضیل کی جائیگی وہ فی نفسہٖ متفضل ہوگا - اگر وہ اپنے خصوصی فضائل میں بے مثل نہیں تو نہ وہ مفضل ہے نہ متفضل - جب کوئی اور بھی ایسا ہوگا - یعنی اُس کے خصائص میں شریک ہوگا - تو وہ سب سے اچھا یعنی مفضل علی الکل کیونکر ہوگا - سب سے اچھا اُن سب میں وہ ہوگا - جو سب میں بے مثل ہوگا - یعنی اگر متکلم کا معنی خیر کم نہ کیا جائے - اور وہ سب سے اچھا نہ ہوگا - اور فضیلت میں کوئی اور بھی ویسا ہوگا - تو وہ بے مثل نہیں ہوگا - اور اُسکے کئی مثل ہونگے - اُسکا مفضل علی الکل ہونا صحیح نہ ہوگا - بہت سی اتفاقی احادیث کو لفظ مثل کے غلط مفہوم سے تعارض پیدا ہونے پر غلط کہنا پڑیگا - صحیح ہوگا تو لاریب وہ سب سے اچھا ہوگا - یعنی بے مثل ہوگا - جیسے احمدؐ کہ وصف احمدیت اُس میں بدرجۂ اتم و اکمل پایا جائے - تو احمدؐ ہے - ورنہ حامد جو مشترک درجہ ہے - گویا اُسکے اسمِ صفت میں اُسکا مادہ یعنی مشتق منہٗ اپنے فضل و کمال میں ایسے انتہا تک پہنچا - جو اپنے نہایت میں بے مثل ہے - مواہب جلد اول (مصری) ص۱۸۱ میں ہے - الاسم المبنی صیغتہٗ علی صیغۃ افعل المنبئۃ عن الانتہا، الی غایۃ لیس وراءھا منتہی -

آپؐ کی اور دوسرے بشروں سے اگرچہ نوعِ بشریت میں مماثلت پائی جاتی ہے - لیکن بفحوائے یُوحٰی اِلَیَّ بہت بڑا فرق ہے - اِس فرق میں کسی کی آپؐ کے ساتھ مماثلت نہیں - یعنی آپؐ کا کوئی مثل نہیں اور آپؐ اِس درجہ میں سب سے بے مثل ہیں - کیونکہ وحی بھی کوئی ایسی چیز تو ہے جو اپنی کوشش سے کسی بادشاہ یا امیر کو حاصل نہیں ہوئی - بلکہ وہ ایک **بے مثل عطیۂ ربّانی** ہے - جس سے معطیٰ لہٗ تمام جہان سے سرفراز و ممتاز و بے مثل ہو جاتا ہے - آیت میں تو پہلے بغرضِ موانست مماثلت فی البشریت جتائی - پھر یُوحٰی اِلَیَّ کا درجہ بیان کر کے بروئے وحدت فی الحقیقت آپؐ کو **بے مثل** بنا دیا -

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نسبت بھی فرمایا ہے - لا یاتون بمثلہٖ - بے شک قرآن کی جامعیت، قرآن کی فصاحت و بلاغت - قرآن کے اسرار و حقائق، قرآن کے رموز و دقائق بے مثل ہیں - اگرچہ اُس کے حروف کی صورت وہی ہے جو مخلوق کے لکھے ہوئے حروف کی ہے - اِسی طرح وجودِ مقدسِ نبوی کی حقیقت (جس وجود کو اُس بے مثل عطیہ یعنی وحی (قرآن) کا مظہر بنایا ہے) بے مثل ہے - اگرچہ صورت دیگر صورتوں کے مشابہ ہے - فلہٰذا حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپؐ کو قرآن سے تشبیہہ دی ہے - قرآن کو کتاب کہا، آپؐ کو بھی - قرآن کو نور کہا - آپؐ کو بھی - قرآن کو ہُدیٰ کہا آپؐ کو بھی - قرآن کو رسول کہا آپؐ کو بھی - پس مشابہت میں جب مشبہ بہٖ بے مثل ہوگا تو مشبہ ضرور بے مثل ہوگا کیونکہ وجہ شبہ بے مثلی ہے -

قرآن کے اور آپؐ کے مذکورہ بالا نام مثلاً ہُدیٰ، نور، رسول، کتاب، مکتوب وغیرہ جب مشترک ہیں - اور یہ مسلمۂ فرقِ اسلامیہ ہے کہ قرآن بے مثل ہے - خُدا نے اِسکی مثل لانے کی تحدی کی ہے - فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ اور لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ کہہ کر قرآن کو کسی کلام کا مثل کرنے یا کسی کلام کو قرآن کے مثل کرنے کا

تمام مخلوق سے عدمِ امکان بیان کیا ہے۔ وَیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خدا کی **کتاب مبین** ہیں بے مثل ہیں۔ اور اُن کی مثل ممکن نہیں۔ خدا کا **قرآن** بے مثل۔ خدا کا **محمدؐ** بے مثل۔

آپؐ مثل و دیگر امور مشعر بر عقاید و احکام کافۂ اسلام کو متنبہ کر گئے ہیں اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اور پھر مزید اطمینان کے لیے لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ۔ پھر اس شبہ کو بالکل دور کرنے کے لیے اور مومنین مخلصین کے دلوں میں اپنی بے مثلی کا اعتقاد راسخ کرنے کے لیے فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ۔ خلاصہ ہر سہ احادیث یہ کہ مَیں **بے مثل** ہوں۔ تم سے میری مثل کوئی نہیں۔ وھو الحق ونحن علیہ۔ ربنا امتنا علیہ وابعثنا علیہ، وادخلنا الجنۃ بہ۔ لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللھم صل وسلم وبارك علیہ وعلیٰ آلہٖ کما صلیت وسلمت وبارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آلِ ابراھیم انك حمید مجید ط

کوئی کہہ دے کہ اس حدیث کے معنے یہ نہیں جو تم نے سمجھے۔ ہم کہتے ہیں کہ نہیں سمجھے۔ کچھ اور ہونگے۔ پر اس سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ تم سے اب تو کوئی بھی میری مثل نہیں۔ لیکن بعد میں ایک ایسی قوم موجود ہوگی۔ جو میرے ساتھ مماثلت کی مدعی ہوگی۔ اُن کے زعم میں میرا اور اُن کا فرق صرف یہ ہوگا۔ کہ مَیں اُن سے پہلے دُنیا میں آیا ہُوں۔ اِس لحاظ سے وہ مجھے بڑا بھائی کہینگے اور بس۔

جن لوگوں کو صحیح بخاری پر اصح الکتاب ہونے کا یقین ہے۔ وہ اِس لیے کہ امام بخاری تنقیدِ حدیث میں سب سے یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ اور دیگر محدثین سے اُن کی برابر فنِ حدیث میں کوئی نہیں۔ ہر امر میں امام مذکور کا فیصلہ قطعی مانتے ہیں (ہم اسی کو تقلید کہتے ہیں) کیونکہ حدیث میں اُن کی تقلید کرنے والوں نے اُن کو فنِ مذکور میں بے مثل مانا ہے۔ اِسی طرح ہم شانِ نبوت و رسالت میں رسولِ مقبول خدا کے پیارے **محمدؐ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے مثل تسلیم کرتے ہیں۔ اگر مقلدینِ بخاری کسی کو بھی فنِ حدیث میں اُسکا مثل جانتے۔ تو ضرور اُسکے مقابلہ میں اُس دوسرے کی بھی مانتے۔ اِسی طرح اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے مثل نہ مانتے۔ اور کسی اَور کو بھی اُن کی مثل سمجھتے تو اعمال الیوم واللیلۃ (رات دن کے عملوں) میں کبھی اُن کی مان لیتے۔ کبھی اُن کے کسی برابر (مثل) کی۔ لیکن نہیں۔ یہ تو ثابت ہوا کہ جب آپؐ کے مقابلہ میں کسی اَور کے قول و فعل پر چلنا منھی عنہ (ممنوع) ہے۔ تو آپؐ بذاتہٖ وفی ذاتہٖ ولذاتہٖ خدا کے نور (نبوت و رسالت) اور فیضان خاصہ میں **بے مثل** ہیں۔ افسوس کہ امام بخاری کو حدیث میں بے مثل قرار دیں۔ اور حدیث والے کو جس کی حدیث کی طفیل اُس کی بے مثلی ہے ہیچو ما۔ اور مثلنا۔

مثلیوں نے رسولوں نبیوں کو ما انتم الا بشر مثلنا کہہ کر اُن کی رسالت و نبوت کی حقانیت سے اِنکار کیا اور کافر ہو گئے۔ اُن کے اِس مقولۂ نامقبولہ کے معنے یہ ہیں۔ کہ تم کوئی خدا کے بھیجے ہوئے نہیں ہو

تم تو ہمارے جیسے ہو۔ کھاتے پیتے۔ سوتے جاگتے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ دُنیا کے تعلقات رکھتے۔ اور تمام بشری لوازم تم پر نظر آتے ہیں۔ نبیوں کو حُکم ہوا۔ کہ تم بشریت کو قبول کرو اِنما انا بشر مثلکم۔ لیکن اپنی بے مثل حقیقت جتانے کے لیے یہ بھی ساتھ ہی کہہ دو یُوحیٰ اِلیَّ۔ یعنی ہماری خدا کے ساتھ ہمکلامی ہے۔ سوائے ہمارے کوئی تم سے اِس رتبہ پر ممتاز نہیں۔ اور نہ یہ شرف حاصل ہے۔ ظاہری بشریت میں تو ہم تم کو تمہارے جیسے نظر آتے ہیں۔ لیکن ہماری باطنی حقیقت بے مثل ہے۔

مِثلی اپنے آپ کو رسولوں کی برابر کرنے میں بڑے مستعد ہیں۔ اور بڑی چاوڑ سے یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ پڑھ سُناتے ہیں۔ مثلیو! ذرا آگے بھی پڑھو۔ سیاق سباق کو دیکھو۔ بوقت نزولِ قرآن وہ کَون تھا جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پُوجتا تھا؟ اگر ہم انبیاء و خواصِ بارگاہِ احدیت کو مثلیت کے مفہوم میں لاویں۔ تو یہ حدیث وَکَانَ بْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمْ (الخوارج والملحدین) انْطَلَقُوْآ اِلیٰ اٰیٰتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ مرویہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و علی متبعہ ہم کو یہ معنی نہیں کرنے دیتی۔ تفسیر القرآن بالحدیث کا قاعدہ مجبور کرتا ہے۔ کہ عباد سے مراد یہاں وہی بت ہیں۔ جن کی وہ زمانہ نزولِ قرآن میں پرستش کیا کرتے تھے۔

مشکل تو یہ ہے کہ یہ فرقہ جس کا ۲۵ برابر ہے ۲/۵ کے نبڑنے پر آتا ہی نہیں۔ شروع سے ہی ان کے کسی گرو نے ان کے کان میں پھونک دیا ہوا ہے۔ کہ بچا ماننا نہیں۔ پڑی جائیں پر سر پھیرے جانا۔ اپنے مطلب کی ہو حدیث ضعیف بھی مان لیتے ہیں۔ اپنے برخلاف ہو تو صحیح کی طرف بھی مائل نہیں ہوتے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ ستفترق امتی علیٰ ثلث و سبعین فرقۃ کلھم فی النار الا فرقۃ واحدہ۔ عرض کی گئی۔ کہ اُس فرقہ ناجیہ کی جو راستی پر ہے شناخت کیا ہے؟ فرمایا۔ کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کی راہ پر ہوگا۔ اب ایک طرف ہیں اصحاب۔ دوسری طرف اُن کے غیر جو اُن کی راہ پر نہ تھے۔ سو جس فرقہ کا اعتقاد و عمل مثلِ اعتقاد و عملِ صحابہ ہے وہ راستی پر ہے اور جنتی۔ باقی بحسبِ حدیث جہنمی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جہنمیوں کا اعتقاد مثلیت کے بارہ میں کیا ہے؟ کفار و منکرینِ رسالتِ انبیاء قائلینِ مِثْلُنَا جہنمی ہیں۔ کیونکہ مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا مقولہ منکرین مذکور ہے نہ مومنین کا۔ پس جس کا اعتقاد مثل اُن کے اعتقاد کے ہو۔ وہ بلاشبہ جہنمی ہے۔ کیونکہ مثل بحکمِ مثل ہے مثلِ انبیا (اگر ہو تو) حُکمِ انبیا میں۔ مثلِ کُفار حکمِ کفار میں۔

بے مثلی مَیں اِسی مثلیت کو باعثِ طعن و تشنیع بر اسلام و بانی اسلام پاکر ہر وقت اپنے دلی اعتقاد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بایں اخلاص و یقین کہ آپؐ باوجود ظاہری بشریت

کے جو مظنۂ مثلیت ہے بے مثل ہیں حیزِ تحریر میں لانے کا متمنی رہتا۔ لیکن اپنی بے بضاعتی اور کم استطاعتی سے ڈرتا تھا۔ آخر ہر وقت کی اُمنگ نے میری سنگ آثار دی اور ایسا پکا رنگ چڑھا دیا کہ نہ دن کو دھوپ میں اُڑے اور نہ رات کی نم میں مدھم پڑے۔

بدیں ارادہ حتی الوسع فراہمئ کتب و مطالعہ میں کوشش کی۔ خیال تھا کہ جو لکھوں نقل کی نقل نہ ہو۔ بلکہ اصل سے جو کسی محقق ناقل کا منقول عنہ ہے دیکھ کر تسلی کرلی جائے۔ میں کسی قابل نہیں (ما الجراد و ما مر قہا) پر ایک دن موفقِ حقیقی سے توفیق کی دُعا کر کے قلم پکڑ بیٹھا۔ الحمدللہ کہ حسبِ خواہش قلبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام وجودِ مبارک کے خواصِ اعضا من الراس الے القدم عضواً عضواً و جزءاً جزءاً و برکاتِ مستمرہ جو مشعر بر بے مثلئ آنجناب ہیں صحیح صحیح شہادتوں سے ایک جا کر کے ایک کتاب کی صورت میں بنام

بے مثل بشر

لمرضاۃ اللہ جناب قدسی مآب حضور پُرنور محبوبِ خُدا محمد مصطفٰےؐ علیہ التحیۃ والثنا وآلہ واصحابہ ہُم نجوم الہُدیٰ پیش کیا۔ والماموں بالقبول وللہ الحمد

اِس کتاب کے جس میں آپؐ کا بے مثل فی الصفات ہونا ثابت کیا گیا ہے تین حصے ہیں۔

۱۔ پہلے حصہ میں آپؐ کے تمام اعضا و اجزائے جسمیہ کے خواص درج کیے گئے ہیں۔ جو دُنیا میں کسی اور وجود کے لیے کسی نے ثابت نہیں کیے نہ قلم سے نہ زبان سے۔ بدنظور۔

۲۔ دوسرے حصہ میں آپؐ کے اخلاقِ عالیہ منجملہ آپؐ کے اقوال و افعال درج ہیں۔ جن کو اہلِ مذاہب نے اصولِ انسانیت قرار دیا ہے۔ اور عالمِ انسانی کے انتظام معاشرتی میں آپؐ کو بنی نوع انسان سے نہایت درجہ کا عاقل اور دانشمند تسلیم کیا ہے۔

۳۔ تیسرے حصہ میں وہ روایاتِ صحیحہ مذکور ہیں۔ جن کے راوی وُہی یہودی اور عیسائی وغیرہ ہیں۔ کہ جن کو آپؐ نے خواب میں رہنمائی کی۔

اب مَیں حضور سیدِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر ایک عضو کے خواص تھوڑے تھوڑے بطور نمونہ ناظرین اہل انصاف دور از تعصب و اعتساف پیش کرکے چاہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی دنیا کے کسی اطراف میں سوائے اِس **وجودِ مسعود فیض آمود** کے اور بھی کوئی ہے تو وہ کہاں ہے؟ آج سے پہلے کس جماعت کے کسی مقتدا کے ایسے خواص و برکاتِ ہر جزو و عضو مذکور ہیں؟ جو ایک ہی جگہ بیٹھا بغیر کسی آلہ مصنوعی کے آسمان و زمین کی سنتا اور دیکھتا۔ یا سُنتا تا اور دکھاتا اور جہان کی خبر بن دیتا ہو۔ فی زمانہ اگر متحیر العقول باتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ تو اُن کا ذریعہ سائنس کے اسباب و سامان ہیں لیکن یہاں تو سب اسباب معدوم تھے۔ مدینہ میں، مکہ، ایران اور حبش میں کون سے تار برقی۔ دوربین یا لاسلکی (آلہ بے تار خبر

رسائی) کے مراکز قائم تھے - کہ جن کے ذریعے بنی خزاعہ کی فریاد سُن لی اور کسریٰ پرویز کا قتل اور نجاشی کی وفات کے واقعات عین اُسی روز فرمادیے - اور لفظ کُن فرمادینے سے تصویر کا ظاہر ہونا تو کیا اصل وجود مقصود حاضر ہوجاتا تھا۔ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ جنگِ مؤتہ کے واقعات مدینہ میں ہی بیٹھے ہوئے اُسی روز فرمادیے۔

طرح طرح کے ظاہری و باطنی، جسمانی و دلی امراض کے دُور کرنے میں نہ کوئی طبّی دوا استعمال کی جاوے نہ کوئی ہسپتال قائم ہو- نہ مسمریزم عمل میں لایا جائے نہ کچھ اور- اُس کی ایک دفعہ کی نظر پڑی اور ایک ہی سکنڈ کے کسی تھوڑے حصہ میں دِل کو پاک کردے۔ اندرونی بیماریوں کو نکال دے - اُس کا ہاتھ پھر جائے- تو زخم وغیرہ تمام ظاہری بیماریاں دُور ہوجائیں- کسی تکلیف زدہ کی بات سُنتے ہی اُس کی تکلیف جاتی رہے - اور چیز کوئی ہو مگروہ ہوجائے اَور کچھ- وغیرہ وغیرہ - یہ سب کام اُس وجود کے ہیں جو خداوند علام کی قبولیّتِ تام رکھتا ہو۔ اور اُسے عزتِ محبوبیت حاصل ہو اور وہ خدا سے ہو اور خدا کے ساتھ ہو- خدا اُس کے ساتھ ہو۔

بہرحال ہر اہلِ علم وکمال منصف محقق کو نظر برحالاتِ خارجی و داخلی یعنی صورت و سیرت بے شک وشبہ تسلیم کرنا پڑیگا- کہ

ع — از ہمہ شانِ محمدؐ اعظم است

وآخر ماقلنا بعد ماقال الحافظ رحمہ اللہ

ساقی بیاکہ دَورِ گل ست و زمانِ عیش — پیش آر جام ہیچ مخور غم زبیش وکم
چوں خونِ خصم ہمچو صراحی تبر بختی — بادوستاں بعیش وطرب گیر جام جم
حافظ بکنجِ میکدہ دارد قرار گاہ — کالطیر فی الحدیقۃ والّیث فی الاجم
مقصودِ جاں بجسمِ رقیباں برابراست — چوں تجد درعراق و چو دے بند در عجم

از مثلیاں مترس کہ بر قیل وقال شاں
حرفِ حدیثِ اَنکم ُ انداز مثلِ بکم

بست ویکم ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ بروز شنبہ بمقام میروال
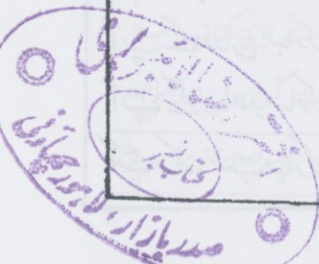
برکاتِ جسمیۂ آنجناب	# فہرستِ مضامینِ اصل کتاب	علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ علی سیدنا محمدؐ خاتم النبیین — وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ — وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

۱۳۵۰ھ

شعرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج[1] ابن سعدٍ عن محمد بن سیرین قال قلتُ لعبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَصبناہ مِن قِبَلِ اَنَسٍ قال لَاَن تکُوْن عِندی شعرۃٌ منہ اَحبّ اِلَیَّ من الدنیا ومافیہا ۱۲ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵)

اخرج[2] الامام احمد رضہ والبوداؤد واللفظ للامام احمد عن انس رضہ بن مالک انہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منزلہ بمنیٰ ثم قال للحلاق[3] خذ فبدأ بالشق الایمن فوزع الشعرۃ والشعرتین بین الناس ثم قال بالایسر فصنع مثل ذلک ثم قال ھھنا ابوطلحۃ فدفعہ الیہ واخرج مسلم عن انس رضہ قال رایتُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحلاق یحلقہ واطاف بہ اصحابہ فمایریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل ۱۲

روی البیہقی وابن الاثیر فی کتابہ اسد الغابہ فی ترجمۃ خالد بن الولید

آپؐ کے موئے مُبارک

ابنِ سعدؒ نے محمدؒ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے عبیدہ سے کہا۔ کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کچھ بال ہیں۔ جو ہم کو انس رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں۔ محمدؒ بن سیرینؒ سُن کر کہنے لگے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک بال کا میرے پاس ہونا مجھکو دنیا ومافیہا (یعنی جو دنیا میں نعمتیں موجود ہیں) سے زیادہ تر پسند ہے۔

اِمام احمدؒ اور ابوداوٗد رحمۃ اللہ علیہما نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور اِمام کے لفظ یہ ہیں۔ کہ آپؐ ایک دفعہ بتقریبِ حج جب مِنیٰ میں ایک منزل پر تشریف لائے۔ تو آپؐ نے ایک حلاّق[3] (سر مونڈنے والے) کو بُلایا۔ اور سر کے دائیں جانب کے بال ایک ایک۔ دو دو کر کے سب صحابہ میں تقسیم کر دیئے۔ پھر بائیں جانب حلاّق کی طرف پھیر دی۔ اور فرمایا۔ ابوطلحہ رضہ کہاں ہے؟ اور اُس طرف کے سارے بال اُس کو عطا کر دیئے۔ اور مُسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا۔ کہ حلاّق آپؐ کے سر کے بال اُتار رہا ہے۔ اور صحابہ گرد ہو رہے ہیں۔ کہ حضورؐ کا کوئی بال بھی زمین پر نہ گرے۔ ہم سے کسی نہ کسی ایک کے ہاتھ آئے۔

روایت کیا ہے بیہقی نے اور ابن الاثیرؒ نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

سلہ انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۷ ۔ سلہ صحیح مسلم مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۴۹۹ و ابوداؤد مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۲۷۹ ۔ سلہ معمر بن عبد اللہ عدوی ۔ سلہ تہذیب الاسماء واللغات

رضی اللہ عنہ انہ قال اعتمرنا مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عمرۃ
اعتمرہا فحلق شعرہ - فاستبق الناس
الی شعرہ فسبقتُ الی الناصیۃ فاخذتہا
فاتخذتُ قلنسوۃً فجعلتہا فی مقدم
القلنسوۃ فما توجہت فی وجہۃ الا و
فُتح لی ۔" (حجۃ اللہ علی العلمین ص٦٨٦)

اخرج البیہقی ھکذا ان خالدؓ
بن الولید کانت فی قلنسوتہ شعرات
من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فکان لایشھد قتالا الا رزق
النصر ۔"

اخرج الحاکم وغیرہ ان خالدؓ
بن الولید فقد القلنسوۃ لہ یوم
یرموک فطلبہا حتی وجدہا
وقال اعتمر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم فحلق فابتدر
الناس جوانب شعرہ فسبقتہم
ناصیتہ فجعلتہا فی ھذہ
القلنسوۃ فلم اشھد قتالا وھی
معی الا رزقت النصر ۔"

علیہ وآلہ وسلم نے کسی عمرہ میں اپنے سر کے بال اتروائے - اور ہم
سب جو اُس وقت آپؐ کی خدمت میں تھے - بال اُٹھا لینے
کے لیے آپؐ پر جھکے پڑتے تھے - اور ہر ایک دوسرے سے آگے
ہونے کی کوشش کرتا تھا - میری خوش نصیبی سے حضورؐ کی
پیشانی مبارک کے بال میرے ہاتھ آگئے - مَیں نے اُن کو اپنی ٹوپی میں
آگے کی طرف سی رکھا - اُن بالوں کی برکت تھی - کہ مَیں عمر بھر جدھر جہاد
کو گیا - مجھے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی -

بیہقی کے اپنے لفظ یہ ہیں - کہ خالدؓ بن ولید کی ٹوپی میں
جو وہ ہر وقت اپنی دستار کے نیچے رکھتے تھے - رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک سیئے ہوئے تھے - اُن
کی برکت سے وہ جس لڑائی میں جاتے - اور وہ ٹوپی اُن کے سر پر
ہوتی - تو ضرور ہی فتح پاتے -

حاکم وغیرہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے -
کہ جنگِ یرموک میں خالدؓ بن ولید کی ٹوپی گُم ہو گئی - وہ عین
اُس وقت جبکہ میدان گرم ہو رہا تھا - ٹوپی ڈھونڈنے میں مصروف
ہو گئے - لوگوں نے موت کے سامنے جب کہ تیر اور پتھر برس رہے
تھے - تلوار اور نیزہ اپنا کام کر رہے تھے - اُن کے کسی اور کام
میں لگ جانے کو ناپسند کیا - لیکن وہ ٹوپی کی تلاش میں
لگے رہے - آخر ٹوپی اُن کو مل گئی - تو انہوں نے اپنے آپ کو
مطمئن پاکر بیان کیا - کہ اِس ٹوپی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ناصیہ مبارک کے بال ہیں - جبکہ آپؐ ایک
دفعہ عمرہ بجا لانے کو بیت اللہ شریف تشریف لے گئے - اور سر مبارک کے بال اتروائے - تو اُس وقت
ہم سے ہر ایک بال لینے کی کوشش کر رہا تھا - اور ہر ایک دوسرے پر گرتا تھا - تو مَیں نے آگے
بڑھ کر پیشانی مبارک کے بال حاصل کر لیے - اور اِس ٹوپی میں سی رکھے ہیں - مَیں اِسے اِس لیے ڈھونڈ
رہا تھا - کہ یہ ٹوپی جس جنگ میں میرے سر پر ہوتی ہے - مَیں اُس جنگ میں ضرور فتحیاب ہوتا ہوں -

لہ حجۃ اللہ علی العلمین مطبوعہ بیروت - ص٦٨٦

اخرج المحدثون ان رجلان
جلسا وکعب الاحبار قریب منهما
فقال احدهما رایتُ فیما یری النائم
کان الناس حشروا فرایتُ النبیین
کلهم لهم نوران نوران ورایتُ
لاتباعهم نورا نورا ورایتُ محمدا صلے
الله علیه واٰله وسلم ومامن شعرةٍ
فی راسه ولاجسده الافیها نورٌ و
رایتُ اتباعه ولهم نوران نوران
فقال کعب اتقِ الله یا عبد الله و
انظر ماتحدث به فقال الرجل انما
هی رؤیا منام اخبرت بها علی ما
ارتیها فقال کعب والذی بعث
محمدا بالحق وانزل التوراة علی موسیٰ
بن عمران هذا لفی کتاب الله المنزل
علی موسیٰ بن عمران کما ذکرت ۱۲

اخرج بن عساکر عن علی بن
ابی طالب قال سمعت رسول الله صلی
الله علیه واٰله وسلم وهو اخذ شعرة
یقول من اذی شعرة من شعری[۱] فالجنة
علیه حرام ۲

محققین محدثین نے روایت کیا ہے۔ کہ اہل کتاب سے
ایک دن دو شخص مل کر کہیں بیٹھے۔ اور کعب احبار رضی اللہ
عنہ بھی اُن کے قریب ہی تھے۔ ایک نے دوسرے کو مخاطب کر
کے کہا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ سب لوگ
قبروں سے اُٹھا کر جمع کیے گئے ہیں۔ اُن میں پیغمبروں کو دیکھا۔ کہ
ان سے ہر ایک پیغمبر کے لیے دو دو نور ہیں۔ اور اُن کے تابعداروں کے
لیے ایک ایک نور ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر سے پاؤں تک
بال بال نور ہے۔ پھر مَیں نے آپؐ کے تابعداروں کو دیکھا۔ کہ اُن کے
لیے دو دو نور ہیں۔ حضرت کعب یہ سُن رہے تھے۔ بولے۔ او خُدا
کے بندے! خدا سے ڈر (جھوٹ نہ بولنا۔ سوچ کر بول جو بولتا ہے)
اُس نے کہا (یہ سچ ہے) خواب میں جو مجھے نظر آیا۔ مَیں نے بیان
کر دیا۔ کعب رض نے کہا۔ قسم ہے مجھے اُس کی جس نے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق (قرآن) دے کر دنیا میں بھیجا
ہے۔ اور موسیٰؑ بن عمران پر تورات نازل کی۔ تورات میں بھی
بعینہ یہی لکھا ہے جو تُو نے بیان کیا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین مطبوعہ بیروت)

ابن عساکر نے علیؑ مرتضیٰ سے روایت کیا ہے۔ کہ مَیں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ کہ ایک بال ہاتھ
میں پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ جس نے میرے ایک
بال کی بھی بے ادبی کی۔ تو جنت اُس پر حرام ہے

(جامع صغیر امام جلال الدین سیوطی رح مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

راسه صلی الله علیه واٰله وسلم

اخرج البغوی بسنده ان
اباجهل حلف لئن رأی محمدا صلی الله

آپؐ کا سر مبارک

محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت
کیا ہے۔ کہ ابوجہل نے قسم کھائی۔ کہ اگر مَیں محمد صلی اللہ

[۱] یہ سوائے آپؐ کے بال کے اور کسی کے بال کا حکم نہیں۔ اگر کسی نے کہا ہے تو وہ کون ہے؟ ۱۲

علیہ وآلہ وسلم یصلی لیرضخن راسہ بالحجارۃ فاتاہ وھو یصلی ومعہ حجر لیدمغہ بہ فلما رفعہ بہ انثنت یدہ الی عُنقہٖ ولزق الحجر بیدہ فلما رجع الی اصحابہ واخبرھم بما رای سقط الحجر فقال لہ رجل من بنی مخزوم انا اقتلہ بھذا الحجر فاتاہ وھو یصلی لیرمیہ بالحجر فاعمی اللہ تعالی بصرہ فجعل یسمع صوتہ و لا یراہ فرجع الی اصحابہ فلم یرھم حتی نادوہ فقال لہ ما صنعتَ فقال ما رایتُہ ولقد سمعتُ صوتہ

علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھ لوں گا - تو اُس کے سر کو پتھر سے کچل دونگا - یہ کہہ کر ایک پتھر لے کر آپؐ کی طرف آیا - آپؐ اُسے نماز پڑھتے نظر آئے - ہاتھ اُٹھا کر چاہتا تھا - کہ پتھر آپؐ کے سر مبارک پر مارے - مگر ہاتھ دفعتہً اُس کی گردن سے ایسا چمٹا - کہ نہ ہاتھ گردن سے جُدا ہو - نہ پتھر ہاتھ سے گرے - یہ دیکھ کر ڈرا - اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا - اور کیفیتِ حال بیان کی - یہ سُن کر ایک اَور شخص قبیلۂ بنی مخزوم سے اُٹھ کھڑا ہوا - اور بولا - میں اِسی پتھر سے اُسے قتل کر آتا ہُوں - یہ کہہ کر پتھر کو اُٹھالیا اور آپؐ کی طرف آیا - جب آپؐ کے قریب پہنچا - تو حق تعالےٰ نے اُسے اندھا کر دیا - وہ آپؐ کی آواز (نماز میں قرآن پڑھنے کی) سنتا تھا مگر آپؐ کو دیکھ نہیں سکتا تھا - یہ محسوس کرکے بہت ڈرا - اور اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹا - اور اندھوں کی طرح اِدھر اُدھر بھٹکتا تھا - ساتھیوں نے یہ دیکھ کر اُسے آواز دی - وہ اُن کی آواز پر اُن کے پاس چلا آیا - اور کہا میں اُس کے پاس جاکر اندھا ہوگیا مجھے اُس کی آواز سُنائی دیتی تھی - لیکن وہ خود نظر نہیں آتا تھا - اِسلیے اپنے ارادہ میں ناکام رہا -

اخرج الواقدی عن محمد بن زیاد عن زید بن ابی عتاب عن عبد اللہ بن رافع بن خدیج عن ابیہ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم فی غزوتہ یعنی غزوۃ انمار فلما سمعت بہ الاعراب لحقت بذری الجبال وانتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی ذی امر فعسکر بہ وذھب لحاجتہ فاصابہ مطر فبل ثوبہ فلجفہ شجرۃ فقالت غطفان ان عثور بن حارث و

واقدی نے محمد بن زیاد سے اُس نے زید بن ابی عتاب سے اُس نے عبد اللہ بن رافع بن خدیج سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے - کہ ہم غزوہ انمار (نام قبیلہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ کو نکلے - اعراب یہ دیکھ کر پہاڑ کے کناروں میں اُتر گئے - اور آپؐ نے ذی امر میں پہنچ کر لشکر کو وہاں اتارا - اور خود قضائے حاجت کے لیے دُور تشریف لے گئے - اس اثناء میں بارش نے آپؐ کے کپڑے کسی قدر تر کردیے - جن کو سوکھانے کیلئے آپؐ نے ایک درخت پر ڈال دیا - یہ دیکھ کر غطفان نے دُعثور بن حارث کو (جو اُن کا سردار اور بہادر تھا) کہا - کہ محمدؐ اِس وقت اپنے لشکر سے دُور اکیلے نظر آرہے ہیں - اور پھر

كان سيدها وكان شجاعا انفرد محمدؐ
عن اصحابه وانت لاتجده اخلى منه
هذه الساعة فلخذ سيفا صارما
ثم انحدر رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم مضطجع ينتظر جفوف
ثوبه فلم يشعر الابد عثور بن
الحارث واقف على راسه بالسيف
وهو يقول من يمنعك يا محمدؐ فقال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
اللهُ عزَّ وجلَّ ودفع جبرائيل
عليه السلام صدره فوقع السيف
من يده فاخذ رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم السيف وقال من
يمنعك منّي - قال لا احدٌ فقال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
قم فاذهب شانك فلما ولّے قال انت
خيرٌ منّي قال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم انا احق بذلك منك ثم
رجع الى قومه فقالوا والله ما رأينا
مثل ماصنعت وقفت على رأسه
بالسيف فقال والله لااكثر عليه جمعا
ثم اسلم (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

اخرج ابن اسحٰق والبیہقی
وابونعیم عن ابن عباسؓ قال قال
ابوجہل یا معشر القریش ان محمدًا

کوئی ایسا موقعہ ملنا مشکل ہے۔ ہوسکتا ہے۔ تو اُس کا وہاں
ہی کام تمام کر ڈالے۔ دعثور بھی وقت کو غنیمت سمجھ کر تلوار
لے پہاڑ سے اُتر آپؐ کی طرف روانہ ہوا۔ آپؐ ایک درخت
کے نیچے لیٹے ہوئے کپڑوں کو دیکھ رہے تھے کہ کب خُشک
ہوں۔ ناگہاں دیکھتے کیا ہیں۔ کہ دعثور بن حارث تلوار
اُٹھائے آپؐ کے سر مبارک پر کھڑا ہے۔ اور آپؐ کو
مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔ کہ اب تجھ کو مجھسے کون بچائیگا؟
آپؐ نے جواب دیا کہ اللہ جو سب پر غالب اور شان کا
مالک ہے۔ دعثور نے جب اللہ غالب اور برتر کا نام سُنا۔
تو اُس پر رعب چھاگیا۔ جبریئل نے اُس کے سینے پر ایک
ایسی ضرب لگائی۔ کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار کو اُٹھالیا۔ (اور
دعثور کو مخاطب کر کے) فرمایا۔ بول، اب تجھ کو مجھ سے کون
چھڑائیگا؟ وہ بولا کوئی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جا چلا جا۔
دعثور متعجب ہو کر وہاں سے پھرا۔ اور کہا کہ آپؐ مجھ سے اچھے
ہیں۔ فرمایا۔ ہاں مَیں بہتر ہونے کا تجھ سے زیادہ حقدار
ہوں۔ دعثور جب اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا۔
تو اُنہوں نے نہایت تعجب سے کہا کیا ہوا؟ ہم نے
تجھے اُس کے سر پر کھڑا دیکھا۔ پھر تجھ سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔
بولا۔ کچھ نہ پوچھو۔ خدا کی قسم جب تک مَیں زندہ رہونگا
ایسے مُحسن سے کبھی نہ لڑونگا۔ اور نہ ہی لوگوں کو اُن کی
لڑائی کے لیے بُلاؤنگا۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا۔

ابن اسحٰق اور بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباسؓ
سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دن ابوجہل نے اپنے
ہم مذہبوں سے کہا۔ کہ تم دیکھتے ہو محمدؐ ہمارے معبودوں

قد اتی ما ترون من عیب دیننا وشتم اٰباءنا وتسفیه احلامنا وسبّ اٰلھتنا وانی اعاھد اللہ لاجلسنّ لہ غدا بحجر فاذا جلس فی صلوتہ رضخت بہ راسہ فلیصنع بعد ذلک بنو عبد مناف ما بدالھم فلما اصبح اخذ حجرا ثم جلس وقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یصلی وقد غدت قریش فجلسوا فی انذیتھم ینظرون فلما سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم احتمل ابوجھل الحجر ثم اقبل نحوہ حتی اذ ادنا منہ رجع منتھیا منتقعا لونہ مرعوبا قد یبست یداہ علی حجرہ حتی قذف الحجر من یدہ وقامت الیہ رجال من قریش فقالوا مالک قال لما قمت الیہ عرض لی دونہ فحل من الابل واللہ ما رایت مثل ھامتہ ولا قصرتہ ولا انیابہ لفحل قط فھو ان یاکلنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ذٰلک جبرئیل لو دنا منی لاخذہ

اور ہمارے مذہب و ملت کو کیسا بُرا کہہ رہا ہے - اور ہمارے باپ دادوں کو گالیاں دے رہا ہے - اور ہماری مذہبی باتوں کو جھوٹ کہتا ہے - سو مَیں عہد کرتا ہوں - کہ کل مَیں اگر محمدؐ کو نماز میں بیٹھا دیکھوں گا - تو پتھر سے اُس کا سر توڑ دونگا - پھر اُس کی قوم جو چاہیں کریں (مَیں پرواہ نہیں کرتا) جب اگلا دِن ہوا - تو پتھر لے کر ایک جگہ انتظاری میں جا بیٹھا - کہ کب آپؐ نماز میں مشغول ہوں اور مَیں پتھر ماروں - آخر اُس نے دیکھا - کہ آپؐ نماز میں کھڑے ہو گئے ہَیں - جب سجدہ میں گئے - تو ابوجہل بھی پتھر لے کر آپؐ کے قریب آ پہنچا - پہنچتا ہی تھا - کہ جھُمب مارے ہوئے واپس لوٹا - اور ڈر کے مارے رنگ فق ہو گیا - اور جِس ہاتھ سے پتھر آپؐ کے سر مبارک پر مارنے کے لیے اُٹھایا ہوا تھا - وہ خُشک ہو گیا - اور پتھر زمین پر گر گیا - جب ساتھیوں نے آپؐ کے نزدیک سے فی الفور لوٹتے ہوئے بدیں حالت دیکھا - تو آگے ہو کر پوچھا - کیا ہُوا؟ اُس نے کہا - جب مَیں محمدؐ کے قریب ہُوا - تو مَیں نے ایک بدمست نر اونٹ کو دیکھا - کہ میرے سامنے کھڑا ہے - بخُدا میں نے کبھی اِتنے بڑے سر والا، لمبی گردن والا اور اتنے بڑے دانتوں والا اونٹ نہیں دیکھا تھا - مَیں اگر جان بچا کر جھٹ پٹ لوٹ نہ آتا - تو وہ مجھے پھاڑ کھاتا - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سُنا - تو فرمایا - کہ وہ (جو اونٹ کی شکل نظر آیا) جبرئیل تھا - ابوجہل اگر میرے نزدیک آ بھی جاتا - تو جبرئیل اُسے جیتا نہ چھوڑتا -

جبینہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

آپؐ کی پیشانی مبارک

اخرج الخطیب وابن عساکر و

خطیب اور ابن عساکر اور ابو نعیم اور دیلمی نے حضرت

ابو نعیم والدیلمی عن عائشة رضہ قالت کنتُ قاعدةً اَغزِلُ والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَخصِفُ نعلہ فجعل جبینہ یَعرق وجعل عرقہ یتولد نورا فبہت فقال مالكِ بہتِ قُلتُ جعل جبینك وجعل عرقك یتولد نورا ولو راك ابو کبیر الھذلی لعلم انك احق بشعرہ حیث یقول ؎

ومُبرّأً من کل غُبرة حیضة
وفساد مرضعةٍ وداءٍ مغیل
واذا نظرت الی اُسرة وجہہ
برقت بروقُ العارض المتہلل

عائشہؓ صدیقہ سے روایت کیا ہے - وہ کہتی ہیں - کہ مَیں بیٹھی چرخہ کات رہی تھی - اور حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے اپنی جُوتی کو پیُوند لگا رہے تھے - اور آپؐ کی پیشانی مبارک سے پسینہ چل رہا تھا - اور نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں - یہ دیکھ کر مَیں حیران رہ گئی - اور تکتی تکتی کاتنے سے ٹھہر گئی - آپؐ نے دیکھ کر فرمایا تجھے کیا ہوا ؟ مَیں نے عرض کی - کہ آپؐ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکتا ہے - جسکا قطرہ قطرہ نور کا تارا ہے - اگر ابو کبیر ہذلی (عرب کا مشہور شاعر) کبھی یہ دیکھ لیتا - تو یقین کر لیتا کہ اُس کے اس شعر کے مصداق آپؐ ہی ہیں - (یعنی اُس نے یہ شعر آپؐ ہی کو دیکھ کر کہا ہی) ترجمہ :- اور ہر طرح کی کدورتِ حیض سے پاک - ایسا پاک اور نظیف کہ اُسکے دودھ پلانے والی کی طبیعت اور دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو - اور وہ جب تک بچہ کو دودھ پلائے - اُس کے شوہر نے اُس سے ہمبستری نہ کی ہو - اور مَیں جب اُس کے رُوئے روشن کی شکنوں کو دیکھوں - تو اُسکے رُخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن صورتِ ہلال نظر پڑتے ہیں -

اخرج البغوی عن ابن خزیمہ انہ رای فیما یری النائم انہ سجد علے جبھة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخبرہ فاضطجع لہ وقال صدق رؤیاك فسجد علی جبھتہ

محی السنہ بغوی نے ابن خزیمہ سے روایت کیا ہے - کہ وہ کہتے ہیں - کہ مَیں نے خواب میں دیکھا - کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبینِ مبارک پر سجدہ کر رہا ہوں صبح آپؐ کی خدمت میں یہ خواب بیان کی - تو آپؐ سنتے ہی سیدھے لیٹ گئے اور فرمایا - لے اپنی اس خواب کو سچ کر لے - اُس نے آپکی پیشانی پر سجدہ کر لیا -

اخرج ابو نعیم فی الدلائل عن جابر فی حدیث طویل ماخلاصتہ ان امرأةً شکت فی زوجھا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانکرت علیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أتبغضینہ قالت نعم فقال ادنیا الی رؤسکما فوضعا جبھتہما علی جبھتہ

ابو نعیم نے دلائل میں جابر رضہ سے ایک لمبی حدیث روایت کی ہے - جس کا خلاصہ یہ ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت نے اپنے شوہر کی شکایت کی - اور ظاہر کیا کہ مَیں اُسے نہیں چاہتی - آپؐ نے فرمایا تُو اُسے بُرا جانتی ہے ؟ اُس نے کہا ہاں - آپؐ نے فرمایا تم دونوں اپنے سروں کو میرے نزدیک لاؤ - پس آپؐ نے اُن کے سر جوڑ کر اپنی پیشانی مبارک پر رکھ دیے - وہ

فصارا متحابین حتی کان هو لایصبر الا بہا وھی لاتصبر الا بہ۔

فوراً ایسے آپس میں ہو گئے۔ کہ ایک دوسرے کے سوا ایک پل بھی صبر نہ کر سکتے تھے۔

وجہہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کا چہرہ مُبارک

قال اللہ تعالیٰ اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ و لولم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء قال نفطویہ فی قولہ تعالیٰ ھذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ لنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یقول یکاد منظرہ یدل علی نبوتہ وان لم یتل قرآنا کما قال عبد اللہؓ بن رواحۃ لولم تکن فیہ ایات مبینۃ لکان منظرہ ینبئک بالخیر

حق تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ اُسکے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کھڑے ستون پر چراغ رکھا ہو۔ اور وہ چراغ ایک شیشے میں ہو جو صفائی اور چمک میں مثل ستارہ کی ہو۔ پھر اُسمیں زیتون جیسے درخت کا بے دُود تیل پڑا ہو۔ اور اس چراغ کا تیل آگ دیے بغیر ہی خود بخود روشن ہو رہا ہے۔ اور اُس کی روشنی چاروں طرف برابر ہو۔ نور پر نور ہے۔ خدا جسے چاہتا ہے اُس نور کی طرف راہ دکھاتا ہے۔ نفطویہ (امام نحو و تفسیر) نے کہا ہے۔ کہ اللہ پاک کے اِن الفاظ میں یہ اشارہ ہے۔ کہ چہرہ مبارک محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر اظہار دعویٰ نبوت اور قرآن سُنانے کے اہلِ بصیرت کیلیے دلیل رسالت و باعث ہدایت ہے۔ جیساکہ عبد اللہؓ بن رواحہ کا قول ہے۔ کہ اگر محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سعادت آمود میں وحی الٰہی اور معجزات و دیگر دلائل نبوت کا اثر ظہور نہ بھی ہوتا۔ تو آپؐ کا چہرہ مبارک ہی آپؐ کی دلیل نبوت کو کافی تھا۔

اخرج ابونعیم عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احسن الناس وجہا وانورھم لونا لم یصفہ واصف قط الا شبہ وجہہ بالقمر لیلۃ البدر وکان عرقہ فی وجہہ مثل اللؤلؤ اطیب من المسک الاذفر۔

حافظ ابونعیم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوش منظر اور نورانی رنگ تھے۔ جس واصف نے بھی آپؐ کو دیکھا۔ آپؐ کے چہرہ کو بدر (چودھویں کے چاند) سے تشبیہ دی ہے۔ اور کبھی آپؐ کو پسینہ آتا۔ تو آپؐ کے چہرہ سے موتیوں کے سے قطرے جھڑتے تھے۔ جو خالص کستوری سے زیادہ خوشبودار تھے۔

اَخْرَجَ الترمذی وابن قانع
وغیرھا باسانیدھم ان عبد اللہ بن
سلام قال لما قدم النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم المدینۃ جئتہ لِاَنظُرَ
اِلیہ فلما استیقظتُ وجھہ عرفت
انہ وجھہ لیس بوجہ الکذاب
وفی روایۃ عنہ انہ قال لما قدم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ
انجفل علیہ الناس ای اسرعوا فکنت
ممن اتی علیہ فلما رایت وجھہ عرفت
انہ وجہ غیر کذاب فسمعتہ یقول
یایھا الناس افشوا السلام وصلوا
الارحام واطعموا الطعام وصلوا باللیل
والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام
فعند ذلک قلتُ اشھدُ انّکَ رسول اللہ
حقّا و انّکَ جِئتَ بالحق تم

ترمذی نے اور ابن قانع نے بھی اپنی اپنی سند سے
اور اِن کے سِوا اَور بھی بہت محدثوں نے عبد اللہ بن سلام
سے روایت کی ہے ۔ کہ جب آپ مکّہ سے ہجرت کرکے مدینہ
طیبہ میں تشریف لائے ۔ تومیں آپ کے دیکھنے کو گیا میں
نے آپ کے پاس پہنچ کر غور سے دیکھا ۔ تومیں نے یقین کر
لیا ۔ کہ یہ چہرہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں ۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۷۱)
اَور ایک روایت میں اُنہی سے مروی ہے ۔ کہ جب حضور
علیہ السلام مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے ۔ تو لوگ کام
کاج چھوڑ کر جلد جلد آپ کے دیکھنے کو آتے تھے ۔ میں بھی آیا ۔
جب آپ کا چہرہ دیکھا ۔ تو میرے دل میں یقین ہوگیا ۔ کہ یہ
مُنہ جھوٹا مُنہ نہیں ہے ۔ اُس وقت آپ لوگوں سے فرمارہے
تھے ۔ کہ لوگو سلامتی پھیلاؤ ۔ صلہ رحمی (یعنی اپنوں سے محبت
ملاپ) کرو ۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ ۔ اور رات کو جبکہ کوئی نہ دیکھتا
ہو ۔ خدا کی عبادت کرو ۔ اور آرام سے جنت میں جاؤ ۔ مجھے آپ
کے سچا ہونے کا یقین تو پہلے ہی سے آپ کا چہرہ دیکھتے ہی ہوگیا
تھا ۔ اب اِس کلام کو (جو اصولِ معاشرت اور حصولِ نجاتِ آخرت
کے لیے کافی ہے) سُن کر اَور بھی اطمینان ہوگیا ۔ اور نہایت ذوق شوق سے خدا کے ایک ہونے
اور آپ کے اُس کا سچا رسول ہونے کی شہادت دی ۔

وروی الترمذی ایضاً بسندہ
الی ابی رمثۃ التیمی رضی اللہ عنہ قال
اتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ومعی ابن لی فاریتہ فلما رایتہ قلتُ
ھٰذا نبیُّ اللہِ ۔

ترمذی نے ابی رمثہ تیمی سے یہ بھی روایت کی ہے ۔ کہ میں
جب پہلی دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ (اور ابھی میں مسلمان
نہیں تھا) تو میرے ساتھ میرا ایک بچہ بھی تھا ۔ میں نے اُسے دُور
سے دِکھایا ۔ اور (چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی) بے اختیار میری زبان
سے نِکل آیا ۔ کہ بے شک یہ نبی اللہ ہے ۔

اخرج المحدثون باسانیدھم
ان ابا قحافۃ سال ابنہ ابا بکر الصدیق قبل

محدثین نے اپنی اپنی سند سے روایت کی ہے ۔ کہ
ابو قحافہ نے اپنے بیٹے ابو بکر (صدیق) کو قبل از اسلام خود آپ

ان یسلم هل رأیت محمداً قال رأیتُ وجهاً لیس بوجہ الکذاب

قال الامام حجة الاسلام ابو حامد الغزالی فی الاحیاء اعلم من شاهد احواله صلی الله علیه وآله وسلم واصغی الی سماع اخباره المشتملة علی اخلاقه وافعاله واحواله وعاداته وسجایاه و سیاسته لاصناف الخلق وهدایته الی ضبطهم وتالفه اصناف الخلق و قوده ایاهم الی طاعته مع ما یحکی من عجائب اجوبته فی مضائق الاسئلة وبدائع تدبیراته فی مصالح الخلق و محاسن اشاراته فی تفصیل ظاهر الشرع الذی یعجز الفقهاء والعقلاء عن ادراک اوائل دقائقها طول اعمارهم لم یبق له ریب ولا شك فی ان ذلك لم یکن مکتسبا بحیلة تقوم بها القوة البشریة بل لا یتصور ذلك الا بالاستمداد من تائید سماوی و قوة الٰهیة وان ذلك کله لا یتصور لکذاب ولا ملبس بل کانت شمائله صلی الله علیه وآله وسلم واحواله شواهد قاطعة بصدقه حتی ان العربی القح کان یراه فیقول ما هذا وجه کذاب فکان یشهد له بالصدق بمجرد شمائله فکیف من شاهد اخلاقه ومارس احواله صلی الله

کے دیکھنے کو بھیجا - وہ دیکھ کر آئے - تو باپ سے بیان کیا - کہ میں جس مُنہ کو دیکھ کر آیا ہوں وہ جھوٹا مُنہ نہیں ہے -

امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے - کہ جس شخص نے آپؐ کے حالات اور آپؐ کے اخبارات مُشتمل بر آپؐ کے اخلاقِ عالیہ و افعالِ حسنہ و اَحوالِ عجیبہ و عادات وسِیَر اور انواعِ مخلوق کے لیے انتظامِ سیاسی اور لوگوں کو ہدایت کی دعوت دینے اور باہمی اُلفت دِلانے کے اور اپنے نبیِ برحق منوانے کے طریق اور منکرین کے مشکل مشکل سوالوں کے جواب باصواب دینے اور مصالحِ خلق کو تدبیر میں لانے اور ظاہر شریعت کے دلائل تسلیم کرانے اور معارف و حقائق کے دقیقے بیان کرنے میں (جہاں بڑے بڑے فقہا اور عقلا کی عقل اور ادراک عمر بھر کام نہ دے سکے) غور و فکر سے دیکھا - اور سنا - تو اُسے یقین ہوگیا - اور ذرہ بھر شک نہ رہا کہ جمیعِ علوم آپؐ کے سینہ میں کسبی یعنی تعلّمی اور تعلیمی ذریعہ سے حاصل نہیں تھے - بلکہ وہبی یعنی اللہ کی طرف سے عطا شدہ ہیں - اور وُہ تمام افعال محض تائیدِ غیبی اور تقویتِ الٰہی سے تھے - اور وہ سمجھ لیتا ہے - کہ ایسی باتیں کسی جھوٹے اور دھوکا باز میں نہیں پائی جاتیں - بلکہ آپؐ کے شمائل یعنی سیرتیں اور احوال (اقوال و افعال) آپؐ کے سچا ہونے پر براہینِ قاطعہ اور دلائلِ ساطعہ ہیں - یہاں تک کہ اگر کوئی سادہ طبیعت عربی کسی وقت آپؐ کے چہرۂ روشن کو دیکھ لیتا - تو قسم کھا کر کہہ دیتا - کہ یہ مُنہ جھوٹوں کا مُنہ نہیں ہے - اور آپؐ کی ظاہری باطنی سیرت و عادات کی صفائی پر سچے دل سے آپؐ کے سچا نبی ہونے کا قائل ہو جاتا - یہ تو عام لوگوں کی حالت تھی - تو قیاس کیا چاہیئے کہ وہ جو شریفانہ سیرتوں اور پسندیدہ عادتوں کی

علیہ وآلہ وسلم فی جمیع مصادرہ و
موادرہ
(احیاء العلوم جلد دوم ص۲۷۲)

روی الترمذی عن حسن
بن علی علیہما السلام قال سالت خالی
اباھند بن ابی ھالۃ وکان وصافا
وفیہ یتلألؤ وجھہ تلألؤ
القمر لیلۃ البدر
(شمائل ترمذی مجتبائی صفحہ ۳)

اخرج بن عساکر عن عائشۃ رض
قال کنت اخیط فسقطت منی الابرۃ
فطلبتھا فلم اقدر علیھا فدخل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فتبینت الابرۃ بشعاع نور وجھہ
فاخبرتہ فقال یاحمیرا الویل ثم الویل
ثلاثا لمن حرم النظر الی وجھی

اخرج الترمذی عن ابی
ھریرۃ رض ما رایت شیئا احسن من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان
الشمس تجری فی وجھہ اذا ضحک
یتلألؤ فی الجدر-

اخرج ابونعیم من طریق
ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی الجھم عن
ابیہ عن جدہ قال سمعت اباطالب
حدث عن عبد المطلب قال بینا

قدر کرنے والے ہیں - وہ کئی وقتوں میں آپؐ کے پاس رہ کر اور
آپؐ کے جمیع اوقات کے حالات کو دیکھ سُن کر کیسے اعتبار کرتے
ہونگے ! -

ترمذی نے حسن بن علی علیہما السلام سے روایت کیا ہے
کہ مَیں نے اپنے ماموں ابو ہند بن ابی ہالہ سے (جو فصیح وبلیغ
اور عرب کے علمِ ادب اور وصف بیان کرنے میں بڑے مانے
ہُوئے تھے) آپؐ کے نورِ جمال کے اوصاف بیان کرنے کی
درخواست کی - تو اُنہوں نے جو بیان کیا - اُسمیں یہ بھی بیان
کیا - کہ آپؐ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا روشن تھا-

ابن عساکر نے عائشہ رض سے روایت کیا ہے - وہ کہتی
ہیں - کہ مَیں اندر بیٹھی کچھ سی رہی تھی - میرے ہاتھ سے سُوئی
گر گئی - ہر چند تلاش کی - اندھیرے کے سبب سے نہ ملی اتفاقاً
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے - آپؐ کے
رُخِ انور کی روشنی سے تمام اندر روشن ہوگیا - مَیں نے زمین پر پڑی
ہُوئی سُوئی اُٹھالی - آپؐ نے فرمایا - عائشہ ! افسوس
افسوس افسوس (۳ بار) جس نے مجھے نہ دیکھا -

ترمذی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے - وہ کہتے
ہیں - کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی
خوش شکل نہیں دیکھا - ایسا دکھائی دیتا تھا - کہ آپؐ کا رُخ روشن
ایک آفتابِ عالمتاب ہے - ہنستے تھے - تو دیواروں پر عکس
پڑتا تھا -

ابونعیم نے ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی جہم سے اُس نے اپنے
باپ سے - باپ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے - وہ کہتا ہے
مَیں نے ابوطالب سے سُنا - وہ اپنے باپ عبد المطلب سے بیان کرتے
ہیں - عبد المطلب کہتے ہیں - بحالیکہ مَیں بیت اللہ شریف

انا نائمٌ فی الحجر رایتُ رؤیا هالتنی
فزعت منها فزعاً شدیداً فاتیت
کاهنةَ قریشٍ فقلت لها
انی رایتُ اللیلةَ کان شجرة نبتت
قد نال رأسها السماءَ وضربت
باغصانها المشرقَ والمغربَ وما
رایت نوراً ازهر منها اعظم من نور
الشمس سبعین ضعفاً ورایت
العرب والعجم ساجدین وهی
تزداد کل ساعة عظماً ونوراً و
ارتفاعاً ساعة تخفی وساعة تظهر
ورایت رهطاً من قریش
قد تعلقوا باغصانها ورایت
قوماً من قریش یریدون قطعها
فاذا دنوا منها اخذهم شاب لم
ار قط احسن منه وجهاً و
لا اطیب منه ریحاً فیکسر اظهرهم
ویقلع اعینهم فرفعت یدی
لاتناول منها نصیباً فقلت
لمن النصیبُ فقیل النصیب
لهؤلاءِ الذین تعلقوا بها و
سبقوک الیها فانتبهت مذعوراً
فزعاً فرأیت وجه الکاهنة
قد تغیر ثم قالت ان صدقت
رؤیاک لیخرجن من صلبك

کی جانب شمال اندرونِ حطیم سویا ہوا تھا - تو میں نے ایک خواب
دیکھا - جس سے میرے دل پر بہت بڑا رُعب بیٹھ گیا - اِس
خواب کی تعبیر کے لیے میں ایک کاہنہ کے پاس (جو اِس سبب
سے کاہنہ القریش مشہور ہے کہ یا تو وہ قریشیوں سے تھی یا
قریش اکثر اُس کے پاس پوچھنے آتے تھے) گیا - اور بیان کیا -
کہ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا - کہ میرے دیکھتے ایک درخت
زمین سے نکلا ہے - اور دیکھتے ہی دیکھتے اِتنا بڑھا - کہ اُس کا سر
آسمان سے جا لگا - اور اُسکی ٹہنیاں مشرق مغرب میں دُور تک
پھیل گئیں - اور وہ درخت اِسقدر نورانی ہے - کہ میں نے اِس قدر
روشن اور نورانی شعاعیں کبھی نہیں دیکھی تھیں - سورج کی روشنی سے
ستّر حصہ اُسکی روشنی زیادہ تھی - پھر میں نے دیکھا - کہ تمام عرب و عجم
اُسکے آگے گڑگڑائے سجدہ میں پڑے ہیں - اور یہ اپنے پھیلاؤ اور
اُونچائی اور نورانیت میں ساعت بساعت بڑھ رہا ہے - کبھی تو چھُپ
جاتا ہے کبھی دکھائی دیتا ہے - اور میں نے قریش سے ایک جماعت
کو دیکھا ہے - کہ اُسکی ٹہنیوں سے لٹکے پڑے ہیں - اور اِن سے
بعض کو دیکھا ہے - کہ اُسے قطع کرنا چاہتے ہیں - اور جب بھی
وہ اپنے بُرے ارادہ کو پُورا کرنے کے لیے اُسکے قریب آتے ہیں تو
ایک خوبصورت جوان خوشبُو کہ اس سے پہلے ویسا میں نے کبھی نہیں
دیکھا - اُن کو پکڑ کر ہٹا دیتا ہے - اور اِس شدت سے ہٹاتا ہے کہ
اُن کی کمر توڑ دیتا ہے - اور آنکھوں پر دھپڑ لگاتا ہے - میں نے ہاتھ
اُٹھایا - کہ میں بھی اِس نورانی درخت کی کسی ٹہنی سے لٹک جاؤں
اور اپنا نصیب اِس سے حاصل کروں - عبدالمطلب کہتے ہیں -
کہ میں جب یہ بیان کر چکا - تو میں نے دیکھا - کہ اُسکے چہرہ کا رنگ
بدل گیا - اور نہایت مضطرب ہو کر بولی - اگر تیرا یہ خواب سچا ہے -
تو ضرور ایک شخص تیری پشت سے پیدا ہو گا - جو مشرق و مغرب

رجل يملك الشرق والغرب ويدين
له الناس ثم قال لابی طالب لعلك
ان تكون هذا المولود فكان ابوطالب
يحدث بهذا الحديث والنبی
صلی الله عليه وآله وسلم قد خرج
ويقول كانت الشجرة والله
ابا القاسم الامين +

(دلائل النبوۃ مطبوعہ حیدرآباد)

کا مالک ہوگا - اور مخلوق خدا اُسکے قدموں میں جھکیگی عبدالمطلب
نے اِس خواب کو بیان کرکے ابوطالب سے کہا - کہ شاید تُو ہی
وُہ ہو - جو میری پُشت سے ہے - لیکن جب سیدِ کائنات
علیہ وآلہ الصّلوٰت کا ظہور ہوا - اور آپؐ نے دعوت حق شروع
کردی - اور عبدالمطلب فوت ہوچکے ہوُئے تھے - تو ابوطالب
آپؐ کے سامنے لوگوں کو یہ خواب سُنایا کرتے تھے - اور خدا کی قسم
کھاکر کہتے تھے - کہ وہ درخت یہی ابوالقاسمؐ امینؑ ہے - یعنی
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

مترجم مؤلف - اِسی درختِ پُرنُور کی مثال ظہور اِس آیت میں ہے - جو سورہ ابراہیم میں آئی ہے۔
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ
فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا

اخرج البيهقی عن جامع
بن شداد قال كان رجل منا يقال له
طارق فاخبر انه رای النبی صلی الله
عليه وآله وسلم بالمدينة فقال هل
معكم شئ تبيعونه قلنا هذا البعير
قال بكم قلنا بكذا وكذا وسقا
من تمر فاخذ بخطامه وسار الی
المدينة فقلنا بعنا من رجل لاندری
من هو ومعنا ظعينة فقالت
انا ضامنة الثمن البعير رايت
وجه رجل مثل القمر ليلة البدر لا
يخيس بكم فاصبحنا جاء رجل
بتمر قال انا رسول رسول الله اليكم
يامركم ان تاكلوا من هذا التمر و

بیہقی نے جامع بن شداد سے روایت کیا ہے - کہ ہم کو ایک
آدمی نے جسے طارق کہتے ہیں خبر دی - اُس نے کہا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک وقت جبکہ ہم مدینہ
کے باہر اُترے ہوُئے تھے، دیکھا - آپؐ نے ہم سے فرمایا - کہ
تمہارے پاس کوئی چیز بیچنے کی ہے؟ ہم نے ایک اُونٹ
دکھایا - آپؐ نے فرمایا کتنے کو دوگے؟ ہم نے ایک مقدار
(وسق[1]) کھجور کی بتائی - آپؐ نے (سوائے اِس کے کہ قیمت کی کمی
بیشی میں جو ہم نے بتائی تھی - کوئی کلام کریں) اونٹ کی مہار
پکڑلی اور شہر میں لے گئے - ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو
کہا کہ ہم نے ایک ناواقف آدمی کو اُونٹ پکڑا دیا - جسے ہم جانتے
نہیں کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے - ایک عورت
جو ہمارے ساتھ ایک ہودج میں بیٹھی ہوئی تھی - بولی - کہ
تم اُونٹ کی قیمت کا فکر نہ کرو - اس کی میں ضامن ہوں - یہ شخص
جو تم سے اونٹ لے گیا ہے - میں نے اُس کے چہرہ کو چودھویں

[1] ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع ۲۳۴ تولہ کا ہوتا ہے -

تکت الواحتی تستوفوا ففعلنا

رات کا چاند دیکھا ہے۔ وہ تم سے دھوکا نہیں کریگا۔ خیر۔ اگلی صبح ہی ایک آدمی کھجوروں کا بھار لے کر آیا۔ اور کہا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس یہ دے کر بھیجا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اِن سے کھا بھی لو۔ اور اُونٹ کی قیمت بھی پوری کرلو۔ ہم نے سیر ہو کر کھائیں۔ اور اپنے اونٹ کی قیمت کی مقدار کو بھی جو مقرر ہو چکی تھی۔ پورا کرلیا۔ (مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر۔ صـ۲۴۴)

اخرج مسلم فی صحیحہ

عن معاذ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال ستاتون غدًا اِنشاء اللہ تعالےٰ عین تبوک وانکم لن تاتوھا حتی یُضحِیَ النھارُ فمن جاء فلا یمس من ماءھا شیئاً حتی اٰتی قال فجئناھا وقد سبق الیھا رجلان والعینُ مثل الشِراکِ تبضُ بشیٔ من الماء فسألھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ھل مَسِستُمَا من ماءھا شیئاً قالا نعم فسبّھما وقال لھما ماشاء اللہُ ان یقول ثم غرفوا بایدیھم من العین قلیلاً قلیلاً حتی اجتمع فی شیٔ ثم غسل علیہ الصلوٰۃ والسلام وجھہ ویدیہ ثم اعادہ فیھا فجرت العین بماءٍ لکثیرۃٍ منھمرٍ اوغزیر (شك ابو علی بھما) فاستقی الناس ثم قال علیہ الصلوٰۃ والسلام یامعاذ یوشك ان طالت بك الحیوٰۃ

مسلم نے اپنی صحیح میں معاذؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں ہم سے ارشاد کیا۔ کہ تم کل دِن بوقتِ چاشت اِنشاء اللہ تعالیٰ تبوک[1] کے چشمہ پر پہنچو گے۔ یاد رکھنا کہ کوئی تم سے اُس میں داخل نہ ہو اور نہ ہی پانی کو ہاتھ لگائے جب تک کہ مَیں وہاں پر نہ پہنچ لُوں۔ معاذ کہتے ہیں۔ کہ ہم چشمہ کے قریب ٹھیک اُسی وقت جو آپؐ نے فرمایا تھا، پہنچ گئے۔ لیکن ہم میں سے دو[2] شخصوں نے جو پہلے پہنچ گئے ہوئے تھے۔ حضورؐ کی تشریف آوری کا انتظار نہ کرکے چشمہ کے پانی سے کچھ اپنی خواہش پوری کرلی۔ جب حضورؐ با کوکبۂ اِقبال و موکبِ منصور چشمہ مذکور پر نزول فرما ہوئے۔ تو دیکھا کہ چشمہ سے بہت کم پانی اور باریک دھار جیسے سُوت کی ڈور نِکل رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سے کسی نے چشمہ کے پانی کو ہاتھ لگایا تھا؟ اُن دونوں نے جو سب سے پہلے آئے تھے۔ مانا۔ آپؐ خفا ہوئے۔ کہ تم نے باوجود منع کرنے کے کیوں ایسا کیا؟ اور میرا انتظار نہ کیا؟ پھر اصحاب نے بحسبِ آپؐ کے ارشاد کے چُلیوں سے اُس پانی کو ایک برتن میں جتنا ہو سکا جمع کرلیا۔ تب آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک اور ہر دو دستِ مبارک اُس پانی میں دھوئے۔ اور چشمہ میں گرا دیا۔ چشمہ فوراً جاری ہوگیا۔ اور پانی بہدن بہنے لگا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر سیر ہوگیا۔ اور سبھی نے اپنے اپنے اونٹ گھوڑے بھی

[1] یہ مقام مدینہ منورہ سے ۱۴ منزل بعدہ شام کی طرف واقع ہے۔ یہاں سنہ ۹ ہجری میں مسلمانوں اور مخالفوں کی آخری لڑائی ہوئی تھی۔ ۱۲

ان ترى ماءها ههنا قد ملئ جنانا وعمرانا (صحیح مسلم مجتبائی دہلی جلد ۲ صـ۲۴۶)

رجھائیے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے معاذ! قریب ہے کہ یہ جگہ آباد[1] ہوجائے اور باغ بوٹے لگائے جائیں اگر تو جیتا رہا تو دیکھے گا۔

عن الزهری انه قال ضرب وجه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یومئذ (احد) بالسیف سبعین ضربة وقاه الله شرها كلها

زہری سے مروی ہے۔ کہ جنگِ احد کے دن کسی شقی نے آپؐ کے چہرہ مبارک پر ستّر[2] دفعہ تلوار کا وار کیا۔ لیکن آپؐ کو ایک بھی نہ لگی۔ اور چہرہ مبارک تک نہ پہنچنے پائی۔

اخرج ابونعیم عن عباد بن عبد الصمد قال اتینا انس بن مالك فقال یاجاریة هلمی المائدة نتغذی فاتت بها ثم قال هلمی المندیل فاتت بمندیل وسخ فقال اسجری التنور فاوقدته فامر بالمندیل فطرح فیه فخرج ابیض كانه اللبن فقلنا ما هذا قال هذا مندیل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم كان یمسح به وجهه فاذا اتسخ صنعنا به هكذا لان النار لا تاكل شیئا مر علیه

حافظ ابونعیم نے عباد بن عبد الصمد سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ ہم کئی آدمی انسؓ بن مالک کے ہاں تھے۔ انہوں نے اپنی کنیز کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ وہ رومال بھی لا۔ جب وہ لائی۔ تو انسؓ نے اسے میلا دیکھ کر کنیز کو حکم دیا۔ کہ تنور جلا کر اسے اسمیں ڈال دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد نکالا۔ تو وہ سفید دودھ جیسا نکلا۔ ہم دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انسؓ نے کہا۔ جائے حیرت نہیں۔ یہ رومال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے آپؐ کھانا کھا کر اس سے منہ پونچھتے تھے۔ اور ہم بھی تبرکاً بغرض ادائے سنت بعد فراغت طعام اسی سے منہ پونچھا کرتے ہیں۔ جب یہ میلا ہوجاتا ہے۔ تو ہم اسے اسی طرح آگ میں ڈال کر صاف اور سفید کرلیا کرتے ہیں۔ اور یہ تو تم سب جانتے ہو۔ کہ حضور علیہ السلام کے جسمِ مبارک یا کسی جزو جسمِ مبارک سے لگی ہوئی چیز کو آگ نہیں جلاسکتی۔

اخرج الحلبی فی کتابه سیرة النبوة انه كان النبی صلی الله علیه وآله وسلم یكثر مجالسة عقبة بن ابی معیط فقدم عقبة من سفر فصنع طعاما ودعا الناس من اشراف قریش ودعا

حلبی نے سیر النبوت میں بسندِ جیّد روایت کیا ہے۔ کہ حضور سرورِ کائنات علیہ وآلہ الصلوٰت اکثر اوقات عقبہ بن ابی معیط کے پاس نشست وبرخاست رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عقبہ نے کسی سفر سے واپس آکر عام دعوت کی۔ اشرافِ قوم کو بلایا۔ اور آپؐ کی خدمت میں بھی قبولِ دعوت کی عرض

---

[1] آپؐ کی یہ پیشینگوئی آپؐ کے بعد بعہدِ خلفائے عباسیہ بوجہ اتم پوری ہوگئی۔ ۱۲

[2] بہت مفسروں نے اسے اپنی اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فلما اقرب
الیهم الطعام ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم ان یاکل فقال ما اکل طعامك
حتی تشهد ان لآ الٰه الا الله فقال
عقبة اشهدُ ان لآ اله الا الله واشهدُ
انك رسول الله فاكل صلی الله علیه و
آلہٖ وسلم من طعامه وانصرف الناس
وکان عقبة صدیقا لابی بن خلف
فاخبر الناس اُبیاً بمقالة عقبة فاتی
الیه وقال یاعقبة انك صبوت فقال
والله ماصبوتُ ولکن دخل منزلی
رجل شریف فابی ان یاکل طعامی الا
ان اشهدُ له فاستحییتُ ان یخرج
من بیتی ولم یطعم فشهدت له
والشهادة لیست فی نفسی فقال له اُبیّ
وجهی من وجهك حرام ان لقیت محمدًا
فلم تطأه وتبزق فی وجهه وتلطم
عینیه فقال له عقبة لك ذلك ثم
ان عقبة لقی النبی صلی الله علیه وآله
وسلم ففعل به ذلك . قال الضحاك
لما بزق عقبة لم تصل البزقة الی
وجه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
بل رجعت الی وجهه کشهاب نار فاحترق
مکانها وکان اثر الحرق فی وجهه الی
الموت وانزل الله فی حقه ویوم

کر بھیجی - جب سب کے آگے کھانا رکھ دیا گیا - تو آپؐ نے کھانے
سے انکار کر دیا - اور فرمایا کہ عقبہ جب تک خدائے پاک کی
وحدانیت کا اقرار نہ کرے - اور لآ الٰہ الا اللہ نہ کہے - میں
اِسکے ہاں کا کھانا نہیں کھاؤنگا - عقبہ کو آپؐ کی خاطر عزیز
تھی - اِسلیئے اُس نے سب کے سامنے لآ الٰہ الا اللہ و اَنّک
رسول اللہ کہ دیا - یہ سن کر آپؐ نے کھانا کھایا اور فارغ ہوکر
سب اپنے اپنے گھر چلے گئے - اور اُبیّ کو یہ تمام ماجرا پہنچادیا -
اُبیّ اور عقبہ میں بہت گہری دوستی تھی - وہ سُن کر غصہ سے
بھرا ہوا عقبہ کے پاس آیا - اور اُسے نہایت جوش سے کہا -
مَیں نے سُنا ہے کہ تُو بے دین ہوگیا ہے - عقبہ نے کہا - بخدا
مَیں تو بیدین نہیں ہُوا - البتہ اتنی بات ضرور ہے - کہ میں نے
یہ سمجھ کر کہ ایک شریف آدمی میرے گھر آیا ہوا ہے - اور ایک
بات پر کھانا چھوڑے بیٹھا ہے - ایسا نہ ہو اُٹھ کر چلا جائے -
مَیں نے وہ کلمہ جو وہ مجھے کہلانے پر خوش تھا، کہ دیا - اور وہ
میرے دل سے نہیں - صرف ظاہر داری تھی - میرا اِسمیں کیا
حرج ہے؟ اُبیّ نے کہا، سُن، اگر تُو ابھی محمدؐ کو مل کر اُسے پاؤں
میں نہ لتاڑے اور اُس کے مُنہ پر نہ تھوکے اور اُس کی آنکھوں
پر دھپڑ نہ لگائے تو آج سے میرا تیرا ملنا حرام ہے - عقبہ نے کہا -
جو تُو کہیگا، مَیں تیری خاطر کرنے کو تیار ہوں - یہ کہ کر اُٹھا - اور آپؐ
کے پاس آیا - اور آپؐ کے چہرۂ مبارک پر تھوک چلایا ضحاک کہتے
ہیں کہ جب اُس نے ایسا کیا تو تھوک آپؐ کے چہرۂ مبارک
تک نہ پہنچ سکا - بلکہ شعلۂ نار کی طرح اُلٹا اُسکے منہ پہ آپڑا - اور
جہاں پڑا جلاکر سیاہ کر دیا - چنانچہ عقبہ کے منہ پر مرتے دم تک وہ
نشان دِکھائی دیتا رہا + اُسی کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے
یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ

يعض الظالم على يديه الخ الاية

اخرج الطبرانی وابن حبان و
الحاکم والبیهقی وابونعیم عن عبد اللہ رض
بن سلام قال ان اللہ لما اراد هدی زید
بن سعنة رض وهواجل احبار الیهود الذین
اسلموا قال زید بن سعنة انه لم یبق من
علامات النبوة شئ الا وقد عرفته فی
وجه محمد حین نظرت الیه الا اثنتین
لم اخبرهما منه یسبق حلمه غضبه ولا
تزیده شدة الجهل علیه الا حلما فکنت
اتلطف له لان اخالطه فاعرف حلمه و
جهله فابتعت منه تمرا معلوما الی اجل
معلوم واعطیته الثمن فلما کان قبل
محل الاجل بیومین اوثلاثة اتیته
فاخذت بمجامع قمیصه وردائه و
نظرت الیه بوجه غلیظ ثم قلت الا
تقضی یا محمد حقی فواللہ انکم یا بنی
عبد المطلب لمطل ولقد کان لی
بمخالطتکم علم فقال عمر رض بن الخطاب
ای عدو اللہ اتقول لرسول اللہ ما اسمع
فواللہ لولا ما احاذر فوته لضربت
بسیفی راسک ورسول اللہ صلی اللہ
علیه واله وسلم ینظر الی عمر رض فی

مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا
خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝

طبرانی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے عبداللہ رض
بن سلام سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب
زید بن سعنہ کو ہدایت دینی چاہی۔ تو اُس نے اپنے دل میں کہا۔
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں
دوسری تمام علاماتِ نبوت کو مَیں نے دیکھ لیا ہے۔ صرف دو
علامتیں (ایک یہ کہ نبی کے غضب کو اُسکا حلم دبا لیتا ہے دوم
یہ کہ نبی سخت جہالت کا جواب حلم کے ساتھ دیتا ہے کہ دشمن جتنی
سختی اُسکے ساتھ کرے۔ وہ اتنا ہی زیادہ اپنے حلم سے اُس سختی کو
غیر مؤثر کر دیتا ہے) ایسی تھیں، جن کی مجھے خبر نہ دی گئی کہ وہ بھی
آپ میں موجود ہیں۔ لہٰذا مجھے فکر ہوئی کہ معلوم کروں کہ آیا آپ
کا حلم آپ کے غضب پر سبقت کرتا ہے؟ دوم یہ کہ آیا اگر کوئی سخت
جہالت سے پیش آئے تو اُسکے مقابلہ میں آپ کا حلم بڑھتا ہے؟ چنانچہ
مَیں نے اسکے معلوم کرنے کی یہ ترکیب سوچی کہ نرمی اور مدارات سے آپ
کے ساتھ مخالطت پیدا کر کے آپ کے حلم اور غضب کا اندازہ
کروں۔ اِسلیے مَیں نے ایک دن کچھ کھجوریں ایک معین وقت اور میعاد
تک کے لیے آپ سے خریدیں۔ اور قیمت دے دی۔ کچھ دن گزر گئے
تو مذکورہ بالا دونوں علامتوں کے جانچنے کو دو تین دن وقتِ مقررہ سے
پہلے آپ کے پاس آیا۔ اور قمیص کے گریبان کو پکڑ کر اور چادر کو آپ
کے گلے میں ڈال کر بڑی ترش روئی اور غصہ سے کہا۔ اے محمد! تو
میرا لینا کیوں نہیں دیتا؟ بخدا تم عبدالمطلب کی اولاد نادہندگی کے
تو پیر ہو کسی کا تم پر لینا ہو تو دینے کا نام نہیں لیتے۔ مَیں نے تو تم سے برتاؤ
کر کے دیکھ لیا۔ اُس وقت عمر رض بھی وہاں موجود تھے۔ وہ میری اس

سکون وتؤدۃٍ وتبسم ثم قال انا وھو کنا احوج الی غیر ھٰذا امنك یا عمرؓ ان تامرنی بحسن الاداء وتامرہ بحسن التقاضی اذھب بہ یا عمرؓ فاقضہ حقہ وزدہ عشرین صاعا مکان رعتہ ففعل فقلت یا عمرؓ کل علامات النبوۃ قد عرفتھا فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین نظرت الیہ الا اثنتین لم اخبرھما منہ یسبق حلمہ غضبہ ولا یزیدہ شدۃ الجھل علیہ الاحلما فقد خبرتھما فاشھدك انی قد رضیت باللہ ربًا و بالاسلام دینا وبمحمدؐ نبیا ۱۲ (انوار المحمدیہ صـ ۱۴۲ وحجۃ اللہ علی العلمین صـ ۱۲۳ ومدارج النبوۃ صـ ۴۷)

گستاخی کو دیکھ کر جوشِ غیرت سے رہ نہ سکے۔ اور مجھے پکار کر کہنے لگے۔ او دشمن خدا! تو پیغمبرِ خدا کے حق میں ایسا بکواس کرتا ہے؟ اگر مجھے بند نہ کیا گیا ہوتا۔ تو مَیں تیرا سر تلوار سے اُڑا دیتا۔ عمرؓ یہ کہہ رہے تھے۔ اور آپؐ میرے قابو میں آئے عمرؓ کو نہایت سکون اور آرام سے مُسکرا کر بند کر رہے تھے۔ کہ اَے عمرؓ تجھ کو اِسے ڈرانا دھمکانا نہ چاہئیے بلکہ مجھے تو اِسکا لینا دینے کی تاکید کرنی چاہئیے تھی اور اِسے آرام اور سہولت سے وصُول کرنے کی۔ جا، اور جو یہ مانگتا ہے اِسے دے۔ اور اِسے دھمکی دینے کی دلداری پر بیس صاع زیادہ دے۔ عمرؓ نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا اَے عمرؓ! میرا مال و جان سب کچھ آپؐ پر قربان۔ مَیں جو دیکھنے آیا تھا سو دیکھ لیا۔ مَیں تیرے سامنے خُدا کے ایک ہونے اور آپؐ کے رسولِ برحق ہونے اور اِسلام کے سچّا اور صحیح راہِ نجات ہونے کا تہِ دل سے اِقرار کرتا ہُوں۔

عیناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج بن عدی وابنِ عساکر والبیھقی عن عائشۃؓ وللبیھقی ایضاً عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یریٰ فی اللیل فی الظلمۃ کما یری بالنھار فی الضوء

آپؐ کی چشمان مُبارک

ابنِ عدی اور ابن عساکرؒ اور بیھقیؒ نے عائشہ صدیقہ رضؓ سے اور بیھقی نے ابن عباسؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے اندھیرے میں ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا کہ دِن کی روشنی میں۔

اخرج الشیخان عن ابوھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ھل ترون قبلتی ھھنا فواللہ ما یخفٰی علیّ رکوعکم ولا سجودکم انی اریٰکم وراء ظھری

بُخاری اور مسلم ابُوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ تم نہیں دیکھتے کہ میرا قبلہ تو اِدھر ہے جس طرف میرا مُنہ ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی قسم تمہارا رکوع کرنا اور سجدہ کرنا مجھ پر چھُپا نہیں رہتا۔ اور مَیں تم کو پیچھے سے دیکھتا رہتا ہُوں۔ (بخاری استنبولی ج ۱ صـ ۱۸۱ و مسلم مصری ج ۱ صـ ۱۶۹)

اخرج عبد الرزاق فی جامعه والحاکم وابونعیم عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انی لانظر الی ماوراۓ کما انظر الی ما بین یدیّ

عبد الرزاق نے اپنی جامع میں اور حاکم نے اور ابونعیم نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں ۔ جیسا کہ آگے سے دیکھتا ہوں ۔

و قیل کان مابین کتفیه عینان مثل سم الخیاط یبصر بھما لایحجبھما ثوبٌ ولا غیر

فائدہ مروی ہے کہ آپؐ کے دونوں دوشِ مبارک کے درمیان پیچھے کو سوئی کے ناکے کی سی دو آنکھیں تھیں کہ آپؐ اُن سے اپنے پیچھے سب کچھ دیکھتے تھے ۔ اور کپڑا وغیرہ اُن سے دیکھنے کو نہیں روک سکتا تھا ۔

اخرج ابن سعد عن ابی عامر الصحابی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما جاءہ خبر جعفرؓ واصحابه مکث حزینا ثم تبسم فقیل له فقال انه احزننی قتل اصحابی حتی رایتھم فی الجنة اخوانا علی سرر متقابلین

ابنِ سعدؒ نے ابی عامرؓ صحابی سے روایت کی ہے ۔ کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب مسجد مدینہ میں جعفرؓ طیار اور اُن کے ساتھیوں کی جنگِ موتہ میں خبرِ شہادت پہنچی تو آپؐ سُن کر تھوڑی دیر غمگین رہے ، پھر مسکرائے ۔ عرض کی گئی کہ آپؐ کیوں مُسکرائے ؟ فرمایا میں اپنے دوستوں کے قتل پر غمگین ہوا ۔ پر اب اُنہیں بہشت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے دیکھ کر خوشی سے مُسکرایا ہوں ۔

اخرج الواقدی عن شیوخه قال رفعت الارض لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی نظر الی معترك القوم فلما اخذ خالدؓ بن الولید اللواء قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الآن حمی الوطیس

واقدی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ جنگِ موتہ کے دن جب لڑائی ہو رہی تھی ۔ تو حق تعالیٰ نے میدانِ جنگ کو آپؐ کے سامنے کر دیا ۔ (جو جو عَلَمِ اسلام اُٹھاتا اور جس جس صورت سے شہید ہوتا آپؐ مسجد مدینہ میں بیٹھے بتا رہے تھے اور آنسو جاری تھے) جب خالدؓ بن ولید نے علمِ اسلام اُٹھایا تو آپؐ نے فرمایا کہ اب گھمسان کی پڑی ۔

اخرج البیھقی وابونعیم عن موسی بن عقبه عن بن شھاب ان یعلی بن منبه قدم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخبر

بیہقی اور ابونعیم نے موسٰے بن عقبہ سے ، اُس نے ابنِ شہاب سے روایت کیا ہے کہ یعلیٰؓ بن منبہ جب جنگِ موتہ کی خبر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ جنگ کے تفصیلی حالات

اھل المؤتة فقال لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان شئت فاخبرنی وان شئت اخبرتُک قال اخبرنی یا رسول اللہ فاخبرہ رسول اللہ خبرھم کلہ ووصفہ لھم فقال والذی بعثک بالحق ماترکت من حدیثھم حرفا لم تذکرہ وان امرھم کما ذکرت فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ رفع لی الارض حتی رایتُ معرکتھم

پہلے میں تجھ کو بتلاؤں یا تُو۔ اُس نے عرض کی آپ ہی بتائیں۔ آپ نے جو کچھ وہاں ہوا، جو جو کسی پر گزرا، جس جس طرح کوئی شہید ہوا، سب سُنا دیا۔ یعلی نے سُن کر کہا کہ اللہ پاک کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر حق بنا کر دنیا پر بھیجا ہے۔ آپ کے بیان میں اصل ماجرے سے سرِ مُو فرق نہیں ہے۔ اور واقعی اسی طرح ہُوا جیسا کہ آپ نے حرف بحرف بتا دیا ہے۔ فرمایا، اُس وقت اللہ تعالیٰ نے میدانِ جنگ کو میرے سامنے کر دیا تھا اور مَیں دیکھ رہا تھا۔ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۶۴)

رویٰ[۱] الطبرانی عن بشیر الحارثی انہ قال کانت نائرۃ فی بنی معاویۃ فذھب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلح بینھم فالتفت الی قبر فقال لادریت فقیل لہ فقال ان ھذا یُسأل عنی فقال لا ادری

طبرانی نے بشیر حارثی سے روایت کیا ہے کہ بنی مُعاویہ میں کچھ نزاع تھی۔ اسلیے آپ اُن کی مصالحت کے لیے اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ اثناء میں آپ نے ایک قبر کی طرف دھیان کر کے فرمایا، مجھے نہیں معلوم! کسی نے عرض کی۔ کہ آپ نے یہ کیا فرمایا؟ فرمایا کہ اِس مقبور سے میری نسبت سوال ہو رہا ہے اور وُہ کہتا ہے، مجھے نہیں معلوم۔

وَروی[۲] بن سعد عن خزیمۃ بن ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال انی رایتُ الملئکۃ تغسل حنظلۃ بن عامر بین السماء والارض بماء المزن فی صحاف الفضۃ۔

ابنِ سعد نے خزیمہ بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ فرشتے حنظلہؓ بن عامر کو زمین اور آسمان کے درمیان چاندی کے تختہ پر غُسل دے رہے ہیں۔

اخرج[۳] الطبرانی عن بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانی انظر الی کفی ھذا

طبرانی نے ابنِ عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت سید الانبیا علیہ وآلہ التحیۃ والثنا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ جو اُس میں ہے اور قیامت تک ہونا ہے ایسا صاف دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی (ہتھیلی سامنے کر کے) کو دیکھ رہا ہوں۔

[۲] روایت کیا ہے اِسکو عبداللہ نے انسؓ سے ۱۲ تہذیب الاسماء والصفات نووی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴

[۱] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۷ [۳] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵

اخرج[۱] الشیخان عن عقبة بن عامر رض
قال صلّی رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم علیٰ قتلیٰ احد بعد ثمان سنین
کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر
فقال انی بین اید یکم فرط وانا علیکم
شهید وان موعدکم الحوض وانی
لانظر الیه وانا فی مقامی هذا وانی قد
اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی لست
اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی
علیکم الدنیا ان تنافسوا فیها فتقتتلوا
فتهلکوا کما هلك من قبلکم

اخرج بن سعد والبیهقی
من طریق العلاء رض بن محمد الثقفی رضی الله عنه
قال کنا مع رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم بتبوك فطلعت الشمس بضیاء
وشعاع ونور لم ارها طلعت به
فیما مضیٰ فاتی جبرئیل النبی صلی الله
علیه وآله وسلم فقال یا جبرئیل مالی
اری الشمس الیوم طلعت بضیاء و
نور لم ارها طلعت به فیما مضی قال ذلك
ان معاویة بن معاویة اللیثی مات بالمدینة
الیوم فبعث الله الیه سبعین الف ملك
یصلون علیه قال وفیم ذلك قال کان یکثر
قرأة قل هو الله احد باللیل والنهار و
فی ممشاه وقیامه وقعوده فهل لك

بخاری و مسلم نے عقبہؓ بن عامر سے روایت کیا ہے۔ کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتولانِ اُحد پر آٹھ
سال کے بعد نماز (جنازہ) پڑھی۔ جیسے کوئی سب موجودہ و
گزشتہ یعنی حاضر، غائب کو رخصت کرتا ہے۔ پھر منبر پر چڑھے
اور فرمایا میں تمہارے سامنے تمہارے لیے تمہارے آگے جانے
والا ہوں۔ اور بے شبہ میرے تمہارے ملنے کا وعدہ گاہ
حوضِ کوثر ہے۔ اور میں اب اِس مقام میں کھڑا ہوا اُسکو دیکھ
رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور
مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد خدا سے شرک کرو گے۔ خوف
ہے تو یہ کہ تم دُنیا کے ایسے گرویدہ ہو جاؤ گے کہ آپس میں لڑ مرو گے
جیسے کہ تم سے پہلے دُنیا کے طالب لڑ مرے۔

ابنِ سعد اور بیہقی نے علاءؓ بن محمد ثقفی کے طریق سے
روایت کی ہے کہ ہم مقام تبوک میں ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی خدمت میں تھے، سورج کے نکلنے کا وقت تھا۔ کہ یکایک
سورج عجیب و غریب چمک دمک اور حیرت خیز روشنی اور
شعاعوں کے ساتھ نکلا۔ ہر روز سے نئی اور نرالی روشنی تھی۔ پُر
رونق اور نور النور کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہم سب
دیکھ دیکھ متعجب ہو رہے تھے۔ کہ جبرئیلؑ حضورؐ میں آ حاضر
ہوئے۔ آپؐ نے پوچھا کہ آج اِس آب و تاب کے ساتھ سورج
کے چڑھنے کا اَور کیا سبب ہے؟ کہا، اِسلیے کہ معاویہ بن
معاویہ لیثی (یہ بڑے صالح اور آپؐ کے مقبول صحابی تھے) مدینہ
منورہ میں دارِ دنیا سے انتقال کر گئے ہیں۔ خداوند جل و علا نے
ستر ہزار فرشتے اُن کی نمازِ جنازہ کے لیے بھیجے ہیں۔ آپؐ نے
پوچھا۔ کہ اُسکی اِسقدر عزت کونسی خدمت بجا لانے پر ہے۔ کہا وہ
رات دن چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر دم سورہ اخلاص

[۱] بخاری مطبوعہ استنبول و مسلم مطبوعہ مصر ص ۲۸۵

ان اقبض لک الارض فصلی علیہ قال نعم واخرجا من وجہ اٰخر عن عطاء بن ابی میمونۃ وابو یعلی عن انس رض فضرب بجناحیہ فلم یبق من شجرۃ ولا اکمۃ الا تضعضعت ورفع لہ سریرہ حتی نظر الیہ فصلی علیہ وخلفہ صفان من الملائکۃ ۱۲

وصلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم علی النجاشی فی المدینۃ وھو فی الحبشۃ ۱۲

وعن بن عباس فی حدیث طویل عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فکشف اللہ عن بصری فرایت مشارق الارض ومغاربھا ۱۲

اخرج المحدثون عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم زویت لی الارض فاریت مشارقھا ومغاربھا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منھا ۱۲ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵)

اخرج بن مردویہ من طریق سلیمٰن التیمی عن انس رض ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لما اسرے بی الی السماء رایت موسیٰ یصلی فی قبرہ ۱۲

اخرج الشیخان عن جابر بن

(قل ہو اللہ احد) کو ورد زبان رکھتے تھے آپؐ چاہیں تو مَیں زمین کو کھینچ کر آپؐ کے سامنے کردوں - تاکہ آپؐ بھی اُسکا جنازہ پڑھیں اور وہ آپؐ کی دُعائے مُستجاب سے مستفیض ہو - فرمایا ہاں جبرئیلؑ نے پر مار کر سب کچھ آپؐ کے آگے سے ہٹا دیا - کہ کوئی چیز حائل نہ رہی - جنازہ کو آپؐ نے دیکھا اور ستر ہزار فرشتہ کو پیچھے لے کر نمازِ جنازہ ادا کی - اور اس حدیث کو ابنِ سعد اور بیہقی نے ایک اور طریق سے بھی عطا بن ابی میمونہ سے اور ابو یعلی نے انس رض سے روایت کیا ہے،

فائدہ مدینہ منورہ میں آپؐ نے نجاشی شاہِ حبشہ کا جنازہ بھی ادا کیا ہے - اور اَحناف کے نزدیک وہ بھی آپؐ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے -

اور حضرت ابنِ عباس رض سے ایک طویل حدیث میں ہے - کہ آپؐ نے فرمایا - کہ خُدائے برتر نے میری آنکھوں کو اِسقدر دُوربین بنایا ہے کہ مَیں نے زمین کے مشرقی مغربی کونے اور کنارے دیکھ لیے -

محدثین نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے - کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - کہ میرے لئے زمین اکٹھی کرکے سامنے کردی گئی ہے - مَیں نے اسکا مشرق مغرب سب کچھ دیکھ لیا ہے - اور جسقدر میرے لیے زمین اکٹھی کرکے میرے سامنے کردی گئی ہے - میری اُمّت اُسکی مالک ہوگی -

ابن مردویہ نے بطریق سلیمٰن تیمی انس رض سے اُس نے ابی ہُریرہ رض سے روایت کیا ہے - کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - کہ جس رات مجھے معراج ہوئی - تو بیت المقدس پہنچتے ہوئے میں نے دیکھا - کہ موسےٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں -

بخاری اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے

ے تفسیر خازن صفحہ ۳۱۸ پر درج ہے " وکشف لہ الارض الحبشۃ فابصر سریر النجاشی فصلی علیہ ۱۲

عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لما کذبتنی قریش حین اسری بی الی بیت المقدس فقمتُ فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن اٰیاتہٖ وانا انظر الیہ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج میں عجائباتِ ملکی و ملکوتی اور اسرارِ لاہوتی و ہاہوتی دیکھے اور قابلِ اظہار امور پر جب قریش نے میری تکذیب کی اور بیت المقدس کی ہیئت اور اپنے ایک قافلہ کی نسبت جو بیت المقدس سے واپس آرہا تھا، پوچھا، تو مَیں مقامِ حجر کھڑا ہوگیا۔ خداوندکریم نے بیت المقدس کو میرے سامنے کردیا۔ مَیں نے اُسکا کونہ کونہ بتادیا۔ اور اُن کے قافلہ کو بھی دیکھ کر اُنہیں پتہ دے دیا۔

اخرج البخاری فی التاریخ و البیہقی وابونعیم وابن مردویہ عن انس رضؓ قال خرجت مع النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم الی المسجد وفیہ قوم رافعوا ایدیھم یدعون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تریٰ بایدیھم ماارٰی قلتُ ما بایدیھم قال بایدیھم نورٌ قلتُ ادع اللہ ان یرینیہ فدعا اللہ فارانیہ

بخاریؒ نے تاریخ میں اور ابونعیم اور ابن مردویہ نے انس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دن مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مسجد میں آیا۔ کچھ لوگ وہاں ہاتھ اُٹھائے دُعا مانگ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اِن کے ہاتھوں میں نور بھرا ہے۔ مَیں نے عرض کی۔ کہ خدا سے مجھے بھی اِس کے دیکھنے کی قوت دِلادیں۔ آپؐ نے دُعا کی۔ اور جو آپؐ دیکھ رہے تھے۔ مَیں نے بھی دیکھ لیا۔

اخرج ابن ملجہ وابوداود عن عباسؓ بن مرداس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دعیٰ لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ فاجیب انی قد غفرت لھم ما خلا الظالم فانی اٰخذ للمظلوم منہ قال ای ربّ ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت للظالم فلم یجب عشیتہ فلما اصبح بالمزدلفۃ اعاد الدعاء فاجیب الی ما سأل قال فضحک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اوقال تبسم فقال ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما بابی انت وامی ان ھذہ لساعۃ

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے عباسؓ بن مرداس سے روایت کیا ہے۔ کہ آپؐ نے عرفہ کی رات امت کی مغفرت کی دُعاء کی۔ تو جناب باری سے حُکم ہوا۔ کہ مَیں نے سب کو بخشا، پر ظالم کو نہیں کیونکہ مَیں مظلوم کا بدلہ ظالم سے ضرور لونگا۔ آپؐ نے عرض کی کہ تو بے نیاز ہے، اگر چاہے تو مظلوم کو جنت میں کوئی اچھا درجہ بعوض اُسکی مظلومی کے عطا کرے اور ظالم کو بخش دے مگر یہ عرض بھی قبول نہ ہوئی۔ جب صبح ہوئی۔ تو مقامِ مزدلفہ میں پھر آپؐ نے جنابِ الٰہی میں وہی عرض کی اور قبول ہوگئی۔ آپؐ دُعا کرتے کرتے آخر میں ہنسنے لگ گئے یا مسکرائے (راوی کو شک ہے کہ ہنسے یا مسکرائے) تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی کہ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، خدا ہمیشہ

ما كنت تضحك فيها فما الذي اضحك اضحك
الله سنك قال ان عدو الله ابليس لما علم
ان الله قد استجاب دعائي وغفر لامتي
اخذ التراب فجعل يحثوه على رأسه و
يدعو بالويل والثبور فاضحكني ما رأيت
من جزعه

اخرجه الترمذی عن عائشة رض

ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
قال انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا
من عمر رض (ترمذی فی فضائل عمر رض)

اخرجه الامام احمد والنسائی

عن البراء قال لما كان حين امرنا رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم بحفر الخندق
عرضت لنا صخرة لا تاخذ منها المعادل
فاشتكينا ذلك النبي صلى الله عليه وآله
وسلم فجاء فاخذ المعول فقال بسم الله
ثم ضرب ضربة فنثر ثلثها وقال الله اكبر
أعطيت مفاتيح الشام والله انى لابصر
قصور الحمر الساعة ثم ضرب الثانية
فقطع ثلثاً آخر فقال الله اكبر أعطيت
مفاتيح فارس وانى والله لابصر قصر
المدائن الابيض الآن ثم ضرب الثالثة
فقال بسم الله فقطع بقية الحجر فقال
الله اكبر أعطيت مفاتيح اليمن والله انى
لابصر ابواب صنعاء الساعة

آپ کو ہنستا رکھے۔ آپ کس بات سے ہنستے ہیں؟ فرمایا
دشمنِ خدا ابلیس نے جب جانا کہ رب پاک نے امت کے حق
میں میری دُعا کو قبول فرمایا ہے۔ تو مَیں نے دیکھا کہ اِس حسد
سے کہ خدا نے میری امت کو بخش دیا ہے مٹی اپنے سر پر ڈال
رہا ہے اور سخت حسرت و افسوس سے واویلا کر رہا ہے تو مجھے
اُس کی حاسدانہ حالت اور جزع فزع کرنے سے ہنسی آگئی۔

ترمذی نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رض سے
روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ شیطان جنی و انسی عمر رض
سے ڈرتے بھاگ جاتے ہیں۔

اِمام احمدؒ اور نسائی نے براءؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو مدینہ منورہ کی ایک طرف
میں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ تو کھودتے کھودتے ایک پتھر
ظاہر ہوا۔ جس پر کُدال یا گینتی یا اور کوئی چیز کام نہیں کرتی تھی۔
آخر آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ تشریف لائے اور کُدال پکڑ کر
اور بسم اللہ کہہ کر ایک ایسی ضرب لگائی۔ کہ تیسرا حصہ پتھر ٹوٹ کر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور فرمایا،
کہ مجھے شام کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اور خدا کی قسم
مَیں اِس وقت شام کے شہروں کے سُرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں
پھر آپ نے ایک اور ضرب لگائی۔ پتھر کا دوسرا حصہ بھی ٹوٹ کر
پارہ پارہ ہوگیا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور فرمایا مجھے فارس
کے خزانوں کی کُنجیاں بھی دی گئیں۔ اور خدا کی قسم مَیں اس وقت
فارس کے دار السلطنت کی چٹی پٹی (چونہ گچ) عمارتوں کو دیکھ رہا ہوں
پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک اور ضرب بھی لگائی اور پتھر کا
بقیہ حصہ بھی ریزہ ریزہ ہوگیا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

و فی روایت النسائی حتی رأیتها بعینی۔

اور فرمایا مجھے یمن کے خزانوں کی کنجیاں بھی دی گئی ہیں۔ اور خدا کی قسم میں اسوقت صنعاء (ملکِ یمن کے دارالسلطنت) کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔ جہاں تک میں نے دیکھا ہے میری اُمّت مالک و قابض ہوگی اور نسائی کی روایت میں بجائے لا ابصر کے رأیتها بعینی ہے۔ یعنی میں نے شام اور فارس اور یمن کے محلّات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اخرج احمد وابن سعد عن ابن عباس رض بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفناء بیتہ بمکۃ جالس اذمر بہ عثمان بن مظعون فکشر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لہ الا تجلس قال بلی فجلس الیہ فبینا ھو یحدثہ اذ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببصرہ الی السماء فنظر ساعۃ الی السماء فاخذ یضع بصرہ حتی وضعہ علی یمینہ فی الارض فتحرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن جلیسہ عثمان الی حیث وضع بصرہ فاخذ ینغض رأسہ کانہ یستفقہ ما یقال لہ وابن مظعون ینظر فلما قضی حاجتہ شخص بصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی السماء کما شخص اول مرۃ فاتبعہ بصرہ حتی تواری فی السماء فاقبل الی عثمان بجلستہ الاولی فقال عثمان یا محمد ما رأیتک تفعل کفعلک بالغداۃ قال وما رأیتنی فعلت فاخبرہ قال او فطنت لذلک قال نعم قال ان جبرئیل اتانی انفا قال فما قال لک قال اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی الآیہ فذلک حین استقر

امام احمدؒ اور ابن سعد رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ مکّہ میں ایک دن جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کی دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ عثمان رض بن مظعون بھی وہاں آنکلا اور آپؐ کو دیکھ کر مسکرایا۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھتا ہے؟ کہا ہاں۔ درحالیکہ وہ آپؐ سے باتیں کر رہا تھا آپؐ نے ذرا دوسری طرف ہو کر آنکھیں آسمان پر لگادیں۔ اور گھڑی تک دیکھتے رہے۔ پھر آہستہ آہستہ اپنی نظر کو نیچا کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اپنی دائیں طرف نظر کو ٹھہرا دیا۔ اور عثمان کی طرف سے پھر کر جدھر اپنی نظر تھی، ہو گئے۔ اور سر کو آگے کی طرف جُھکا دیا۔ جیسے کوئی کسی اپنے پاس بیٹھے ہوئے کی بات بڑے غور اور توجہ سے سنتا ہے۔ عثمان رض یہہ دیکھ رہا تھا۔ جب اُدھر سے فارغ ہو لیے تو پھر پہلے کی طرح کھُلی آنکھوں سے آپؐ کی نظر رفتہ رفتہ نیچے سے اُوپر کو جاتی آسمان پر جالگی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر عثمان رض کی طرف جیسے کہ حالتِ مذکور سے پہلے تھے، متوجہ ہو بیٹھے۔ عثمان رض نے آپؐ کا نامِ پاک لے کر کہا اس سے پہلے مَیں نے کبھی آپؐ کو اَیسا کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ آج۔ فرمایا تُو نے مجھے کیا کرتے دیکھا ہے؟ عثمان رض نے جو دیکھا تھا عرض کیا۔ فرمایا تُو نے میری اِس بات کو پایا؟ کہا ہاں۔ فرمایا میرا ایسا کرنا جبرئیل کے آنے جانے کے لیے تھا۔ یعنی پہلے مَیں نے اُسے اُترتے دیکھا تو اُس کے ساتھ میری نظر بھی اُترتی آتی تھی۔ پھر اُسے جاتے دیکھا تو میری نظر بھی اُس کے ساتھ ہی گئی۔ عثمان رض نے عرض کی پھر وُہ آپؐ سے کیا کہا؟

الایمان فی قلبی و احببت محمدا

فرمایا، اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ عثمان رضؓ کہتا ہے کہ یہ سن کر ایمان نے میرے قلب میں قرار پکڑا۔ اور آپؐ کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی۔

اخرج الامام احمد رحؒ عن ابن عباس رضؓ انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم رایت ربی عزّ وجلّ

امام احمد رحؒ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مَیں نے اپنے ربّ عزوجل کو دیکھا ہے۔

روی الطبرانی فی معجمہ الاوسط بسند صحیح عن ابن عباسؓ انہ قال رأی محمد ربہ مرتین۔ مرۃ بعینہ ومرۃ بقلبہ ۱۲

طبرانیؒ نے معجم اوسط میں بسندِ صحیح حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے ایک بار آنکھ سے اور ایک بار دل سے۔

(جامیؒ) ؎ دید محمدؐ نہ بچشمِ دگر بلکہ بداں چشم کہ دارد بسر

وعنہ ایضا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رأی ربہ بعینہ ۱۲

ابنِ عباس رضؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ربّ جؒ کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔

عن عکرمۃ بن ابی جہل قال انی سالتُ بن عباس ھل رأی محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ربہ بعینہ قال نعم (رأی ربہ بعینہ) ۱۲

اور عکرمہ بن ابی جہل کہتے ہیں کہ مَیں نے ابنِ عباس رضؓ سے پوچھا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ربّ کو آنکھوں سے دیکھا ہے؟ کہا ہاں (آنکھوں سے)

واخرج البزار من طریق قتادۃ عن انس رضؓ ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رأی ربہ عزوجل

اور بزار نے بطریقِ قتادہ انس رضؓ سے روایت کی ہے۔ کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ربّ جؒ کو دیکھا۔

اخرج الطبرانی عن ابن عباس رضؓ قال نظر محمدؐ الی ربہ قال عکرمۃ فقلت لہ نظر محمد الی ربہ قال نعم جعل الکلام لموسی والخلۃ لابراھیم والنظر لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۱۲

طبرانیؒ نے اوسط میں ابنِ عباس رضؓ سے روایت کی ہے۔ کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں مَیں نے ابنِ عباس رضؓ سے پوچھا کہ ٹھیک آپؐ نے اپنے ربّ جؒ کو دیکھا ہے؟ تو ابنِ عباس رضؓ نے کہا ہاں دیکھا ہے۔ موسٰے علیہ السلام کے لیے کلام، ابراہیم علیہ السلام کیلیے خُلّت۔ محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نظر+

اخرج النسائی عن عائشۃ رضؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال لھا ان جبرئیل یقرء ک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تری مالا نری

نسائیؒ نے عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا یہ جبرئیل تم کو سلام کرتا ہے۔ مَیں نے کہا علیک و علیہ السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپؐ کو نظر آتا ہے جو ہم کو نظر نہیں آتا+

اجفانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج ابن الجوزی عن جعفر بن محمد علیہما السلام قال کان الماء یستنقع فی جفون النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکان علیؑ یحسوہ ای یشربہ بفمہ سُئِلَ علیؑ عن سبب فہمہ وحفظہ قال لما غسلت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجتمع الماء فی جفونہ فرفعتہ بلسانی وازدرتہ فاری قوۃ حفظی منہ ۱۲ (کنز العمال)

شفتاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روی عن فضل بن عباسؓ لما وضع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قبرہ نظرتُ وجہہ اٰخر رؤیتہ اذ رایتُ شفتیہ یتحرک فادنیتُ اذنی عندھا فسمعت و ھو یقول اللھم اغفر لامتی فاخبرتھم بھذا فتعجبوا بشفقتہ علی امتہ ۱۲

(کنز الاعمال وحجۃ اللہ علی العٰلمین)

فمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطیب افواھا کما رواہ صاحب الشفاء بسندہ عن خارجۃ بن زید کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوفر

آپؐ کے مژگانِ مبارک

ابنِ جوزی نے امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہم السلام سے روایت کیا ہے کہ ہمارے جدِّ اعلیٰ جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب غسل دیا گیا تو جو پانی آپؐ کے مژگانِ مبارک میں رہ گیا وہ ہمارے جدّ اوسط سید الاولیا علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ نے زبان سے چاٹ لیا تو اُن کے سینے میں جس قدر معارف وحقائق اسرارِ وحدت و رموزِ حقیقت تھے اُسی پانی کی بدولت تھے۔ حضرت علیؑ خود فرماتے ہیں کہ جس روز سے میں نے وہ پانی پی لیا ہے میری قوتِ حافظہ بے حد بڑھ گئی ہے۔

آپؐ کے لب مبارک

فضل بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں رکھ دیا گیا تو مَیں نے آخری دیدار کی غرض سے آپؐ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی۔ دیکھتا ہوں کہ آپؐ کے لب مبارک حرکت کر رہے ہیں۔ مَیں نے کان نزدیک لاکر سُنا تو آپؐ فرما رہے تھے "اللھم اغفر لامتی" اے رب میری امت کو بخش دے۔ مَیں نے یہ امر تمام حاضرین سے ذکر کیا۔ تو آپؐ کی اِس شفقت بحالِ اُمّت پر سب خوش ہُوئے۔

آپؐ کا دہان مبارک

آپؐ کا دہانِ مبارک پاک اور خُوش بُو تھا چنانچہ قاضی عیاض مالکی رح نے بسندِ خود شفا میں خارجہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ آپؐ مجلس میں سب سے زیادہ وقر رکھتے تھے۔ ممکن نہ تھا کہ آپؐ کے دہانِ پاک کے اطراف سے کچھ نکلے۔

الناس فی مجلسه لایکاد یخرج شیٔ من اطرافه ۱۲ (مُسلم مصری جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

اخرج البیهقی وابن ماجه وابو نعیم واحمد عن وائل بن حجر قال اتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم بدلو من ماء فشرب من الدلو ثم صب فی البئر او قال ثم مج فی البئر ففاح منه مثل رائحة مسك ۱۲

بیہقی اور ابن ماجہ اور ابو نعیم اور احمدؒ نے وائل بن حجر سے روایت کیا ہے۔ کہ آپؐ کے پاس ایک ڈول آب لایا گیا۔ آپؐ نے اُس سے پیا اور باقی کنوئیں میں ڈال دیا۔ تو اس سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔

(دلائل النبوت ابو نعیم مطبوعہ حیدر آباد دکن)

اخرج الطبرانی عن عمیرة بنت مسعودؓ انها دخلت علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم هی واخواتها یبایعنه وهی خمس فوجدته یاکل قدیدا فمضغ لهن قدیدة ثم ناولهن القدید فمضغنها کل واحدة قطعة قطعة فلقین الله وما وجد لافواههن خلوف

طبرانی نے عمیرہ بنت مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ہم پانچ سگی بہنیں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپؐ اُس وقت قدید کھا رہے تھے۔ تو آپؐ نے ایک پارہ قدید کو نرم نرم چبایا اور ہمیں دیا۔ اُس سے تھوڑا تھوڑا لے کر ہم پانچوں نے کھایا۔ آپؐ کے دہانِ مبارک کی برکت سے خواہ اُن کی کوئی حالت ہوتی اُن کے منہ سے ہمیشہ خوشبو آتی تھی۔

اخرج ابو داود عن عبد الله بن عمرو قال کنت اکتب کل شیٔ اسمعه من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ارید حفظه فنهتنی قریش وقالوا اتکتب کل شیٔ تسمعه من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ورسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بشر یتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلك الی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فاوما اصبعه الی فیه فقال اکتب فوالذی نفسی بیده ما یخرج منه الا حق ۱۲

ابو داود نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں، مَیں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنتا تو یاد رہنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا۔ قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات جو تُو آپؐ سے سنتا ہے لکھ لیتا ہے۔ آپؐ آخر بشر ہیں۔ کبھی غصہ کی حالت میں بھی آپؐ کے منہ سے کچھ نکل جاتا ہے۔ یہ سُن کر مَیں لکھنے سے رُک گیا۔ اور یہ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؐ نے اپنے منہ کی طرف اُنگلی سے اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اِس منہ سے ہر حالت میں جو نکلتا ہے، حق نکلتا ہے۔ (ابو داؤد مطبوعہ مجتبائی دہلی ج ۱ ص ۱۵۷)

اخرج ابو نعیم عن الواقدی قال کان ناجیة بن الاعجم یقول دعانی

ابو نعیم نے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب صلح حدیبیہ میں نزولِ اجلالِ جناب رسول کریم صلی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین شکی الیہ قلۃ الماء فاخرج سہما من کنانتہ فدفعہ الی ودعا بدلو من ماء البئر فتوضأ ثم مضمض فاہ ثم مج فی الدلو ثم قال انزل بالدلو فصبہا فی البئر وانزح ماءہا بالسہم ففعلت فوالذی بعثہ بالحق ماکدت اخرج حتی کاد یغمرنی ففارت کما یفور القدر حتی طمت واستووا بشفیرہا یغترفون من جانبیہا حتی نہلوا من اخرہم

علیہ وآلہ وسلم کا ہوا - تو اُس کا پانی بالکل خشک ہوگیا ہوا تھا - گرمی سخت اور آپؐ کے ساتھ مجمع کثیر تھا - یہ دیکھ کر آپؐ نے پانی کا ایک جام منگایا - اور مضمضہ کر کے کوئیں میں ڈالا - آپؐ کے دہانِ پاک کی برکت سے پانی جوش مار کر کنارۂ چاہ تک آپہنچا - کہ لوگ اُس سے بُک بھر بھر کر پینے لگے - (دلائل النبوۃ مطبوعہ حیدرآباد)

قال فی سیرۃ النبویۃ استشہد حارثۃ بن سراقۃ الانصاری یوم بدر فجاءت امہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ان قدم الی المدینۃ فقالت یا رسول اللہ حدثنی عن حارثۃ فان یکن فی الجنۃ لم ابک علیہ ولکن احزن وان یکن فی النار بکیت ماعشت فی الدنیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہا لیست بجنۃ ولکنہا بجنان وحارثۃ فی الفردوس الاعلی فرجعت وہی تضحک وتقول بخ بخ لک یا حارثۃ ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باناء من ماء فغمس یدہ فیہ ومضمض فاہ ثم ناول ام حارثۃ فشربت ثم ناولت ابنتہا فشربت ثم امرہا ینضحان فی جیوبہما ففعلتا فرجعتا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما بالمدینۃ امرأتان اقر عینا منہما ولا اسر

سیرتِ نبویہ میں ہے کہ بدر کے دن حارثہؓ بن سراقہ انصاری شہید ہوگئے تو اُن کی والدہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبکہ آپؐ مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے آپؐ حارثہ کی بات سُنائیں - اگر وہ جنت میں ہے تو میں اُس پر نہ روؤں صرف بمقتضائے بشریت جو غم ہو سو ہو - اور اگر دوزخ میں ہے تو جب تک جیونگی روؤنگی - فرمایا جنت نہ کہہ بلکہ جنان کہہ - اور حارثہ تو فردوسِ بریں میں ہے - یہ سُن کر وہ ہنستی اور بَخ بَخ یا حارثہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی - پھر آپؐ نے ایک برتن میں پانی منگایا اور اپنے دستِ مبارک سے ایک چُلّو لے کر مضمضہ کیا - اور پانی میں ڈال کر حارثہ کی ماں کو دیا - اُس نے خود پیا اور اپنی بیٹی کو بھی دیا - پھر آپؐ نے حکم دیا کہ تم دونوں اِس پانی سے اپنے سینے پر چھینٹے لگاؤ - انہوں نے ایسا ہی کیا - جب وہ وہاں سے لوٹیں تو کوئی عورت اُن سے زیادہ تر روشن چشم اور خوش چہرہ نہ تھی -

اخرج الطبرانی عن ابی اُمامۃؓ قال کانت امرأۃ ترافث الرجال وکانت بذیۃ فمرت بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہو یاکل ثریدا فطلبت منہ فناولہا

طبرانی نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بد زبان جو لوگوں کو گالیاں دیا کرتی تھی اور خود پسند کہ اوروں کو بُرا جانتی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزری اور آپؐ اُس وقت ثرید کھا رہے تھے - اُس نے آپؐ سے ثرید مانگا -

فقالت اطعمنی مافی فیك فاعطاها فاکلت فعلاها الحیاء فلم ترافث احدا حتی ماتت

آپ نے اُسے دیا۔ وہ بولی یہ نہیں، وہ جو آپ کے دہان میں ہے۔ آپ نے اُسے مُنہ سے نکال کردیا۔ وہ کھاگئی۔ بمجرد اُس کے کھانے کے اُس کی طبیعت میں شرم وحیا اِس قدر بڑھا کہ جب تک جیتی رہی اُس سے کوئی بُرا کام سرزد نہ ہوا۔

اخرج البیهقی عن رجل من الانصار قال دعت امراۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی طعام فلما وضع اخذ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقمة فجعل یلوکھا فی فمه ثم قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر حق فسئلت المرأۃ فذکرت ان جارتها ارسلتها بغیر اذن زوجها۔١٢

بیہقی نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی۔ جب کھانا آپ کے آگے رکھ دیا گیا۔ تو آپ نے ایک لقمہ لے کر دہانِ مبارک میں ڈالا اور اُسے دانتوں سے چبایا۔ لیکن وہ منہ سے پیٹ میں نہ اُترا۔ فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جس بکری کا یہ گوشت ہے اُس کی قیمت نہیں دی گئی۔ دریافت کرنے پر اُس عورت نے کہا کہ بے شک یہ بکری میری ہمسایہ عورت نے میری طلب پر اپنے مالک کی بے اجازت پکڑ کر بھیجدی تھی۔ [بوقتِ ضرورت وہ موجود نہ تھا، اِس خیال پر کہ جب وہ آئیگا بکری کی قیمت دی جائیگی] (ابو داؤد مطبوعہ مجتبائی دہلی جلد ۲ صہ ۱۲۷)

اسنانه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے دندان مبارک

اخرج البزار والبیهقی ایضًا عن ابی هریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا ضحك تیلألؤ فی الجدار لم ار مثله قبله ولا بعده

بزار اور بیہقی نے بھی ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی خندہ فرماتے تو آپ کے دندان مبارک کی دیواروں پر شعاع پڑتی تھی۔ میں نے ایسے نُورانی دانت نہ اِس سے پہلے کسی کے دیکھے نہ پیچھے۔

اخرج بن اسحٰق والبیهقی عن علی علیه السلام قال لما نزلت هذه الآیة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ قال یاعلی اصنع لنا رجل شاۃ علی صاع من طعام واعدلنا عس لبن ثم اجمع بنی عبد المطلب ففعلتُ فاجتمعوا له وهو یومئذ اربعون

ابن اسحٰق اور بیہقی نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ ایک صاع آرد اور بکری کی ایک ران سے کھانا بنا۔ اور بڑا کاسہ دودھ کا بھی تیار کر اور بنی عبد المطلب کو کھانے کے لیے بُلا۔ میں نے بحسبِ حکم سب کچھ کردیا۔ آپ کے چچے ابوطالب، حمزہ، عباس ابولہب اور دیگر بنی عبد المطلب چالیس۴۰ آدمی کھانے کے لیے

رجلا یزیدون رجلا او ینقصونه فیهم
اعمامه ابوطالب وحمزة والعباس وابولهب
فقدمت الیهم تلک الجفنة فاخذ منها
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حذیة
فشقها باسنانه ثم رمی بها فی نواحیها
فقال کلوا بسم اللہ فاکل القوم حتی نهلوا
عنه ما نری الا آثار اصابعهم واللہ ان
کان الرجل منهم یاکل مثلها ثم قال اسقهم
یا علی فجئت بذلک القعب فشربوا منه
حتی نهلوا منه وایم اللہ ان کان الرجل
منهم لیشرب مثله فلما اراد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یکلمهم
بدره ابولهب الی الکلام فقال لقد
سحرکم صاحبکم فتفرقوا ولم یکلمهم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما
کان غدا قال یا علی عد لنا بمثل الذی
صنعت بالامس من الطعام والشراب
ففعلت ثم جمعتهم له فصنع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما صنع بالامس
فاکلوا وشربوا حتی نهلوا ثم قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بنی عبد المطلب
واللہ ما اعلم شابا من العرب جاء قومه
بافضل مما جئتکم به قد جئتکم بخیر
الدنیا والآخرة وفی روایة ابن سعد
من طریق نافع عن سالم عن علی علیہ السلام

جمع ہو گئے۔ جب درست ہو کر بیٹھ گئے۔ تو مَیں نے خوان جس
پر کھانا رکھا تھا اُن کے درمیان رکھ دیا پہلے حضورِ پُرنور صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک پارہ گوشت پکڑ کر تھوڑا تھوڑا دانتوں
سے کاٹ کر خوان کے کناروں پر رکھ دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ
یہ سُن کر وہ کھانے لگ گئے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ اور
کھانا بدستور ہی تھا اُن کی انگلیوں کے نشان لگے ہوئے نظر
آتے تھے۔ مگر کھانے میں کمی نہ تھی۔ حالانکہ بخدا اُن سے ایک
آدمی اِتنا کھا جاتا تھا۔ پھر آپؐ نے مجھے اُن کو دودھ پلانے کا
حُکم دیا۔ مَیں نے وہ لکڑی کا بڑا کاسہ جس میں دُودھ تھا اُن
میں لا رکھا وہ بھی اُنہوں نے سیر ہو کر پیا اور وہ کم نہ ہوا حالانکہ
اتنا دودھ اُن سے ایک آدمی پی جاتا تھا۔ خورد و نوش سے
فارغ ہوئے تو آپؐ کچھ کہنا چاہتے ہی تھے کہ ابولہب
جلدی سے بول اُٹھا اے اولادِ عبد المطلب! یہ محمدؐ کا سحر ہے
کہ تم کو رجھا بھی دیا اور کھانا بھی بدستور نظر آتا ہے۔ یہ سُن کر وہ
سب اُٹھ گئے اور آپؐ نے جو اُن کو کہنا تھا رہ گیا۔ خیر۔ جب
اگلا دِن ہُوا تو آپؐ نے پھر مجھے ویسا ہی کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔
مَیں نے جو پہلے دِن تیار کیا تھا کر دیا۔ اور اُن سب کو بُلا کر کھانا آگے
رکھ دیا۔ آپؐ نے بدستورِ روزِ اوّل ایک پارۂ گوشت خوان سے اُٹھا
کر دانتوں سے ذرہ ذرہ کر کے خوان کے کناروں پر رکھ دیا پھر وہ کھا
پی کر سیر ہو لئے اور کھانا وغیرہ بھی ویسے ہی رہا پھر جلدی سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد المطلب! بخدا
مَیں نہیں جانتا کہ عرب میں کوئی ایک جوان خدا کی طرف سے
وہ کچھ لے کر آیا ہو جو مَیں تمہارے پاس لے کر آیا ہُوں۔ مَیں دُنیا
اور آخرت کی بھلائی لے کر تمہارے پاس آیا ہُوں۔ حضرت
علیؑ کہتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم سے کون ہے جو میرے ساتھ

ثم قال لهم من یوازرنی علی ما انا علیه فقلت انا یارسول الله وانی لاحدثهم سنا وسکت القوم ثم قالوا یا اباطالب الا ترٰی ابنک قال دعوه فلن یالو ابن عمه خیرا

میرا بوجھ اُٹھائے؟ یہ سُن کر سب چُپ رہے۔ مَیں اُن سب سے چھوٹا تھا مَیں نے عرض کیا کہ مَیں آپ کے ساتھ آپ کا بوجھ بانٹتا ہُوں۔ میرے اِس کہنے سے وہ سب میرے باپ ابوطالب کو کہنے لگے کہ دیکھ تیرا بیٹا تیرے سامنے ہی کیا کہتا ہے؟ ابوطالب نے کہا جانے دو یہ اچھے کاموں میں اُس کا ساتھ دینے سے سستی نہیں کرتا اور نہ کرے گا۔

لسانه صلی الله علیه واله وسلم

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

آپؐ کی زبان مبارک

قولہ تعالیٰ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی یعنی یہ ہمارا پیغمبرؐ اپنے آپ سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جو ہمارا حکم ہوتا ہے۔ وُہی سُناتا ہے ایک حرف کی کمی بیشی بھی نہیں کرتا۔

اخرج السهیلی عن ابن عباس انه صلی الله علیه واله وسلم لما ولد تکلم فقال جلال ربی رفیع الله اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان الله بکرة واصیلا وانه صلی الله علیه واله وسلم لا یمس شیئا الا قال بسم الله اول کلام تکلم به لا اله الا الله قدوسا قدوسا نامت العیون و الرحمٰن لا تاخذه سنة ولا نوم ۰

سہیلی نے ابن عباسؓ سے روایت کیاہے کہ آپؐ جس وقت پیدا ہُوئے تو آپؐ کی زبانِ مبارک سے پہلے پہل یہی نکلا جَلَالُ رَبِّیْ رَفِیْعُ اللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۰ اور جب آپؐ کسی چیز کو پکڑنا چاہتے تو کہتے بسم اللہ۔ اور جب آپؐ کلام کرنا سیکھے تو اوّل اوّل آپؐ کی زبانِ پاک پر یہ کلمے جاری ہُوئے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۰

اخرج الطبرانی وابن عساکر عن ابی هریرة رضؓ قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حتی اذا کنا ببعض الطریق سمع صوت الحسنؑ والحسینؑ وهما یبکیان فقال لفاطمةؑ ما شان ابنی قالت العطش فنادی فی الناس هل احد منکم معه ماء فلم یجد مع احد منهم قطرة فقال

طبرانی اور ابن عساکر ابوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ اثناء میں جبکہ ہم چل رہے تھے تو آپؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کے رونے کی آواز سُنی۔ تو آپؐ نے جنابہ مطہرہ فاطمہ زہرا علیہاالسلام سے پوچھا کہ بچے کیوں روتے ہیں؟ اُنہوں نے عرض کی۔ کہ پیاس کی وجہ سے روتے ہیں۔ آپؐ نے سب کو آواز دی کہ کسی کے پاس پانی ہے؟ مگر کسی کے پاس ایک قطرۂ آب نہ تھا۔ آپؐ نے زہراسے

ناولینی احدهما فناولته ایاه من تحت الخدر
فاخذه وضمه الی صدره وهو یضغو ما
یسکت فادلع لسانه فجعل یمصه حتی هدأ
وسکن فلم اسمع له بکاء والآخر یبکی کما هو
فقال ناولینی الآخر فناولته ایاه ففعل به کذلک
فسکتا فما اسمع له صوتا ۱۲

فرمایا ایک کو مجھے دے ۔ بی بی صاحبہ نے اوڑھنی کے اندر سے ایک
آپؐ کو پکڑا دیا ۔ آپؐ نے اُسے سینہ سے لگا کر اپنی زبان اُس کے
منہ میں رکھ دی وُہ چوس کر چُپ ہوگیا ۔ پھر آپؐ نے فرمایا دوسرا بھی
دے ۔ اُنہوں نے دوسرے کو بھی پکڑا دیا آپؐ نے اُسے بھی زبان
چوسا دی وہ بھی سیراب ہوکر چُپ کر گیا ۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین صفحہ ٦٦٠)

اخرج بن عساکر عن ابی جعفر قال
بینما الحسنؑ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم عطش فاشتد ظماہ فطلب النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ماء فلم یجد فاعطاہ لسانہ فمصہ حتے روی ۱۲ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۵) (واقعہ وُہی ہے)

ابنِ عساکر نے ابی جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ اثنائے سفر
میں ایک دفعہ امام حسنؑ کو سخت پیاس لگی اور پانی نہ ملا تو آپ نے اُنہیں
اپنی زبانِ مبارک چوسا دی اور وہ سیراب ہوکر چُپ ہو رہے ۔

اخرج البیہقی وابو نعیم عن رزینۃ
مولاۃ رسول اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یوم عاشوراء کان یدعوا
بُرضاعہ ورُضعاء ابنتہ فاطمہؓ فیتفل فی
افواھھم ویقول للامہات لاترضعنھم الی
اللیل فکان ریقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یجزیھم

ابونعیم اور بیہقی نے رزینہ خادمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنے اور اپنی بیٹی فاطمہ کے بچّوں کو عاشورا کے دن بُلا کر اُن کے مُونہوں
میں اپنا لب مبارک ڈال دیتے تھے ۔ اور اُن کی ماؤں کو فرماتے تھے
کہ اب اِنہیں رات تک بھی دودھ نہ دوگے تو انہیں کوئی تکلیف
نہ ہوگی ۔ کیونکہ اُن کو آپؐ کا آبِ دہن ہی کافی ہوتا تھا ۔

اخرج الحاکم وصححہ والبیہقی و
الطبرانی عن عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ
قال کان الحکم بن ابی العاصی یجلس الی
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذا تکلم
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلج بوجہہ
فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُن
کذلک فلم یزل یختلج حتے مات

حاکم نے بتصحیح اور بیہقی اور طبرانی نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ
سے روایت کیا ہے کہ حکم بن عاصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس آ بیٹھتا تھا ۔ ایک دن جبکہ آپؐ حاضرین سے کلام
کر رہے تھے تو وہ منہ مار مار کر (معاذ اللہ) آپؐ کے سانگ
لگانے لگ گیا ۔ آپؐ نے دیکھ کر فرمایا ، چل ایسا ہی رہ ۔ چنانچہ وہ
مرتے دم تک منہ مارتا مر گیا ۔ **ف** آپؐ کی زبانِ پاک سے
کلمۂ کُن کا نکلنا ہی تھا ۔ کہ وُہ ویسا ہی ہوگیا ۔

اخرج بن سعد والبیہقی وابو نعیم
عن بن عباسؓ انہ قال حدثنی سلمانؓ ان

ابن سعد اور بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباسؓ سے روایت
کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں میرے پاس سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعطاہ مثل
بیضۃ الدجاج من الذہب وقال ادّھا عما
علیك وكان علیہ اربعون اوقیۃ للیهود الذین
کاتبهم فقال سلمان واین تقع هذا مما علیّ
فاخذها صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلبها علی لسانہ
وقال خذها فان اللہ سیؤدی عنك قال
سلمان فوزنت لھم اربعین اوقیۃ وبقی عندی
مثل ما اعطیتھم ۱۲ (حجۃ اللہ ص۱۲۸)

قال اهل العلم والایمان

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یکلم کل ذی لغۃ بلغتہ علی اختلاف
لغات العرب وترکیب الفاظها واسالیب کلها
وکان احدهم لا یتجاوز لغتہ وان سمع لغت
غیرہ فکالعجمیۃ لیسمعها العربی وما ذلك منہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا بقوۃ الٰهیۃ و
موهبۃ ربانیۃ لانہ بعث الی الکافۃ طرا
والی الناس سودا وحمرا فعلمہ جمیع اللغات
قال تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ
قَوْمِهٖ ای لغتھم فلما بعثہ اللہ للجمیع علمہ
الجمیع لیحدث الناس بما یعلمون فکان
ذلك من معجزاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وکان کلامہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بای لغۃ افصح من اھلها وهو جدیر
بذلك فقد اوتی فی سائر القوی

کیا کہ میرے مالکوں نے جن کا مَیں غُلام تھا۔ چالیس اوقیہ سونا لے کر
مجھے آزاد کر دینے کا وعدہ کیا ہُوا تھا اور مجھ سے یہ رقم ادا نہیں ہو
سکتی تھی ۔ یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مُرغی کے انڈے کے برابر سونا عطا کیا اور فرمایا کہ اِسے دے کر
آزاد ہوجا۔ مَیں نے عرض کیا کہ یہ چالیس اوقیہ کہاں ہوگا! آپؐ
نے میرے ہاتھ سے لے کر اُسے اپنی زبانِ مبارک لگادی۔ اور فرمایا
جا، اِس سے تیرا قرض اُتر جائیگا۔ جب مَیں اُن کے پاس لے گیا تو
اُن کا قرض اُتر کر اُتنا ہی پھر میرے پاس بچ رہا۔

مُحدِّثین رَحمہم اللہ نے کہا ہے،

آپؐ ہر ایک زبان میں بامحاورہ کلام کرتے تھے اور جب کوئی خواہ
وہ کسی مُلک کا ہو آپؐ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی بولی میں کچھ بولتا
تھا تو آپؐ بھی اُسی بولی میں اُس سے باتیں کرتے ۔ ہر ایک زبان میں
آپؐ کو اسقدر مہارت تھی ۔ کہ اسلوبِ عبارت اور ترکیب الفاظ دیکھ
کر وُہ زبان دان حیران رہ جاتا تھا۔ جیسے آپ عربی زبان کے فصیح و
بلیغ تھے ۔ ایسے ہی جب کسی دوسری زبان کو بولتے تو اُس زبان کے
الفاظ، کلمہ و کلام ، اُس زبان کے قواعدِ فصاحت و بلاغت کے مطابق
نکلتے حالانکہ غیر زبان کو خواہ کوئی کتنا ہی کوشش کرے مادری زبان والوں
کی برابر نہیں بول سکتا۔ یہ آپؐ کی زبان مبارک ہی کی خاصیت
تھی۔ کہ مادری زبان والے سُن کر دنگ ہوجاتے ۔ یہ آپؐ کی زبان
میں قوت الٰہی تھی۔ اور آپؐ ایسے ہی ہونے چاہیئے تھے ۔ کیونکہ آپؐ
تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے ۔ لہٰذا تمام بنی آدم کی زبانوں کا
زباں دان ہونا ضروری تھا ۔ قرآن بھی اسکا شاہد ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا
مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ ۔ آپؐ کے تمام قویٰ قوتِ بشری سے
بڑھ کر تھے ۔ اسلیے آپؐ بحسبِ اختلافِ اصناف سب صنفوں کی

البشرية المحمودية زيادة ومزية على الناس
مع اختلاف الأصناف والأجناس مما
لا يضبطه قياس وقد خاطب بعض
الحبشة بكلامهم وبعض الفرس بكلامهم
وغيرهم مما هو ثابت في كتب السنة و
في شرح الشفا للشهاب الخفاجي ان جماعة
وفدوا على النبي صلى الله عليه وآله وسلم
حين بعث فلما دخلوا المسجد الحرام لم
يعرفوا النبي صلى الله عليه وآله وسلم وكانوا
لا يعرفون العربية فقال رجل منهم بلغته "من
ابون اسران" ايكم رسول الله فلم يفهم
الحاضرون قوله فقال النبي صلى الله
عليه وآله وسلم "اشكداور" معنى اشكد
اقبل ومعنى اور هنا وجعل رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم يجيبه بلغته ولا يفهم القوم
فاسلم وبايع والضرف لقومه وكان النبي
صلى الله عليه وآله وسلم قد اخبر الصحابة
بقدومه ونعته فسبحان من علمه ذلك انه المنعم الكبير ١٢ (مواهب اللدنيه)

بولیاں جانتے تھے۔ آپؐ نے بعض حبشیوں اور فارسیوں اور دیگر
ممالک کے لوگوں کے ساتھ اُن کی بولیوں میں گفتگوئیں کی ہیں۔ اور
کتب حدیث میں مذکور ہے۔ علامہ شہاب خفاجی نے شرح شفا
میں لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ قریب زمانہ دعوتِ نبوت کسی ملک سے
ایک وفد آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوا۔ جب وہ مسجدِ حرام
میں جہاں آپؐ اجلاس فرمایا کرتے تھے، داخل ہوئے تو وہ لوگ
آپؐ کو اِس سبب سے کہ آپؐ کوئی امتیازی سامان لباس وغیرہ
نہیں رکھتے تھے، پہچان نہ سکے تو اُن سے ایک شخص آگے ہوکر بولا۔
"من ابون اسران" یعنی تُم سے رسول اللہ کون ہیں؟ حاضرین سے
کوئی نہ سمجھا۔ آپؐ نے ہی فرمایا "اشکداور" یعنی آگے آؤ۔ اشکد
کے معنی آگے آؤ اور 'اور' کے معنی یہاں۔ یہ سُن کر وہ آگے ہوا اور
اپنی بولی میں جو جو پوچھتا رہا آپؐ جواب دیتے رہے حاضرین میں سے
سوائے اُسکے ساتھیوں کے کوئی کچھ نہ سمجھا۔ آخر اُس نے آپؐ کو
پیغمبرِ حق تسلیم کرلیا، اور بعد از قبولِ اسلام اپنے دیس کو واپس ہُوئے
آپؐ نے اُس کے آنے سے پہلے اُس کی خبر اپنے یاروں کو دی تھی۔
پاک ہے وُہ ذاتِ اقدس جس نے آپؐ کو تمام جہان کا علم دیا
ہُوا تھا۔

اخرج بن عساكر عن محمد بن
عبد الرحمن الزهري عن ابيه عن جده قال
قال للنبي صلى الله عليه وآله وسلم ايدالك الرجل امرأته
قال نعم اذا كان ملفجا فقال له ابوبكر يا رسول
الله ما قال لك وما قلت له قال انه قال
ايماطل الرجل اهله قلت نعم اذا كان مفلسا
قال ابوبكر رض يا رسول الله لقد طفت في

ابنِ عساکر نے محمد عبد الرحمٰن زہری سے اُس نے اپنے باپ
سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن کسی شخص
نے بایں الفاظ "یارسول اللہ ایدالک الرجل امراتہ" سوال کیا۔ آپؐ
نے فرمایا "اذا کان مفلجا"۔ حضرت ابوبکرؓ حاضر تھے۔ عرض کیا۔ اُس نے
آپؐ سے کیا کہا اور آپؐ نے کیا؟ فرمایا اُس نے مجھ سے پوچھا تھا
کہ آدمی اپنی عورت سے قرض اُٹھا کر ادائے قرض میں دیر لگادے
تو جائز ہے؟ میں نے کہا ہاں جب کہ وہ مفلس اور نادار ہو تو کچھ مضائقہ نہیں

حضرت ابوبکرؓ یہ سُن کر بولے مَیں اکثر عرب کے شہروں اور اطراف میں پھرا ہوں اور بڑے بڑے فصحا سے ملا ہوں لیکن مَیں نے آپؐ سے زیادہ تر کوئی فصیح نہیں دیکھا - فرمایا مجھے تعلیم الٰہی ہے اور مَیں بنی سعد میں پلا ہوں -

العرب وسمعت فصحاءهم وما سمعت افصح منك قال ادبني ربي ونشأت في بني سعد ۱۲ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۶۸۱)

حلبی نے شواہد النبوت سے نقل کیا ہے - کہ جب حضرت سلمان ؓ فارسی بطلبِ حق جناب محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے اُس کے کلام کا ترجمہ کرنے کے لیے ایک یہودی کو بطور ترجمان طلب کیا جو تجارت پیشہ اور فارسی زبان جانتا تھا - اُس نے سلمانؓ کا کلام سُنا تو چونکہ سلمانؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفت وثنا کر رہے تھے - اور یہودیوں کو (جو آپؐ کا بُرا ذکر کر کرکے لوگوں کو آپؐ کے پاس آنے سے روکتے تھے) بُرا کہہ رہے تھے، بیان کیا کہ یہ آپؐ کو بُرا کہہ رہا ہے آپؐ نے فرمایا یہ ہم کو بُرا کیوں کہنے آیا - یہ تو ہماری تعریف کر رہا ہے اور یہودیوں کے حق سے رُکنے رُکانے کی شکایت کر رہا ہے - ترجمان نے کہا کہ اگر آپؐ اِس کے کلام کو سمجھ سکتے تھے تو مجھے بُلا کر میرا کیوں حرج کیا ؟ فرمایا ابھی مجھ کو جبرئیل نے فارسی سکھائی ہے - یہودی نے یہ سُن کر عرض کیا کہ اِس سے پہلے تو مَیں آپؐ کو بہت بُرا جانتا تھا - مگر اب مجھے آپؐ کے نبی ہونے کا یقین آگیا ہے مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ خُدا ایک ہے - اور آپؐ اُس کے سچے رسول ہیں -

نقل الحلبي عن شواهد النبوة انه لما جاء سلمانؓ الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يفهم النبي صلى الله عليه وآله وسلم كلامه فطلب ترجمانا فاتى بتاجر من اليهود وكان يعرف الفارسية والعربية فمدح سلمانؓ النبي صلى الله عليه وآله وسلم وذم اليهود بالفارسية فغضب اليهودي وحرف الترجمة فقال للنبي صلى الله عليه وآله وسلم ان سلمان يشتمك فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم هذا الفارسي جاء ليؤذينا فنزل جبرئيلؑ وترجم عن كلام سلمانؓ فقال النبي ذلك قال اليهودي ان كنت تعرف الفارسية فما حاجتك الي فقال عليه السلام علمني الآن جبرائيلؑ فقال اليهودي قد كنت قبل هذا اتهمك والآن تحقق عندي انك رسول الله اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله ۱۲

ابنِ بکار نے ابراہیم بن حارث سے روایت کیا ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوہ بنی قُرد میں ایک چشمہ پر نزول فرمایا جس کا نام بیسان تھا اور اُسکا پانی بہت نمکین تھا - صحابہ نے عرض کیا کہ بیسان شور ہے - فرمایا بیسان نہیں بلکہ نعمان ہے اور وہ میٹھا ہے آپؐ کی زبان ہلنے کی دیر تھی - کہ وہ وَهُوَ طَيِّبٌ کہنے سے میٹھا ہو گیا - آپؐ نے اُسکا نام بدل دیا خدا نے مزہ اور اثر بدل دیا -

فائدہ ، اِس کوئیں کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے خرید کر وقف کر دیا تھا -

اخرج الزبير بن بكار عن محمد بن ابراهيم بن الحارث قال مر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في غزوة ذي قردة على ماء يقال له بيسان وهو مالح فقال بل هو نعمان وهو طيب فغير رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الاسم وغير الله تعالى الماء فاشتراه طلحةؓ فتصدق به ۱۲ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۳۲)

اخرج الامام احمد ومسلم والبیہقی
عن بن عباسؓ قال قدم ضماد (مکة) وھو رجل
من ازدشنوۃ وکان یرقی من ھذہ الریاح
فسمع سفہاء الناس یقولون ان محمدؐ امجنون
فقال انی الرجل لعل اللہ ان یشفیہ علی
یدی قال فلقیت محمدًا انی ارقی من ھذہ
الریاح وان اللہ یشفی علی یدی من یشاء
فھلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم
ان الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ و
نتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا و
ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا
مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا
عبدہ ورسولہ فقال ضماد اعدھن علیّ
(ثلث مرات ۱۲ مسلم) فقال واللہ سمعتُ قول
الکھنة وقول السحرۃ وقول الشعراء فما
سمعتُ مثل ھؤلاء الکلمت وقد بلغن
قاموس (ناعوس ۱۲ مسلم) البحر فھلم
یدك ابایعك علی الاسلام فبایعہ ۱۲
اخرج بن عساکر عن عثمانؓ بن
عفّان قال کان لی مجلس عند ابوبکر فاتیتہ
فقال لی یوما یاعثمان ھذا رسول اللہ محمد
بن عبد اللہ قد بعثہ اللہ برسالتہ الی
خلقہ فھل لك ان تاتیہ فتسمع منہ
فقلت بلی فاتیتہ فقال یاعثمان اجب اللہ

امام احمدؒ اور مسلم اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے
کہ قبیلہ ازدشنوۃ سے ایک شخص ضماد نامی مکہ معظمہ میں آیا
تو بعض لوگوں کو یہ کہتے سُنا کہ محمدؐ کو جن ہے یا جنون - اُس نے کہا
کہ مَیں ایسے بیماروں کا علاج معالجہ اور جنتر منتر جانتا ہُوں، خدا کئی آدمیوں
کو میرے ہاتھ سے آرام دے دیتا ہے - مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہے ؟ وہ
اُس کو آپؐ کے پاس لے آئے - ضماد جب آپؐ کے پاس آبیٹھا -
تو آپؐ بولے - ان الحمد للہ نحمدہ، ونستعینہ، ونؤمن بہ
ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن
سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ، ومن یضللہ
فلا ھادی لہ، واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا
شریک لہ، واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۰ ضماد
نے کہا اسے پھر پڑھیئے - آپؐ نے انہیں کلموں کو پھر دُہرادیا
ضماد نے کہا خدا کی قسم مَیں نے کئی کاہنوں، ساحروں اور
شاعروں کی باتیں سُنیں - لیکن یہ جو آپؐ سے مَیں نے سُنا
ہے یہ تو مثلاً ایک بحر زخار اور دریائے بے کنار ہے اپنا ہاتھ
بڑھائیے - مَیں آپؐ کی بیعت کرتا ہُوں - خدا کی وحدانیت
اور آپؐ کی رسالت کو بصدق دل قبول کرتا ہُوں - یہ کہ کر
مسلمان ہوا - اور وہ جو اُس کو لائے تھے - حیران ونادم ہوکر
پھر گئے - الحمد للہ - (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۰)

ابن عساکر نے عثمانؓ بن عفان سے روایت کیا ہے،
وہ کہتے ہیں کہ قبل از اسلام میرا آنا جانا ابوبکر صدیقؓ کے پاس
بہت تھا - ایک دن انہوں نے مجھے کہا عثمان یہ اللہ کا رسول
ہے کیا تو نہیں چاہتا کہ اُس کے پاس چل کر اُس کا کلام سنے؟
مَیں نے کہا چاہتا ہُوں - پھر مَیں آپؐ کی خدمت میں حاضر
ہُوا - آپؐ نے فرمایا، عثمان! اللہ کے حکموں کو قبول کرکے

الی جنته فانی رسول الله الیك والی خلقه قال فوالله ماتمالکت حینما سمعت قوله ان اسلمتُ "

اُس کی رضامندی حاصل کر اور اُس کی جنت کا حق دار بن - مَیں تیری اور تمام جہان کی طرف بھیجا گیا ہُوں - حضرت عثمان کہتے ہیں کہ مَیں اِتنا ہی سُن کر اسقدر متاثر ہوا کہ بے اختیار ہو کر مسلمان ہو گیا -

اخرج بن سعد عن حلیمة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لما بلغ شهرین یحبوا علی کل جانب وفی ثلاثة اشهر کان یقوم علی قدمیه وفی اربعة کان یمسك الجدار ویمشی وفی خمسة حصلت له القدرة علی المشی فلما بلغ ثمانیة اشهر کان یتکلم بحیث یسمع کلامه ولما بلغ تسعة شهر کان یتکلم بالکلام الفصیح "

ابن سعد نے حلیمہ سے روایت کیا ہے - کہ جب آپؐ دو ماہ کے ہُوئے - تو گھٹنوں کے بل صحنِ خانہ میں ہر طرف پھرتے تھے - اور تیسرے مہینہ میں آپؐ پیروں پر کھڑے ہونے لگ گئے اور چوتھے مہینے میں آپؐ دیوار کو پکڑ پکڑ کر چلنے لگے اور پانچویں مہینہ کے آپؐ اچھے چلتے پھرتے - اور آٹھویں مہینہ میں آپؐ پورے طور پر کلام کرنا سیکھ گئے - اور نو ماہ کی عمر میں ایسا فصیح و بلیغ بولتے تھے کہ اپنی قوم میں فصیح مانے ہوئے عمر دراز آدمی آپؐ کا کلام سُن کر حیران رہ جاتے تھے -

لحیته المبارکة
صلی الله علیه وآله وسلم

آپؐ کی ریش مبارک

اخرج البخاری عن عثمان بن عبدالله بن موهب قال دخلت علی ام سلمةؓ فاخرجت الینا شعرا من شعر النبی صلی الله علیه وآله وسلم مخضوبا "

بخاری نے عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں ام المومنین ام سلمہ رضؓ کے پاس گیا - تو انہوں نے آپؐ کے بالوں سے ایک بال ہمارے دیکھنے کو نکالا - جو خضاب کیئے ہُوئے تھا -

اخرج الترمذی عن عبد الله بن محمد بن عقیل بن ابی طالب قال رایت شعر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عند انس بن مالك مخضوبا "

ترمذی نے عبد اللہ بن محمدؐ بن عقیل بن ابی طالب سے روایت کیا ہے - کہ مَیں نے انسؓ بن مالک کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگا ہُوا ایک بال دیکھا ہے - (شمائل ترمذی مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۵)

اخرج البغوی عن انسؓ کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یکثر دهن راسه وتسریح لحیته

بغوی نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے بالوں کو تیل لگایا کرتے تھے اور اپنی ریش مبارک کو شانہ کیا کرتے تھے -

اخرج البیهقی من طریق ثمامة

بیہقی نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے

عن انس رض ان یہودیا اخذ شعرۃ من لحیۃ
النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم فقال اللھم جملہ
فاسودت لحیتہ بعد ما کانت بیضاء ۱۲۔

قال الشیخ ولی اللہ المحدث الدھلوی
فی کتابہ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین
فی الحدیث الخامس عشر من اربعیناتہ ما نصہ
اخبرنی والدی انہ کان مریضا فرای النبی صلی
اللہ علیہ و الہ وسلم فی النوم فقال کیف
حالک یا بنی ثم بشرہ بالشفاء و اعطاہ
شعرتین من شعور لحیتہ المبارکۃ فتعافی
من المرض فی الحال ببرکتہا و بقیت الشعرتان
عندہ فی الیقظۃ فاعطانی احدیہما فہا
ھی عندی الی الآن۔" (المرتجی بالقبول)

حلقہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم

اخرج النسائی والحاکم و صححہ عن
جابر ان النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم و
اصحابہ مروا بامرأۃ قد ذبحت لھم الشاۃ
واتخذت لھم طعاما فلما رجعوا قالت یا
رسول اللہ انا اتخذنا لکم طعاما فادخلوا
فکلوا فدخل ھو واصحابہ فاخذ لقمۃ فلم
یستطع ان یسیغہا فقال ھذہ شاۃ
ذبحت بغیر اذن اھلہا فقالت المرأۃ یا
نبی اللہ انا لا نحتشم من آل معاذ ولا
یحتشمون منا انا ناخذ منہم ویاخذون منا

آپ کی ریشِ مبارک کا ایک بال زمین پر گرا دیکھ کر اُٹھا لیا۔ تو آپ نے
اُس کے حق میں دُعائے حصولِ تجمّل کی۔ اُس کی داڑھی سفید
تھی فوراً سیاہ و خوشنما ہو گئی۔ (کنز العمال)

شیخ مُحدّث ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی کتاب
در الثمین فی مبشرات النبی الامین کی پندرھویں حدیث کے ضمن
میں لکھتے ہیں۔ کہ مجھے میرے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم قدس
سرہٗ نے خبر دی کہ ایک دفعہ میں بیمار ہُوا جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا۔ آپ نے میرا
حال پوچھا اور صحت و شفا کی بشارت دی۔ اور وضو کے لیے پانی
طلب فرمایا۔ بعد از وضو ریشِ مبارک میں شانہ کیا۔ اور دو
بال مجھے عطا فرمائے۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو مجھے بالکل صحت تھی
اور وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ چنانچہ والد مکرم نے
ایک اُن سے مجھے عطا فرمایا اور وُہ اب تک میرے پاس ہے۔

آپ کا حلق مبارک

نسائی اور حاکم نے جابر بن عبد اللہ سے (اور صحیح کہا حاکم
نے اس کو) روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اپنے صحابہ سمیت ایک بی بی کے پاس سے گزرے۔ اُس نے آپ
کے لیے بکری ذبح کی۔ جب پھر اُس کے پاس سے واپس گزرے
تو اُس نے عرض کی کہ میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کر رکھا ہے۔ آپ
مع صحابہ اُس کے گھر میں داخل ہوئے جب اُس نے کھانا آگے رکھا
تو آپ نے گوشت کا ایک لقمہ لے کر منہ میں ڈالا۔ وہ حلق سے نیچے
نہ اُترا۔ فرمایا یہ بکری اُسکے مالک کی رضامندی کے سوا ذبح کی
گئی ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ ٹھیک اِس کے مالک کی بےخبری
میں ہم نے پکڑ کر ذبح کر لی ہے، لیکن ہمارا اُن سے معاملہ ایسا ہے

کہ ہم آپس میں ایک دُوسرے سے جھجکتے نہیں - بوقتِ ضرورت ہم اُس کی چیز لے لیتے ہیں اور وہ ہماری -
نہ ہم بُرا مناتے ہیں نہ وہ -

اخرج ابوداؤد والبیہقی عن
عاصم بن کلیب عن ابیه عن رجل من
الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه
واله وسلم فی جنازة فرایت رسول الله صلی
الله علیه واله وسلم وهو علی القبر یوصی الحافر
یقول اوسع من قبل رجلیه اوسع من قبل
راسه فلما رجع استقبله داعی امرأته فاجا
ونحن معه فجیئ بالطعام فوضع یده ثم
وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول الله
صلی الله علیه واله وسلم یلوك لقمة فی فیه
ثم قال اجد لحم شاة اخذت بغیر اذن
اهلها فارسلت المرأة الی جار لی قد اشتری
شاة ان یرسل بها الی بثمنها فلم یوجد
فارسلت الی امرأته فارسلت الی بها فقال
رسول الله صلعم اطعمی هذا الطعام الاسری۔

(ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۱۷)

ابوداؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے، اُس نے اپنے
باپ سے روایت کیا ہے، اُس نے ایک انصاری سے - کہ ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ پر قبرستان تک گئے -
مَیں نے دیکھا کہ آپؐ گورکنوں کو قبر کے صاف اور درست کرنے کی یعنی
کبھی تو اُن کو پاؤں کی طرف سے کشادہ کرنے کی، کبھی سَر کی طرف سے
فراخ کرنے کی وصیت کر رہے تھے - جب اُس کو دفنا کر واپس پھرے
تو متوفی کی عورت کی طرف سے ایک شخص نے آپؐ کو کھانا کھانے
کا پیغام دیا - آپؐ اُس کے گھر تشریف لے گئے - ہم بھی آپؐ کے ساتھ
تھے - جب کھانا آگے رکھا گیا - اور آپؐ نے کھانا شروع کیا - اور
ہم نے بھی شروع کیا تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ لقمہ کو دہانِ مبارک میں
پھیرتے ہیں اور وہ حلق سے نیچے نہیں اُترتا - فرمایا مَیں معلوم کرتا ہوں
کہ جس بکری کا یہ گوشت ہے، اُس کے مالک سے اجازت لے کر
ذبح نہیں کی گئی - دریافت پر اُس عورت نے کہا کہ مَیں نے اپنے
ہمسایہ کے پاس اپنے کسی آدمی کو بھیجا تھا کہ بکری قیمت سے لے
آوے - مگر وہ نہ ملا اور بکری اُس کی عورت نے بھیج دی - فرمایا
یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے -

صوته صلی الله علیه واله وسلم

اخرج ابن عساکر عن علیؑ بن
ابی طالب قال مابعث الله نبیا قط الا
صبیح الوجه کریم الحسب حسن الصوت و
ان نبیکم کان صبیح الوجه کریم الحسب حسن الصوت۔
اخرج ابوداؤد والنسائی عن

آپؐ کی آواز مبارک

ابن عساکر نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے
کہ خداوند کریم نے جس پیغمبر کو بھیجا ہے خوبصورت، خوش آواز اور
حسب و نسب کا بہتر بھیجا ہے - اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بھی خوبصورت اور خوش آواز اور حسب و نسب کے برتر تھے
ابوداؤد اور نسائی نے عبدالرحمن بن معاذ تیمی سے روایت

عبد الرحمن بن معاذ التیمی قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ونحن بمنی ففتحت اسماعنا حتی کنا نسمع ما یقول ونحن فی منازلنا فطفق یعلمهم مناسکهم حتی بلغ الجمار فوضع اصبعیه السبابتین - ۲

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ پڑھا۔ کہ جہاں جہاں کوئی بیٹھا ہوا تھا سب کے کان کھل گئے۔ ہم اپنی اپنی فرودگاہوں میں آپؐ کی ہر ایک بات کو اس طرح سمجھ رہے تھے۔ جیسے کہ کوئی بالکل پاس ہو۔ آپؐ خطبہ میں ہم کو مناسک حج کی تعلیم دے رہے تھے۔ (ابو داؤد و مجتبائی دہلی ج ۱ ص ۲۷۷)

اخرج البیهقی وابو نعیم عن البراء قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتی سمع العواتق فی خدورهن

بیہقی اور ابو نعیم نے براء سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو احکامِ الٰہی سنائے۔ آپؐ کی آواز اسقدر بلند تھی کہ گھر بیٹھی پردہ نشینوں نے اپنے اندروں میں سن لیا۔

اخرج ابو نعیم عن بریدة رض قال صلی النبی صلی الله علیه وآله وسلم یوما ثم انفتل فنادی بصوت سمع العواتق فی خدورهن

ابو نعیم نے ابی بریدہ رض سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہم کو نماز پڑھائی۔ پھر پیچھے کی طرف پھر کر آواز دی کہ پردہ نشین بی بیوں نے اندروں میں یہ آواز سن لی۔

اخرج ابو نعیم عن ابی برزة رض قال خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بالهاجرة العلیا بصوت یسمع العواتق فی خدورهن

ابو نعیم نے ابی برزہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاجرہ علیا پر تشریف لائے اور اونچی آواز سے خدا پاک کے حکم سنائے کہ پردہ نشین عورتوں نے اپنے اندروں میں سب کچھ سن لیا۔

اخرج البیهقی و ابن عساکر وابو نعیم عن عائشة رض ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم جلس یوم الجمعة علی المنبر فقال للناس اجلسوا فسمعه عبد الله بن رواحه وهو فی بنی غنم فجلس فی مکانه

بیہقی اور ابو نعیم نے عائشہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ سب بیٹھ جاؤ۔ اتنی آواز تھی۔ کہ اس حکم کو عبداللہ بن رواحہ نے کہ اس وقت وہ قبیلہ بنی غنم میں تھے سن لیا۔ اور وہ وہاں ہی بیٹھ گئے۔

اخرج البیهقی فی الدلائل عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم دعا رجلا الی الاسلام فقال لا اومن بك حتی تحیی لی ابنتی فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم ارنی قبرها

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے ایک شخص کو اسلام لانے کو کہا۔ اس نے عرض کی۔ کہ اگر آپؐ میری بیٹی کو جلا دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ فرمایا اسکی قبر مجھے دکھا دے۔ وہ آپؐ کو اپنی بیٹی کی قبر پر لے گیا۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر اس کا نام لے کر

فاراه ایاه فقال صلی الله علیه وآله وسلم یا فلانة فقالت لبیك وسعدیك فقال صلی الله علیه وآله وسلم اتحبین ان ترجعی فقالت والله یا رسول الله انی وجدت الله خیرا لی من ابوی ووجدت الآخرة خیرا لی من الدنیا۔

بُلایا۔ اُس نے اندر سے آواز دی کہ مَیں حاضر ہُوں۔ آپؐ نے فرمایا تُو چاہتی ہے کہ تجھے دُنیا پر واپس بھیج دیا جائے ؟ کہا، نہیں۔ میرے ربّ کا پیار ماں باپ کے پیار سے افزوں تر ہے اور آخرت کا آرام دُنیا کے آرام سے زیادہ ہے۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۲۲)

وروی القاضی فی کتابه الشفاء عن الحسن البصری انه اتی رجل النبی صلی الله علیه وآله وسلم فذکر انه طرح بنیة له فی وادٍ کذا فانطلق معه النبی صلی الله علیه وآله وسلم الی الوادی وناداها باسمها یا فلانة احی باذن الله فخرجت وهی تقول لبیك وسعدیك فقال لها ان ابویك قد اسلما فان احببتِ ان اردك علیهما قالت لا حاجة لی فیها فوجدت الله خیرا لی منهما۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفا میں بسندِ خود حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری بیٹی جنگل میں مرگئی اور وہاں ہی دفن کی گئی ہے مجھے اُس کی جُدائی کا سخت ترصدمہ ہے آپؐ اُس کے ساتھ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اُسکا نام لے کر پکارا اور فرمایا بحکمِ خدا قبر سے باہر آ۔ وہ آپ کی آواز سُن کر قبر سے باہر نکل آئی۔ اور کہا مَیں حاضر ہُوں۔ بھلائی آپؐ کے لیے ہے۔ فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو گئے ہیں اگر تُو چاہے تو مَیں تجھ کو اُن کے پاس دُنیا پر پھیر دُوں ؟ اُس نے کہا، نہیں، مَیں نے اپنے رب کو اپنے ماں باپ سے زیادہ شفیق و مہربان پایا ہے (اور مَیں آرام میں ہُوں)

اُذُنُهٗ صلی الله علیه وآله وسلم

اخرج البیهقی عن جابر بن عبد الله ان رسول الله حین اراد الله کرامته وابتدأه بالنبوة کان لا یمر بحجر ولا شجر الا سلم علیه وسمع منه فیلتفت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خلفه وعن یمینه وعن شماله فلا یری الا الشجر وما حوله من الحجارة وهی تحییه بتحیة النبوة السلام علیك یا رسول الله.

آپؐ کے گوش مبارک

بیہقی نے جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبری عطا کرنی چاہی تو ابتدا میں حق تعالےٰ نے ہر چیز کو آپؐ کی پہچان دی تاکہ انسان اِس سے آپؐ کی رسالت و نبوت کی صداقت کی دلیل لیں چنانچہ قبل از نبوت جب بھی آپؐ کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ آپؐ کو السلام علیکم یا رسول اللہ کہہ کر پکارتا تھا۔

اخرج الترمذی وابن ماجہ و ابونعیم عن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی اری مالا ترون واسمع ما لا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تئط لیسا فیہا موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ ساجدا للہ "

ترمذی اور ابن ماجہ اور ابونعیم نے ابوذر رض سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا، مَیں دیکھتا ہُوں جو تم نہیں دیکھتے اور سُنتا ہُوں جو تم نہیں سنتے۔ چُوکتا ہے آسمان اور حق ہے کہ وُہ چُوکے، کیونکہ آسمان پر ایک چپّہ جگہ بھی خالی نہیں، جس پر کوئی فرشتہ ماتھا رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

اخرج ابونعیم عن حکیم رض بن حزام قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اصحابہ اذ قال لہم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شئ قال انی لاسمع اطیط السماء وما تلام ان تئط وما فیہا موضع شبر الا وعلیہ ملک ساجد او قائم "

ابونعیم نے حکیم رض بن حزام سے روایت کیا ہے کہ درانحالیکہ آپ اپنے اصحابوں میں تھے تو آپ نے فرمایا کیا تم سنتے ہو جو مَیں سنتا ہوں؟ سب نے عرض کیا ہم کچھ نہیں سنتے۔ فرمایا مَیں تو آسمان کا چُوں چُوں سُنتا ہوں۔ اور ایسا کیوں نہ کرے۔ کیونکہ اُس پر ایک بالشت کی جگہ بھی خالی نہیں کہ جس پر ایک نہ ایک فرشتہ سجدہ میں پڑا ہوا نہ ہو یا اپنے رب کے جلال میں کھڑا نہ ہو۔

اخرج الطبرانی عن ابی ایوب انہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابا ایوب اتسمع ما اسمع اسمع اصوات الیہود فی قبورہم "

طبرانی نے ابی ایوب رض سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اَے ابا ایوب کیا تو سنتا ہے جو مَیں سُنتا ہُوں؟ مَیں یہودیوں کی آواز سنتا ہوں جن کو کہ قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

اخرج الحاکم عن انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبلال یا بلال ہل تسمع ما اسمع انہم یعذبون فی قبورہم "

(صحیح المستدرک مطبوعہ حیدر آباد)

حاکم نے مستدرک میں انس رض سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رض کو کہا۔ اَے بلال رض تو سنتا ہے جو مَیں سُنتا ہوں؟ اِنہیں (یہودیوں کو) عذاب ہو رہا ہے اور یہ قبروں میں واویلا کر رہے ہیں۔

اخرج الحاکم عن بن عباس رض و الدارقطنی عن بن عمر رض قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرفع راسہ الی السماء فقال و علیکم السلام ورحمۃ اللہ فقال الناس یا رسول اللہ ما ہذا قال مرّبی جعفر رض بن ابی طالب فی

حاکم نے ابن عباس رض سے اور دار قطنی نے ابن عمر رض سے روایت کیا ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ناگہاں آپ نے سر مبارک اوپر اُٹھا کر فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ نے کس کو جواب سلام دیا ہے؟ فرمایا جعفر رض بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے

ملاءٍ من الملٰئکة فسلم علیّ "

اخرج الطبرانی عن میمونة ام المؤمنین
رضی اللّٰہ عنہا قالت بات عندی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وآلہٖ وسلم لیلة فقام لیتوضاء للصلوٰة
فسمعتہ یقول فی متوضئہ باللیل لبیك لبیك
لبیك نُصرتَ نصرتَ نصرتَ فلما خرج رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم قلتُ یا رسول اللّٰہ سمعتك
تقول فی متوضئك لبیك ثلاثا ونُصرتَ
ثلاثاً کانك تکلم انسانا فهل کان معك احد
فقال هذا[1] راجز بنی کعب وهم بطن من خزاعة
یستصرخنی ویزعم ان قریشا اعانت علیهم بنی
بکر وقد کانت بنو بکر دخلت فی عهد رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم فلزمت النبی نصرتهم
فکانت اعانة قریش لبنی بکر علی خزاعة نقضا
لصلحها مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم وکانت
هذہ القضیة سبب الفتح مکة فان النبی صلی
اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم تجهز بعدها لفتح مکة وفتحها "
(حجة اللّٰہ علی العٰلمین ص۷۹۳)

اخرج البخاری عن ابی هریرة رض
قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم
ان اللّٰہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ
بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی
مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب
الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت
سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الحدیث

ساتھ اُوپر سے گزرے ہیں اُنہوں نے مجھے سلام کیا جسکا میں نے جواب دیا۔

طبرانی نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک رات
میرے ہاں تھے۔ آپ حسبِ معمول ادائے نماز تہجد کے لیئے اُٹھے
اور وضو کرنے کی جگہ پر بیٹھے۔ تو میں نے سنا کہ آپ نے کسی سے
جیسے کوئی پاس ہوتا ہے تین بار لبیک لبیک لبیک اور نُصِرتَ
نُصِرتَ نُصِرتَ کہا میں نے عرض کیا کہ آپ لبیک لبیک اور
نُصِرتَ کسے کہہ رہے تھے؟ فرمایا بنی کعب (بطن بنی خزاعہ
سے) کا راجز (درحالیکہ وہ اُس وقت مکّہ میں تھے اور آپ
مدینہ منورہ میں) مجھ سے فریاد کر رہا ہے کہ قریش عہد کو توڑ کر بنی بکر
کی مدد کر کے ہم کو قتل و غارت کرنے پر آمادہ ہیں۔ میں اُسے کہہ
رہا تھا کہ ہم تمہاری قوم (خزاعہ) کی مدد کرینگے۔ چنانچہ آپ نے
بحسب وعدہ غیبی قریش پر چڑھائی کی اور مکّہ فتح کیا۔

ف صلح حدیبیہ میں بنی بکر قریش کے عہد (ذمہ داری) میں
آئے تھے اور خزاعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے
عہد میں تھے۔ اور عہد یہ تھا۔ کہ آئندہ دس سال تک باہمی جنگ
نہ ہوگی۔ مگر قریش نے عہد اور شرائطِ صلح کو توڑ دیا۔ اسلیئے آپ نے
مکّہ پر لشکر کشی کی اور حق تعالے نے آپ کو ہمیشہ کے لیئے فتح بخشی۔

بخاری رح نے ابی ہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص میرے
کسی دوست سے دشمنی رکھے تو میں اُسے اپنے ساتھ لڑائی کے لیئے
بُلاتا ہوں۔ اور مجھے اپنے بندہ سے باادائے فرض میرا قرب حاصل
کرنا بہت پیارا ہے اور جو ہر وقت میری عبادت میں گزارتا ہے
نوافل میں شاغل رہتا ہے تو میں اُس سے پیار لگا لیتا ہوں اور
اُس کے کان ہو جاتا ہوں مجھ سے سنتا ہے اُس کی آنکھیں ہو

[1] هذا الذی اجبته

جاتا ہوں، وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ (آخر حدیث تک)

روی الطبرانی عن ابی الدرداءؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملٰئکۃ لیس من عبد یصلی الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی فان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۱۲ ورواہ النسائی ایضاً ۱۲

طبرانی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر بہت درود بھیجا کرو کیونکہ اُس دن میں ملائکہ رحمت کا نزول بہ نسبت دیگر ایّام زیادہ ہوتا ہے۔ کوئی ایسا شخص نہیں کہ اُس دن مجھ پر درُود بھیجے اور مجھے اُسکی یہ آواز نہ پہنچے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ بعد از وفات بھی آپؐ سنینگے؟ فرمایا ہاں۔ ہم پیغمبر قبروں میں بھی وَیسے ہی رہتے ہیں جیسے دُنیا میں ہوتے ہیں۔

عنقہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آپؐ کی گردن مُبارک

اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال ابوجہل ھل یعفر محمد وجھہ بین اظہرکم فقیل نعم فقال واللات والعزی لئن رأیتہ یفعل ذلک لاطأن علی رقبتہ ولاعفرن وجہہ فی التراب فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یصلی لیطأ علی رقبتہ فما فجأھم منہ الا وھو ینکص علی عقبیہ ویتقی بیدیہ فقیل لہ مالک قال ان بینی وبینہ خندقا من نار وھولا واجنحۃ فقال رسول اللہ لو دنا منی لاختطفتہ الملٰئکۃ عضوا عضوا وانزل اللہ کلا ان الانسان لیطغیٰ ۱۲ (مسلم ج ۲ ص ۳۶۷)

مسلم نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے چند اشخاص سے کہا کہ محمدؐ تم میں آکر اپنا منہ ماتھا زمین پر گھساتا ہے؟ (یعنی نماز پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے) اُنہوں نے کہا ہاں۔ کہا مجھے لات وعزّیٰ کی قسم اگر میں اُسے ایسا کرتا دیکھ لونگا تو میں اُسکی گردن لتاڑ دونگا اور اُس کا منہ خاک میں ملا دونگا۔ یہ کہ کر اس ارادہ پر آپؐ کی طرف آیا۔ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ کی طرف آ ہی رہا تھا کہ ناگہاں اپنی ایڑیوں پر پھرا۔ یعنی اُلٹا بھاگتا منہ پر ہاتھ رکھے نظر آیا۔ جیسے کوئی اپنے منہ کو کسی منہ پر پڑتی ہوئی چیز سے بچاتا ہے۔ لوگ دیکھ کر متعجب ہوئے اور اُسے پوچھا کہ تجھے کیا ہُوا؟ کہا میں نے جب آپؐ کی گردن پر وار کرنے کو آگے ہونا چاہا تو مَیں نے دیکھا کہ میرے اور آپؐ کے درمیان آگ کی ایک کھائی ہے۔ اور بڑے بڑے پر مجھے نظر آئے۔ مجھے یقین ہوگیا۔ کہ اگر میں آگے بڑھوں تو جلدی آگ میں گر پڑوں۔ خوف کے مارے مَیں وہاں سے بہت جلد اُلٹا دوڑا اور جان بچا لایا۔ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کا اپنا یہ بیان چشم دید سنا تو فرمایا کبھی اگر وہ میرے نزدیک آجاتا تو فرشتے اُسکا جوڑ جوڑ جدا کرکے آگ کی کھائی میں پھینک دیتے۔ آیت کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغیٰ اسی بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

اخرج البخاری عن ابن عباس رض قال
قال ابوجهل لئن رایت محمدا یصلی عند الکعبۃ
لأطأن علی عنقه فبلغ النبی صلی الله علیه و
اٰله وسلم فقال لو فعل لاخذته الملٰئکۃ
عیانا فخرج غضبان بقول ابی جهل حتی
جاء المسجد فعجل ان یدخل من الباب
فاقتحم الحائط فقلت هذا یوم اشر ۱۲
(بخاری جلد ۶ ص ۸۹)

بخاریؒ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ابوجہل نے
کہا اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کے پاس نماز
پڑھتے دیکھ لیا تو اُس کی گردن لتاڑ دونگا۔ یہ بات آپؐ کو
بھی پہنچ گئی۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ ایسا کریگا تو فرشتے اُس کو
ظاہر پکڑ لینگے۔ یہ کہہ کر اسی بات کے غصہ پر مسجد کو تشریف لے
گئے اور جلدی سے اندر داخل ہو کر ایک دیوار کے پیچھے ہو بیٹھے
یہ دیکھ کر میں نے کہا آج خیر نہیں یعنی آپ کے غصہ پر خدا کیا
کرے۔ اس حدیث کو بزار اور بیہقی اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے

کتفاه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کے دوش مبارک

اخرج البزار والبیهقی عن ابی هریرۃ رض
اذا وضع یعنی رسول الله صلی الله علیه و
اٰله وسلم رداءه عن منکبیه فکانما
سبیکة فضة ۱۲ (ترمذی ایضا)

بزار اور بیہقی نے ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے،
کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے
ننگے ہو جاتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ چاندی کے ڈھلے
ہوئے ہیں۔

اخرج الحاکم عن علی علیه السلام
قال انطلق بی رسول الله صلی الله علیه و
اٰله وسلم حتی اتی الکعبۃ فقال اجلس فجلست
الی جنب الکعبۃ فصعد رسول الله صلی الله
علیه واٰله وسلم لمنکبی ثم قال لی انهض
فنهضت فلما رای ضعفی تحته قال لی اجلس
ثم قال یا علی اجلس علی منکبی ففعلت ثم
نهض بی فلما نهض بی خیل الیّ انی لو
شئت نلت افق السماء ۱۲

حاکم نے علی مرتضی علیہ السلام سے روایت کیا ہے
کہ فتح مکہ کے روز جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بیت اللہ شریف کے اندر تشریف لائے تو آپؐ نے مجھے ایک
طرف بیٹھنے کا حکم دیا اور میرے کندھوں پر چڑھ کر حکم دیا اُٹھ
کھڑا ہو۔ میں اُٹھا لیکن جب آپؐ نے اپنے نیچے میرے ضعف
کو معلوم کیا یعنی سمجھا کہ میں آپ کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا تو فرمایا بیٹھ
جا۔ اور آپؐ میرے کندھوں سے اتر آئے اور خود بیٹھ کر مجھے اپنے
کندھوں پر چڑھا لیا اور بے تکلف کھڑے ہو گئے اسقدر زور اور
چُستی سے۔ کہ اگر میں چاہتا تو مجھے آسمان تک پہنچا سکتے۔

وحکی الامام الرازی فی تفسیره وغیره
لما اراد ابوجهل ان یرمیه علیه الصلوۃ والسلام

امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابوجہل جب
آپؐ کو پتھر مارنے کے لیے آپؐ کے قریب آیا کہ دو بڑے بڑے اژدہا

بالحجر رأى على كتفيه ثعبانين فانصرف مرعوبا ۱۲ (تفسیر کبیر زیر آیت کلا ان الانسان لیطغی)

ابطه صلى الله عليه وآله وسلم

اخرج الشيخان عن انس رض قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يرفع يديه في الدعاء حتى يرى بياض ابطه ۱۲

اخرج ابن سعد عن جابر رض قال كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذا سجد يرى بياض ابطيه ۱۲

قال المحب الطبري من خصائصه صلى الله عليه وآله وسلم ان الابط من جميع الناس متغير اللون غيره عليه الصلوة والسلام وزاد انه لا شعر فيه ۱۲

اخرج الدارمي عن رجل من بني حريش قال كنت مع ابي حين رجم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ماعز بن مالك فلما اخذته الحجارة ارعبت فضمني صلى الله عليه وآله وسلم فسال علي من عرق ابطه مثل ريح المسك ۱۲

(خصائص الكبرى ج ۱ ص ۳۲۹)

عضداه صلى الله عليه وآله وسلم

اخرج البيهقي وابو نعيم عن ابي امامة قال كان رجل يقال له ركانة وكان من اشد الناس

آپ کے کندھوں پر منہ کھولے کھڑے اُس کو تاک رہے ہیں۔ وُہ ڈر کر بھاگا اور پھر تمام عمر آپ کے نزدیک نہ آیا۔

آپ کے بغل مبارک

بخاری اور مسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُعا میں اِسقدر بلند ہاتھ اُٹھائے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی۔

ابنِ سعد نے جابر رض سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کیا کرتے تھے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی دِکھائی دیا کرتی تھی۔

محب طبری نے آپ کے خصائص میں روایت کیا ہے، کہ آپ کی بغل مبارک کا رنگ متغیر نہیں تھا۔ حالانکہ دیگر آدمیوں کی بغلوں کا رنگ متغیر ہوتا ہے۔ اور نہ ہی آپ کی بغلوں میں بال تھے۔ صاف اور خوش بُو تھیں۔

دارمی نے بنی حریش کے ایک ثقہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب آپ نے ماعز بن مالک کو اُسکے اقرار بالزنا پر سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ تو اُس کے بدن پر پتھر برستے دیکھ کر مجھے ڈر کے مارے استادہ رہنے کی طاقت نہ رہی۔ گھبرا کر قریب تھا کہ مَیں گر پڑتا۔ کہ آپ نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ ایسا وقت تھا کہ آپ کی بغلوں کا پسینہ مجھ پر ٹپک رہا تھا اور مجھے اُس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی (خوشبو سے میرا دل قوی رہا)

آپ کے بازوئے مبارک

بیہقی اور ابو نعیم نے ابو امامہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ بنی ہاشم سے ایک شخص رِکانہ نام بڑا اشد اور بہت دلیر اور

سلہ بخاری ج ۱ ص ۱۳۵

وافتكهم وكان مشركا وكان يرعى غنما في واد
يقال له إضم فخرج نبي الله صلى الله عليه و
آله وسلم ذات يوم وتوجه قِبل ذلك الوادي
فلقيه ركانة وليس مع النبي صلى الله عليه و
آله وسلم احد فقام اليه ركانة فقال يا محمد
انت الذي تشتم آلهتنا اللات والعزى
وتدعوا الى الٰهك العزيز الحكيم ولولا رحم
بيني وبينك ما كلمتك الكلام حتى اقتلك
ولكن ادع الٰهك العزيز الحكيم ينجيك مني
اليوم وساعرض عليك امرا ان اصارعك
وتدعوا الٰهك العزيز الحكيم يعينك علي و
ادعوا اللات والعزى فان انت صرعتني
فلك عشر من غنمي هذه تختارها فقال عند
ذلك نبي الله صلى الله عليه وآله وسلم
نعم ان شئت فاستعد ودعا نبي الله صلى الله
عليه وآله وسلم فصرعه وجلس على صدره
فقال ركانة قم فلست انت الذي فعلت
بي هذا انما فعله الٰهك العزيز الحكيم و
خذلني اللات والعزى وما وضع احد
قط جنبي قبلك فقال ركانة عد فان انت
صرعتني فلك عشر اخرى تختارها فاخذه
النبي الله صلى الله عليه وآله وسلم ودعا
كل واحد منهما الٰهه كما فعل اول مرة فصرعه
نبي الله صلى الله عليه وآله وسلم فجلس على كبده
فقال له ركانة قم فلست انت الذي فعلت

بہادر، مشرک اور دشمنِ اسلام تھا - اور ایک جنگل میں جسے اِضَم
کہتے تھے رہا کرتا تھا - بکریاں چراتا اور مالدار تھا - ایک دن حضور پُرنور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے اُس طرف جا نکلے - رکانہ نے آپؐ کو دیکھا
اور پاس آکر کھڑا ہو گیا اور بولا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو ہی
ہمارے لات وعزیٰ کی جنکی ہم پرستش کرتے ہیں توہین وتحقیر کیا
کرتا ہے اور ایک اکیلے خدا کی جسے تو بڑا غلبہ والا اور صاحبِ قوت
جانتا ہے عبادت کرتا ہے - ہمارے معبودوں کی ہتک اور اُسکی
مدح وثنا کیا کرتا ہے - اگر میرا تیرا تعلق رحمی نہ ہوتا تو مَیں تجھے مار دیتا،
ایک بات نہ کرتا - آ میرے ساتھ کُشتی کر - آج تیرے عزیز وحکیم کو
تو دیکھ لُوں کتنا بڑا طاقتور اور بہادر ہے - مَیں اپنے لات وعزیٰ
کو پکارتا ہوں تُو اپنے عزیز وحکیم کو کہہ، تیری مدد کرے - اگر تُو نے مجھے
کُشتی میں زیر کر لیا - تو مَیں تجھے دس بکرے جنہیں تُو پسند کرے
دُونگا - آپؐ نے فرمایا - اچھا اگر تو مجھ سے کُشتی کرنا چاہتا ہے - تو
آ تیار ہو - یہ سُن کر بڑے غرور اور فخر سے آپؐ کے سامنے آ کھڑا ہوا،
آپؐ نے پہلی ہی جھپٹ میں اُسے زمین پر گرا دیا - اور اُس کے
سینہ پر ہو بیٹھے - رکانہ نے کہا میرے سینہ سے اُٹھ کھڑا ہو -
اور اپنے دِل میں خیال نہ کر کہ تُو نے مجھے گرا دیا ہے، یہ تیرے عزیز و
حکیم کا کام ہے - لات اور عزیٰ نے آج میری طرف دھیان نہیں
کیا - میرا تو آج تک کسی نے کندھا نہیں لگایا - آ - دوسری بار
پھر کُشتی کریں - اگر تُو نے مجھے گرا دیا - تو دس بکرے بکریاں جنہیں تو
پسند کرتا ہے اور تجھے دُونگا - آپؐ نے فرمایا، آ - اور اپنے اکیلے
رب کا نام لے کر اُسے پکڑ لیا - اور لات وعزیٰ کے پرستار کو اُٹھا
کر چیت زمین پر دے مارا اور سینہ پر ہو بیٹھے - رکانہ نے جب
یہ دیکھا - کہا، اُتر یہ تیرا کام نہیں - تیرا عزیز وحکیم تجھے مدد دے
رہا ہے اور میرے لات وعزیٰ آج مجھ پر کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں

بی ھذا انما فعلہ الملک العزیز الحکیم وخذلنی
اللات والعزیٰ وما وضع جنبی احد قط
قبلک ثم قال رکانۃ عُد فان انت صرعتنی
فلک عشر اُخری تختارھا فاخذہ نبی اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وصرعہ فقال رکانۃ لست انت
الذی فعلت بی ھذا وانما فعلہ الملک العزیز
الحکیم وخذلنی اللات والعزیٰ فدونک
ثلٰثون شاۃ من غنمی فاخترھا فقال لہ النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ارید ذالک ولکنی ادعوک
الی الاسلام یا رکانۃ وانفس بک ان تصیر
الی النار ان تسلم تسلم فقال لہ رکانۃ لا الا ان
ترینی اٰیۃ فقال نبی اللہ اللہ علیک شھید
ان انا دعوت ربی فاراک اٰیۃ لتجیبنی الی
ما دعوتک الیہ قال نعم وقریب منہ شجرۃ سمر
ذات فروع وقضبان فاشار الیھا نبی اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال لھا اقبلی باذن اللہ
فانشقت باثنتین فاقبلت علی نصف شقھا
بقضبانھا وفروعھا حتی کانت بین یدی
نبی اللہ وبین رکانۃ فقال لہ رکانۃ اریتنی عظیما
فمرھا فلترجع فقال لہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم علیک اللہ شھید لئن انا دعوت ربی
ورجعت تجیبنی الی ما دعوک الیہ قال نعم
فرجعت بقضبانھا وفروعھا حتی التأمت
لشقھا فقال لہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلم
تسلم فقال لہ رکانۃ ما بی الا ان اکون رأیت

مجھے تو آج تک کسی نے پچھاڑا نہیں - خیر آ - تیسری دفعہ مجھے لات و عزیٰ
پر پوری امید ہے - کہ اب کے وہ مجھے مدد دینگے - اور اگر تُو نے مجھے
گرا دیا تو دس اور بکرے بکریاں جنہیں تو پسند کریگا، انعام دونگا -
آپؐ نے اپنے مولیٰ پاک یکتا و بے ہمتا کا نامِ پاک لے کر اُسے پکڑ لیا
اور وہ یا لات اور یا عزیٰ تکتا ہی رہ گیا کہ فوراً زمین پر پٹکا کر اُس کے
سینہ پر ہو بیٹھے - رکانہ نے کہا، میرے سینہ سے اُتر - تُو نے مجھے کیا گرانا
تھا، مجھے تو آج تک کسی نے گرایا نہیں - یہ تیرے عزیز حکیم کا کام ہے
تیس بکرے بکریاں میرے مال سے اپنے حسبِ منشا لے جا - آپؐ نے
فرمایا مجھے تیری بکریوں کی کیا پرواہ ہے! البتہ مَیں تیرے موحّد ہونے کی
پرواہ رکھتا ہُوں - مجھے افسوس آتا ہے کہ تُو میرے رحم سے ہو کر دوزخ کو
جائیگا - سب کو چھوڑ کر ایک خدا کو مان، اور اُسی کا ہو جا، وہ تیری
ہمیشہ مدد کریگا - اگر تُو لات و عزیٰ کو دل سے چھوڑ کر سچے ایک معبود
پر ایمان لے آئے تو دوزخ سے بچ جائیگا - رکانہ نے کہا مجھے اپنے ایک
خُدا کا کوئی نشان دِکھا - آپؐ نے فرمایا ابھی تو تُو نے دیکھا ہے - کہ
تیرے کتنے خُدا لات و عزیٰ وغیرہما میرے ایک خدا یگانہ و یکتا
کے سامنے تجھے کچھ مدد نہیں دے سکے - اچھا اگر تجھے کوئی اور نشان
بھی جو تُو دیکھنا چاہے دِکھا دیا جائے تو تُو ایک خدا کو جس نے مجھے اپنا
رسُول کر کے بھیجا ہے، مان لیگا؟ بولا ہاں، مان لونگا - فرمایا تیری اِس
بات پر خُدا گواہ ہے - پھر آپؐ نے ایک درخت کو جس کی جڑھیں بہت
مضبوط اور بڑی شاخیں تھیں اشارہ کر کے کہا اے درخت! خُدا
کے حُکم کو قبول کر - وہ فوراً لمبی طرف کا بیچ سے پھٹ کر دو ہو گیا - اور
ایک طرف کا آدھا آپؐ کے سامنے آ کھڑا ہوا - رکانہ نے کہا بیشک تُو
نے مجھے بہت بڑا نشان دِکھایا ہے - اِسے کہہ دیجئے کہ یہ پھر اپنے نصف سے
مل کر ایک ہو جائے - آپؐ نے فرمایا مَیں خُدا کو تجھ پر گواہ کرتا ہُوں کہ اگر یہ
میری دُعا سے باذن اللہ اپنے اصل مقام پر اپنے نصف قائم سے جا کر

عظيما ولا ارى ان يتحدث نساء اهل المدينة
وصبيانهم انه لم يضع جنبي قط احد ولم
يدخل قلبي رعب ساعة قط ليلا ونهارا ولكن
دونك فاختر غنمك فقال له النبي صلى الله عليه و
آله وسلم ليس لي حاجة الى غنمك اذا بيت
ان تسلم فانطلق نبي الله راجعا فاقبل ابوبكر و
عمر رضي الله عنهما يلتمسانه فاخبرا انه قد
توجه وادي اضم وقد عرفا انه وادي ركانة
لايكاد يخطئه فخرجا في طلبه واشفقا ان
يلقاه ركانة فيقتله فجعلا يصعدان على كل
شرف ويتشرفان مخرجاله اذا نظرا الى رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم فقالا يانبي الله
كيف تخرج الى هذا الوادي وحدك وقد
عرفت انه جهة ركانة وانه من اقتك الناس
واشدهم تكذيبا لك فضحك اليهما النبي
صلى الله عليه وآله وسلم ثم قال لم يكن يصل
الي والله معي وانشا يحدثهما حديث الذي
فعل به والذي اراه فعجبا من ذلك فقالا يا
رسول الله اصرعت ركانة لا والذي بعثك
بالحق ما نعلمه انه ما وضع جنبه انسان
قط فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم دعوت
ربي فاعانني عليه

مِل جائے تو تُو میری بات کو قبول کرلیگا؟ بولا ہاں۔ آپؐ نے اُس درخت
سے فرمایا جا' اپنے نصف سے جو اپنی جگہ پر کھڑا ہے، مِل کر ایک ہوجا۔
وُہ بحکم خدا اسی طرح ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کو حاضر ناظر جان کر اسلام لا۔
اور اُس کے عذاب سے بچ۔ رکانہ نے کہا کہ مجھے تمہارے ایک خدا کو ماننے
میں اب کیا شُبہ ہے جبکہ مَیں ایک بڑا نشان دیکھ چکا ہوں۔ مگر نفس
جھجکتا ہے کہ مدینہ اور نواح کی عورتیں اور بچے جہاں جہاں سُنینگے کہینگے
کہ رکانہ نے کشتی میں گر کر اسلام قبول کرلیا۔ کیونکہ یہ سب کو معلوم ہے
کہ آج تک مجھے کسی نے نہیں گرایا اور نہ میرے دِل میں کسی کا ذرہ بھر رُعب
آیا ہے۔ لیکن آپؐ میرے مال سے تیس[۳۰] بکرے بکریاں جن کا مَیں وعدہ کر
چکا ہوں لے جائیے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے دُنیا کو صرف ایک خدا منوانے
کی پرواہ ہے۔ تیرے مال اور تمام دنیا کی پرواہ نہیں۔ یہ کہ کر آپؐ واپس
تشریف لے آئے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپؐ کی تلاش اور تجسّس میں
ہر طرف اُچان نچان پھر رہے تھے۔ کسی سے یہ خبر پاکر کہ آپؐ وادی اضم
کو تشریف لے گئے تھے جنگل کے سر پر انتظار میں کھڑے دیکھ رہے تھے،
اور آپسمیں کہ رہے تھے کہ اِس طرف جانا بہت مشکل ہے۔ اور آپؐ کو
یہ بھی معلوم ہے کہ اس طرف رکانہ کا قبضہ ہے اور بہت شریر اور دشمن
اِسلام ہے۔ ناگہاں آپؐ اُدھر سے واپس تشریف لاتے نظر پڑ گئے،
دونوں نے آگے پہنچ کر عرض کی کہ یارسول اللہ آپؐ اکیلے اس جنگل
کو کیوں چلے گئے حالانکہ آپؐ کو معلوم ہے کہ رکانہ جو مشہور پہلوان
اور آپؐ کا دشمن ہے یہیں رہتا ہے۔ اور وہ بڑا زور آور اور نبرد آزما شیر
کُشتی گیر اور بے پیر آدمی ہے۔ آپؐ یہ سُن کر ہنسے اور فرمایا جب کہ اللہ
تعالیٰ ہر وقت میرے ساتھ ہے اور بحسب وعدہٗ واللہ یعصمک من
الناس میری حفاظت کا ذمہ وار ہے تو رکانہ مجھ سے کسی طرح کی بدسلوکی کیسے کرسکتا تھا؟ پھر آپؐ نے رکانہ سے
مِلنے اور کُشتی وغیرہ کا تمام ماجرا بیان کرنا شروع کردیا۔ وہ سُن سُن کر تعجب کر رہے تھے۔ اور خوشی پر خوشی کے لیئے بار بار
اُنکے زمین پر گرنے کی بات سُنتے۔ اور کہتے کہ وُہ ایسا زبردست طاقتور ہے کہ آج تک اُسے کسی نے گرایا نہیں۔

اُسے گرانا آپ ہی کا کام تھا۔ آپ نے فرمایا خدا نے اُسے گرایا۔ اُس کی طاقت کچھ اور ہے اور میری کچھ اور۔ **ف** آپ کا رکانہ کو کشتی میں گرا دینا ابوداؤد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۶ھ جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ پر بھی مروی ہے۔

اخرج هذا الحديث ايضا الحاكم فی مستدركه. روى السهيلى والبيهقى انه عليه الصلوة والسلام صارع ابا الاسود الجمحى وكان شديد ابلغ من شدته انه كان يقف على جلد البقرة ويجاذب اطرافه عشرة لينزعوه من تحت قدميه فيتفرى الجلد ولم يتزحزح عنه فدعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى المصارعة وقال ان صرعتنى امنت لك فصرعه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلم يؤمن ۱۲

اِس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں محمد بن رکانہ سے اور ابن اسحاق نے بھی مغازی میں روایت کیا ہے۔ اور واضح ہو کہ سوائے رکانہ مذکور کے اور بھی کئی مشہور زور آوروں سے آپ نے کشتی کی ہے۔ چنانچہ سہیلی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے ابوالاسود جُمحی وغیرہ سے کشتی کی ہے اور یہ اِسقدر سخت اور طاقتور تھا کہ اگر بیل کے رنگے ہوئے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا اور دس قوی آدمی اطراف سے پکڑ کر اُسے اُسکے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لینے کی کوشش کرتے تھے تو چمڑہ پھٹ جاتا تھا لیکن اُس کے پاؤں کے نیچے سے نہیں نکال سکتے تھے۔ یہ بھی آپ سے اِسلام لانے کی شرط قبول کر کے کشتی لڑا تھا۔ لیکن ہر گیا اور اسلام لانے سے بھی رہ چکا۔

ف بعض اہلِ سیر نے رکانہ کے بیٹے محمد سے روایت کیا ہے۔ کہ رکانہ مسلمان ہو گیا تھا۔

ذراعه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے ذراع مبارک

ذكر الخناطى ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اعطى قوة اربعين نبيا واراد على ان يرفع النبى صلى الله عليه وآله وسلم على قبته ليعلوا على ظهر الكعبة فعجز عن ذلك فرفعه النبى صلى الله عليه وآله وسلم على ذراعيه قال على ؑ لوشئت لعلوت السماء الثانية لقوته صلى الله عليه وآله وسلم ۱۲

خناطی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے چالیس پیغمبروں کی قوت رکھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ (باوجود قوت وطاقت کے کہ خیبر کے دروازہ کا ایک تختہ اثنائے جنگ میں آخر تک ہاتھ میں اُٹھائے ڈھال کا کام لے رہے تھے اور چالیس آدمی اُسے اُٹھا نہ سکے) فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُٹھا نہ سکے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے اُن کو اپنے ذراع مبارک پر اُٹھا کر سقفِ کعبہ پر بغرض گرانے اُن بتوں کے جو کعبہ کی چھت پر نصب کیے ہوئے تھے چڑھا دیا۔ حضرت علی ؑ فرماتے ہیں کہ جب مجھے آپ نے اپنی باہوں پر اُٹھایا۔ تو اس زور اور شدت سے کہ اگر میں چاہتا تو آپ کے ذراع مبارک کے زور کے سہارے سے دوسرے آسمان تک پہنچ جاتا۔

٭ ایک پیغمبر میں باعتبار بشریت کے چالیس آدمیوں کی قوت ہوتی ہے۔

۵۷ نزہۃ المجالس صفحہ ۱۶

أخرج[1] ابو يعلى والطبراني في الاوسط و ابن عساكر عن ابي هريرة رض قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله اني زوجت ابنتي واحب ان تعينني قال ما عندي شئ ولكن أتني بقارورة واسعة الراس وعود شجرة فاتاه فجعل النبي صلى الله عليه وآله وسلم يسلت العرق من ذراعيه حتى امتلأت القارورة قال خذها وامر ابنتك ان تغمس هذا العود في القارورة وتطيب به فكانت اذا تطيبت يشم اهل المدينة رائحة الطيب فسموا بيت المطيبين

ابو یعلی نے اور طبرانی نے بھی اوسط میں اور ابن عساکر نے ابُوہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضورِ نبوی میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میری بیٹی کا نکاح ہے اِس میں آپ میری کچھ مدد کریں۔ فرمایا میرے پاس تو کچھ نہیں، لیکن تُو کوئی کھُلے منہ والی شیشی لے آ۔ آپ نے اپنے ذراع مبارک کا پسینہ اُتار اُتار کر اُس میں بھردیا اور فرمایا کہ جا اپنی بیٹی کو کہو کہ اِس لکڑی کو جس سے مَیں نے پسینہ باہوں سے اُتارا ہے اِس شیشی میں ڈبو کر اپنے بدن پر مل لیا کرے وہ پسینہ اِس قدر خوشبودار تھا کہ جب کبھی وہ مَلا کرتی۔ تو تمام مدینہ میں اُس کی مہک ہوتی۔ لوگ اُس گھر کو بیت المطیّبین کہتے تھے۔

ساعداه صلى الله عليه وآله وسلم

آپ کے ہردو ساعد مبارک

أخرج[2] مسلم عن ابي برزة ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان في مغزى له فافاء الله عليه فقال لاصحابه هل تفقدون من احد قالوا نعم فلانا وفلانا ثم قال هل تفقدون من احد قالوا لا قال لكني افقد جليبيبا فاطلبوه فطلب في القتلى فوجدوه الى جنب سبعة قد قتلهم ثم قتلوه فاتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فوقف عليه فقال قتل سبعة ثم قتلوه هذا مني وانا منه قال فوضعه على ساعديه ليس له الا سرير الا ساعدي النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال فحفر له ووضع في قبره ولم يذكر غسلا

مسلم نے ابوبرزہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک میدانِ جنگ میں تھے۔ اللہ نے آپ کو فتح دی۔ اور کفار کا مال بہت آپ کے ہاتھ آیا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ کون کون ہمارا آدمی شہید ہوا ہے صحابہ نے دیکھ بھال کر اُن کے نام عرض کر دیے پھر آپ نے فرمایا کوئی اَور بھی؟ انہوں نے کہا بس یہی ہیں جو عرض کر دیے گئے۔ فرمایا جلیبیب نظر نہیں آتا۔ دیکھو تلاش کرو۔ جب ڈھونڈا تو وہ ایک جگہ سات کُفّار مقتولین کے (جن کو اُس نے قتل کیا تھا) ایک طرف شہید ہوا پڑا نظر آیا۔ فرمایا یہ مجھ سے ہے اور مَیں اُس سے ہُوں۔ پھر آپ نے اُسکو اپنی کلائیوں پر اُٹھالیا اور جب تک قبر پورے طور پر تیار نہ ہُوئی، کلائیوں پر اُٹھائے رکھا۔ پھر جب قبر تیار ہوگئی تو اُسے کلائیوں سے لحد میں اتارا۔ **ف** اِس حدیث میں اُس کو غسل دینے کا کچھ ذکر نہیں ہے۔

---

[1] حجة الله على العلمين [2] صحیح مسلم مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۲۴۷ باب فضائل جلیبیب۔

یدٗہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

روی بن سعد عن عمرو بن میمون قال احرق المشرکون عمارؓ بن یاسر بالنار فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمر بہ ویمر یدیہ علی راسہ فیقول یانار کونی بردا وسلما علی عمار کما کنت علی ابراھیم تقتلک الفئۃ الباغیۃ یعنی الفئۃ التی مسیدھا معاویۃ ۱۲ کنز العمال ۲ ص۱۸۵

آپؐ کے دستِ مبارک

مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

ابن سعد نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے۔ کہ مشرکین مکہ نے عمارؓ بن یاسر کو آگ میں ڈال دینا چاہا۔ آگ میں پھینک دینے کو تیار تھے کہ رحمۃ للعلمین منجی یوم الدین مطفی نار المفسدین سید المرسلین شفیع المذنبین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور اپنا دستِ رحمت وشفقت عمارؓ کے سر پر رکھ کر فرمایا۔ اے آگ عمارؓ پر ٹھنڈی ہو جا جیسے کہ تو ابراہیمؑ پر ہوئی تھی اور اسے دکھ نہ دے اے عمار تیرے مرنے کا وقت یہ نہیں بلکہ ایک اور وقت باغیوں کی جماعت جس کا سردار معاویہ ہوگا تجھے قتل کریگی۔ **ف** آپؐ کا یہ فرمان سُن کر آگ سرد ہوگئی اور بعدازاں عرصہ کے بعد بایام خلافت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام شامی باغیوں کے ایک گروہ نے جن کا سرگروہ امیر البغاۃ معاویہ تھا، قتل کیا اور آپؐ کی پیشینگوئی حق ہوئی۔

اخرج البیھقی عن عائشۃ رضؓ قالت اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بترس فیہ تمثال عقاب فوضع یدہ علیہ فاذھبہ اللہ

بیہقی نے عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقاب کی ایک تصویر پر جو ڈھال پر کھچی ہوئی تھی اپنا دستِ مبارک رکھا۔ جب اُٹھایا تو وہ تصویر بالکل منعدم ہو گئی تھی (خصائص الکبریٰ مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد ۲ صفحہ ۸۲)

اخرج ابونعیم عن کعب بن مالکؓ قال اتی جابرؓ بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرای وجھہ متغیرا فرجع الی امراتہ وقال قد رایت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متغیرا وما احسبہ الامن الجوع فھل عندک من شئ قالت واللہ مالنا الاھذا الداجن وفضلۃ من زاد فذبحت الداجن وطحنت ماکان عندھا

ابونعیم نے بسندِ مذکور (فی الاصل) کعبؓ بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جنگِ احزاب میں اثنائے حفرِ خندق جابرؓ بن عبد اللہ نے دیکھا کہ جناب رسالتمآب مالکِ فیوض وبرکات علیہ وآلہ الصلوۃ کے چہرۂ مبارک کا رنگ دگرگوں ہے۔ یہ دیکھ کر گھر آئے اور اپنی بیوی سے بیان کیا اور کہا آپؐ کی یہ حالت بھوک کے سبب معلوم ہوتی ہے۔ تیرے پاس آپؐ کے کھانے کو کچھ ہے؟ وہ بولی بخدا گھر میں تو سوائے اِس ایک بکری اور تھوڑے سے آٹے کے اور کچھ نہیں۔ کہا جو ہے یہی سہی۔ بی بی نے بکری کو بناتنا اور اُس

وخبزت وطبخت ثم ثردنا فی جفنة لنا ثم
حملتها الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال
یا جابر اجمع الی قومك فاتیته بہم فقال
ادخلہم علیّ ارسالاً فکانوا یاکلون فاذا شبع
قوم خرجوا ودخل اٰخرون حتی اکلوا جمیعا و
فضل فی الجفنة شبه ما کان فیها وکان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لہم
کلوا ولا تکسروا عظما ثم انه جمع العظام
فی وسط الجفنة فوضع یده علیها ثم تکلم
بکلام لم اسمعه فان الشاة قد قامت تنفض
اذنیها[1] فقال لی خذ شاتك فاتیت امراتی
فقالت ما هذا قلت هذه واللہ شاتنا التی
ذبحنا دعا اللہ فاحیاها لنا قالت اشهد انه
رسول اللہ ۱۲ دلائل النبوت ج ۲ ص ۲۲۴

آٹے کو بھی پکا کر کھانا تیار کیا - جابرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے سب کچھ ایک سینی میں رکھ کر آپؐ کے پیش کر دیا - آپؐ نے دیکھ کر حکم دیا کہ سب آدمیوں کو جو کھُدائی کے کام میں لگے ہُوئے ہیں، بُلالا - مَیں سب کو بُلا لایا فرمایا تھوڑے تھوڑے کر کے میرے پاس حاضر کر - ایسا تھا کہ جتنے آدمی کھا لیتے وہ نکل جاتے - اِسی طرح سب کھا گئے - جابرؓ کہتے ہَیں کہ آپؐ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ کوئی شخص گوشت کی ہڈی نہ توڑے نہ باہر پھینکے سب ایک جگہ رکھتے جائیں - جب سب کھا چکے تو آپؐ نے حکم دیا کہ چھوٹی موٹی سب ہڈیاں جمع کر دو - جمع ہو گئیں تو آپؐ نے اپنا دستِ مبارک اُن پر رکھ کر کچھ پڑھا جسے مَیں نے سُنا، سمجھا نہیں - آپؐ کا دستِ مبارک ابھی ہڈیوں پر ہی تھا اور زبان سے کچھ پڑھ ہی رہے تھے کہ کچھ کا کچھ بننے لگ گیا - یہاں تک کہ گوشت پوست تیار ہو کر بکری کان جھاڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی - حضورؐ نے فرمایا، جا اپنی بکری لے جا - مَیں اُس کا کان پکڑ کر اپنی بیوی کے پاس لے آیا - وہ حیران ہو کر بولی یہ کیا؟ مَیں نے کہا ہماری بکری کو جسے ہم نے ذبح کر کے مجاہدین کو کھلایا تھا، حق تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے زندہ کر دیا ہے میری بیوی نے کہا مَیں دل و جان سے گواہی دیتی ہُوں - کہ آپؐ اللہ کے سچّے رسول ہَیں -

اخرج[2] عن سلیمان بن صرد ان ابیّؓ بن
کعب اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برجلین
اختلفا فی القراءة کل واحد منهما یقول اقرأنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاستقرأهما
فقال احسنتما فقال ابی فدخل فی قلبی من
الشك اکثر واشد مما کنت علیه فی الجاهلیة
فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی صدری وقال اللهم اذهب عنه الشیطان

بیہقی نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ اُبی بن کعبؓ دو آدمیوں کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور وہ دونوں قرأتِ قرآن مجید میں متخالف تھے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسی طرح پڑھایا ہے - آپؐ نے فرمایا - اب تم ایک ایک میرے روبرو پڑھو - پہلے ایک نے پڑھا - آپؐ نے فرمایا درست ہے - پھر دوسرے نے پڑھا آپؐ نے فرمایا درست ہے - حالانکہ دونوں کی قرأت میں اختلاف تھا - اُبیؓ کہتے ہیں کہ میرے دِل میں ایک ایسا بڑا وسوسہ پڑا جو کبھی زمانہ کفر میں

[1] حجۃ اللہ علی العلمین اور انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ میں اُذنیہا ہے - لیکن شرح شفا مُلا علی قاری مطبوعہ استنبول جلد اول ص۶۴۵ میں ذنبہا ہے - اور یہ بکریوں کے لئے بہت صحیح ہے - [2] حجۃ اللہ ص۵۸ و مشکوٰۃ (انصاری دہلی - باب المعجزات)

فارفضيت عرقا وكان انظر الى الله فرقا

بھی نہ پڑا تھا۔ آپؐ میرے اس وسوسہ کو نورِ نبوت سے معلوم کر گئے۔ اور میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک دبا کر مارا۔ اور زبانِ پاک سے فرمایا "اے رب اِس کے سینہ سے شیطان نکال دے" بمجرد اِس کے مجھے پسینہ آنا شروع ہو گیا۔ اور وہ بُرے سے بُرا وسوسہ فوراً میرے دل سے جاتا رہا۔ اور بجائے اُس کے صدق و یقین میرے دِل میں بھر گیا۔ ایسا کہ گویا میں خُدا کو ظاہر دیکھتا ہُوں۔

اخرج بن ماجه عن علیؑ علیه السلام قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الی الیمن فقلت یا رسول الله تبعثنی وانا شاب اقضی بینهم ولا ادری بالقضاء قال فضرب بیده فی صدری ثم قال اللهم اهد قلبه وثبت لسانه قال فما شککت بعد فی قضاء بین اثنین۔

(ابن ماجہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد ۲ صفحہ ۱۶۸)

ابن ماجہ نے حضرت مولائے متقین امیر المؤمنین علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپؑ نے جب مجھے یمن میں بھیجنا چاہا تو میں* تو ناتجربہ کار ہُوں۔ کچھ جانتا نہیں فصلِ مقدمات و قضائے قضایا کیسے کروں گا؟ یہ سُن کر آپؐ نے اپنا دستِ فیض پیوست میرے سینہ پر مارا۔ اور دُعا کی کہ اے رب اِس کے دِل کو احقاقِ حق کی قوت دے اور اِسکی زبان پر حق کو چلا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اُس وقت سے تا دمِ حیات فریقین کے مقدمات کے فیصلہ کرنے میں مجھ سے ایک ذرّہ بھر غلطی نہیں ہوئی۔

اخرج البیهقی عن ابی العالیة قال بعث النبی صلی الله علیه وآله وسلم الی ابیاته التسعة یطلب طعاما وعنده ناس من اصحابه فلم یوجد فنظر الی عناق فی الدار ما نتجت شیئا قط فمسح مکان الدار قال فدفعت بضرعها مدلی بین رجلیها فدعا بقعب فحلب فبعث به الی ابیاته قعبا قعبا ثم حلب فشربوا (حجۃ اللہ علی العٰلمین مطبوعہ بیروت صفحہ ۶۲۱)

بیہقی نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وقت اپنے نَو گھروں میں یعنی نَو بی بیوں کے پاس کسی کو بھیجا کہ اگر کسی کے گھر میں کچھ کھانے کو ہے تو دیوے اور آپؐ کے پاس آپؐ کے اصحابی تھے۔ مگر کسی گھر سے کچھ نہ ملا۔ اتفاقاً آپؐ کو ایک بٹھوری نظر پڑی جو ابھی سُوئی نہ تھی آپؐ نے اُسکے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ پھیرتے ہی اُسکے تھن دودھ بھرے اُسکی ٹانگوں کے درمیان نیچے لٹک آئے۔ آپؐ نے لکڑی کا ایک بڑا کاسہ منگایا۔ اور بٹھوری کو دوہا اور اپنے نَو گھروں میں ایک ایک کاسہ دودھ کا بھرا ہوا باری باری بھیج دیا۔ پھر آپؐ نے حاضرینِ مجلس کو دودھ سے سیر کیا۔

وروی البیهقی قصة شاة عبد الله رض بن مسعود وملخصها انه قال وهو صغیر یرعی غنما لعقبة بن معیط فمر علیه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

بیہقی نے بسندِ خود آپؐ کا ایک اور دستی معجزہ روایت کیا ہے۔ مختصراً یہ ہے۔ کہ عبد اللہ رضؓ بن مسعود چھوٹی عمر میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضؓ اُس طرف سے گزرے

* نے عرض کیا۔ کہ میں

ابوبکرؓ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہ وسلم ھل عندک لبن قال نعم ولکنی مؤتمن فقال ائتنی بشاۃ لم ینز علیھا الفحل قال فاتیتہ بجذعۃ فاعتقلھا ومسح ضرعھا و دعا اللہ واتاہ ابوبکرؓ بصحفۃ فحلب فیھا و قال لابی بکرؓ اشرب ثم قال للضرع اقلص فعاد کما کان وکان ھذا ھو سبب اسلام عبداللہؓ بن مسعود (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۲۱)

آپؐ نے ابنِ مسعودؓ کو فرمایا، تیرے پاس ہمارے پینے کو کچھ دودھ ہے؟ عرض کی۔ کہ ہے تو سہی۔ لیکن یہ دودھ میرے پاس مالک کی طرف سے امانت ہے۔ مَیں اِس میں خیانت نہیں کر سکتا۔ فرمایا کوئی ایسی بکری لا جسے ابھی نر نہ ملا ہو۔ ابن مسعود کا بیان ہے کہ مَیں ایک یک سالہ بکری جو ابھی نر نہ دیکھے تھی، پکڑ لایا۔ آپؐ نے اُس کے تھنوں کو اپنا دستِ مبارک لگایا اور خُدا سے دُعا کی۔ ابوبکرؓ نے ایک کاسۂ بزرگ آپؐ کو دیا۔ آپؐ نے دُودھ دوہ کر بھر دیا اور ابوبکرؓ کو پلایا۔ پھر تھنوں کو حکم دیا تم جیسے تھے وَیسے ہو جاؤ۔ وُہ وَیسے ہی ہو گئے جیسے کہ پہلے تھے۔ عبداللہؓ بن مَسعود کے مُسلمان ہونے کا سبب یہی ایک مُعجزہ ہے۔

اخرج البیھقی بسندہ الی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم من مکۃ فانتھینا الی حیّ من احیاء العرب فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم الی بیت متنحٍ فقصد الیہ فلما نزلنا لم یکن فیہ الا امرأۃ فقالت یا عبداللہ انما انا امرأۃ ولیس معی احد فعلیکما بعظیم الحیّ ان اردتم القری قال فلم یجبھا وذلک عند المساء فجاء ابن لھا باعنز لہ یسوقھا فقالت لہ یا بنیّ انطلق بھذا العنز و الشفرۃ الی ھذین الرجلین فقل لھما تقول لکما امیّ اذبحا ھذہ وکلا واطعمانا فلما جاء قال النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم انطلق بالشفرۃ وجئنی بالقدح قال انھا قد عزفت ولیس لھا لبن قال انطلق فانطلق فجاء بقدح فمسح النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ضرعھا ثم

بیہقی نے بسند خود حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکّہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو مَیں بھی آپؐ کے ساتھ تھا۔ راہ میں ہم قبائل عرب سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچے۔ تو آپؐ نے کچھ فاصلہ پر ایک گھر دیکھا۔ آپؐ اُدھر کو ہو لیئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو گھر میں صِرف ایک عَورت موجود تھی۔ ہم کو دیکھ کر بولی۔ خدا کے بندو! مَیں ایک تنہا عَورت ہُوں۔ اور میرے پاس اور کوئی نہیں۔ تم اگر مہمان ہُوا چاہتے ہو تو ہمارے قبیلہ کے سردار کے ہاں جاؤ۔ آپؐ نے اُسے کچھ جواب نہیں دیا۔ شام کا وقت تھا۔ اِتنے میں اُسکا بیٹا اپنی بکریاں چراگاہ سے لیئے آتا پہنچ گیا۔ اُس عورت نے بیٹے کو کہا کہ لے وہ ایک بکری جو نہ دودھ والی ہے نہ گابھن ہے اور چھُری اِن دو آدمیوں کو دے جو ہمارے ہاں اُترے ہُوئے ہیں۔ اور کہو کہ اسے ذبح کر کے بناؤ پکاؤ خود کھاؤ، ہمیں بھی کِھلاؤ۔ آپؐ نے فرمایا اِس چھُرے کو لے جا اور پیالہ لے آ۔ اُس نے کہا یہ بکری کمزور ہے اور دودھ والی نہیں۔ فرمایا تجھے اِس سے کیا غرض؟ تو پیالہ لے آ۔ وہ پیالہ لے آیا۔ آپؐ نے اپنے دستِ بابرکت سے اُس کے تھنوں کو جھاڑا اور پیالہ دودھ دوہ کر

حلب حتی ملأ القدح ثم قال انطلق بہ الی امك فشربت حتی رویت ثم جاء بہ فقال انطلق بھذہ وجئنی باخری ففعل بھا ثم سقی ابابکر رض ثم جاء باخری ففعل بھا کذلك ثم شرب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فبتنا لیلتنا ثم انطلقنا وکانت تسمیۃ **المبارك** وکثرت غنمھا حتی جلبت جلبا الی المدینۃ فمر ابوبکر رض فراہ ابنھا فعرفہ فقال یا امہ ان ھذا الرجل الذی کان مع المبارك فقامت الیہ فقالت یاعبد اللہ من الرجل الذی کانت معك قال وماتدرین من ھو قالت لا قال ھو النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت فادخلنی علیہ قال فادخلھا علیہ واھدت الیہ شیئا من اقطو متاع الاعراب قال فکساھا واعطاھا قال ولا اعلمہ الا قال اسلمت

پیالہ بھر دیا۔ اور فرمایا جا یہ اپنی ماں کو پلا اور پیالہ واپس لا۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ نے پھر دودھ دُوہ کر پیالہ بھر دیا۔ اور ابوبکرؓ کو پلایا۔ پھر دوہا اور خود پیا۔ ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ ہم رات وہاں رہے اور صبح روانہ ہوئے۔ اُس عورت نے آپؐ کی یہ برکت دیکھ کر آپؐ کا نام **مبارک** لینا شروع کر دیا۔ آپؐ کی اُن کے گھر رہنے کی برکت سے اُن کی بکریوں میں دُودھ اور افزُونی ہُوئی۔ ایک دفعہ وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر مدینہ منوّرہ میں آئی۔ اُسکے بیٹے نے وہاں چلتے پھرتے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا اور پہچان لیا۔ اپنی ماں سے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو ایک دفعہ مُبارک کے ساتھ ہمارے ہاں رات رہا تھا۔ وہ اُٹھ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئی۔ اور کہا تجھے خدا کی قسم وہ تیرے ساتھ کون تھا؟ جس نے کنج بکری کو دُوہ کر ہم تم سب کو دودھ پلایا تھا۔ ابوبکرؓ نے کہا تجھے نہیں معلوم؟ وہ بولی نہیں۔ کہا وُہی تھے **محمدؐ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام جہان کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ بولی مجھے اُس کے پاس لے چل۔ ابوبکرؓ کہتے ہیں۔ کہ میں اُس کو آپؐ کے حضور میں لے آیا۔ اُس نے کچھ پنیر اور جنگلی لوگوں کے تحفے آپؐ کے پیش کیے۔ آپؐ نے اُسے کپڑے بنوا دیے اور کچھ اور بھی بخشا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کہتے ہیں کہ مجھے یہی خیال ہے کہ وُہ اِسلام قبُول کر گئی تھی۔

اخرج[۵۲] ابن عساکر والمدائنی عن رجالہ ان اسید بن ابی ایاس مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجھہ والقی یدہ الی صدرہ فکان اسید یدخل البیت المظلم فیضئ

ابن عساکر نے اور مدائنی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اُسید بن ایاس کے منہ اور سینہ پر پھیرا تو اُسکا چہرہ اور سینہ اِسقدر روشن تھا کہ اگر اُسید اندھیری کوٹھڑی میں داخل ہوتا تو وہ روشن ہو جاتی تھی۔

اخرج[۵۳] ابونعیم[۲] والطبرانی عن ابی قرصافۃ رض قال کان بدأ اسلامی انی کنت یتیما بین اُمی وخالتی وکنت ارعی شویھات لی فکانت خالتی کثیرا ما تقول لی یا بُنی لا تمر الی

ابونعیم نے ابو قرصافہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا باپ مرگیا۔ میری ماں اور ماسی زندہ تھی۔ اور ہمارے پاس چند ایک بکریاں تھیں جنھیں میں چرایا کرتا تھا۔ میری ماسی اکثر وقت مجھے بہ تاکید کہا کرتی تھی۔ کہ کبھی اِس شخص یعنی محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[۵۱] کنز العمال ج ۷ صـ ۹ [۵۲] دلائل النبوت ج ۲ صـ ۱۶۲ [۵۳] کنز العمال ج ۷ صـ ۹۶

الرجل تعني النبي صلى الله علیه وآلہ وسلم فیغویك ویضلك فكنت اخرج الى المرعى فاترك شویاتی واتی النبی صلى الله علیہ وآلہ وسلم فلا ازال عندہ اسمع منه ثم اروح غنمی ضمرا یابسات الضروع فقالت خالتی مالغنمك یابسات الضروع قلت ما ادری ثم فعلتُ فی یوم الثانی كذلك ثم عدت الیه فی یوم الثالث فاسلمت وشكوت الیه امر خالتی وغنمی فقال جئنی بالشیاۃ فجئته بهن فمسح ضروعهن وظهورهن فدعا فیهن بالبركة فامتلئن شحما ولبنا فدخلتُ علی خالتی بهن قالت یا بنی هكذا فارع فاخبرتها فاسلمت هی وامی و فی روایة الطبرانی بایعن رسول الله صلى الله علیه وآلہ وسلم وصافحهن فلما بایعنا رسول الله صلى الله علیہ وآلہ وسلم انا وامی وخالتی و رجعنا من عندہ منصرفین قالت لی امی و خالتی یا بنی ما رأینا مثل هذا الرجل ولا احسن منه وجها ولا انقی ثوبا ولا الین كلاما رأینا كان النور یخرج من فیه ۳

کے پاس نہ جانا بلکہ اُس کے قریب سے بھی نہ گزرنا۔ کیونکہ اگر تو اُس کے قابو آگیا تو وُہ تجھے بے راہ کر دیگا۔ لیکن مَیں جب چراگاہ میں پہنچ جاتا۔ تو بکریوں کو چھوڑ کر بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ اور آپؐ کا کلامِ معجز نظام تمام دن سُنتا، مجھی اسقدر لذّت آتی کہ اَور کچھ یاد نہ رہتا۔ شام کو بکریاں بھوکی بھاکی تابڑے لگے ہُوئے گھر لے آتا۔ میری ماسی پُوچھا کرتی کہ اِنہیں کیا ہُوا؟ تو انہیں لے جا کر کیا کرتا ہے؟ خالی پیٹ اور دِن بدن لاغر ہوئی جاتی ہیں مَیں کہتا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کیا ہوا؟ اِسی طرح دو روز اُس نے بکریوں کو دیکھا اور مجھے خوب ڈانٹا کہ تو کہاں رہتا ہے؟ یہ کیُوں بھُوکی رہتی ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ تُو اِنہیں چراتا نہیں۔ جب تیسرا دِن ہُوا تو مَیں حسبِ معمول حضور میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ اور ساتھ ہی یہ شکایت بھی کردی کہ میری ماسی مجھے آپؐ کے پاس آنے سے منع کرتی ہے کیونکہ مَیں تمام دِن جنابؐ کی خدمت میں حاضر رہتا ہُوں اور بکریاں کہیں بیٹھی رہتی ہیں۔ ماسی یہ دیکھ کر بہت خفا ہوتی ہے۔ یہ سُن کر آپؐ نے فرمایا جا اپنی بکریاں میرے پاس لے آ۔ مَیں وہ سب آپؐ کی خدمت میں لے گیا۔ آپؐ نے اُن کی پیٹھوں پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے تھنوں کو بھی ہاتھ لگایا، اور دعائے برکت کی۔ اُن کے تھن فوراً دُودھ بھر آئے۔ اور گوشت اور چربی سے فربہ ہوگئیں۔ جب مَیں اُنہیں گھر لے کر آیا۔ تو میری ماسی نے کہا کہ ہاں اِسی طرح چرایا کر (اور جہاں آج چراتا رہا ہے ہر روز وہاں ہی لیجایا کر۔ مَیں نے کہا، ماسی جی۔ آج یہ کسی اَور جگہ نہیں چریں اور نہ مَیں اِن کو چراتا رہا ہُوں۔ یہ اُس شخص کی برکت ہے جس کے پاس تک سے گزرنے سے تم منع کیا کرتی تھیں۔ اگر تم کہتی ہو تو اُس کے پاس جایا کرُوں، کہتی ہو تو نہ جایا کرُوں اُس کو کہہ آؤنگا کہ اپنی برکت واپس لے لے، ماسی نہیں چاہتی۔ یہ سُن کر وہ بولی، نہیں بچّا کیوں نہیں چاہتی، اُس کے پاس ضرور جایا کر اور جو وہ کہے اُسے غور سے سُنا کر۔ وُہ بہت برکت والا اور ہدایت دینے والا آدمی ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ وُہ سچّا ہے۔) پھر وُہ اور میری ماں دونوں آپؐ کے حضور حاضر ہو کر مسلمان

ہوگئیں۔ اور جب ہم آپ کی بیعت کر کے واپس آئے۔ تو میری ماں اور ماسی کہتی تھیں کہ ہم نے کسی کو آپ سے زیادہ خوبصورت اور خوش لباس اور نرم کلام نہیں دیکھا۔ آپ کے منہ سے نور نکلتا ہے۔

اخرج الطبرانی وابن سکن عن مالك بن عمیر رض ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وضع یدہ علی راسہ ووجہہ فعمر حتی شاب راسہ ولحیتہ وماشاب موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من راسہ ولحیتہ" (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۲۷)

طبرانی اور ابن سکن نے مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سر اور ڈاڑھی پر پھیرا۔ مالک نے بہت عمر پائی۔ اور بال سفید ہو گئے لیکن جن پر آپ کا دستِ مبارک پھر گیا تھا۔ وہ مثل جوانوں کے سیاہ اور چمکیلے تھے۔ ایسا ہی عمر بن ثعلب جہنی کے ساتھ ہُوا۔ اور وہ سو برس جیتا رہا۔ جن بالوں پر آپ کا دستِ مبارک پھر گیا تھا وُہ تا دمِ زیست سیاہ رہے۔ (روایت کیا ہے اِس کو بیہقی اور بغوی نے)

اخرج الترمذی وحسنہ والبیہقی وصححہ من طریق علباء بن احمر عن ابی زید[1] الانصاری رض قال مسح رسول اللہ علی راسہ ولحیتہ ثم قال اللھم جملہ قال فبلغ بضعا ومأۃ سنۃ ومافی راسہ ولحیتہ بیاض ولقد کان منبسط الوجہ ولم ینقبض وجہہ حتی مات

ترمذی[2] نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور بیہقی نے بطریق علباء بن احمر ابوزید انصاری سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، ابوزید کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور دُعا کی کہ الٰہی اسے زینت بخش۔ وہ ایک سو اُوپر کتنے سال جئے۔ لیکن سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے اور چہرہ پر ایک ذرہ بھر شکن نہ تھا۔ صاف وروشن جیسے نوجوانوں کا ہوتا ہے،

اخرج البیہقی عن ابی العلاء قال عدتُ قتادۃ بن ملحان فی مرضہ فمر رجل فی مؤخر الدار فرایتہ فی وجہ قتادۃ رض وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسح وجہہ وکنت کلما رایتہ کان الاریتہ کان علی وجہہ الدھان (حجۃ اللہ علی العٰلمین مطبوعہ بیروت ص۴۲۷)

بیہقی نے ابوالعلاء سے روایت کیا ہے کہ قتادہ رض بن ملحان بیمار ہو گئے۔ مَیں اُن کی خبر کو گیا تو ایک آدمی میرے پیچھے سے گزرا۔ مَیں نے اُسکا عکس قتادہ کے چہرہ میں دیکھ لیا۔ یہ روشنی وبرکت اُن کے چہرہ میں اِسلیئے تھی کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے چہرہ پر اپنا دستِ مبارک پھیر اتھائیں جب اُن کو دیکھتا تو مجھے معلوم ہوتا کہ انہوں نے اپنے چہرہ پر گھی یا تیل مَلا ہُوا ہے

فی سیر النبویۃ لما کان یوم فتح مکۃ امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیرتِ نبویہ میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رض کو کعبہ کی چھت پر اذان

[1] ابوزید کا نام عمرو بن اخطب ہے۔ [2] ترمذی مجتبائی دہلی ج ۲ ص۲۰۴

بلال رض فاذن على ظهر الكعبة فصار بعض كفار
قريش يستهزؤن ويحكون صوته وكان من
جملتهم ابو محذورة وكان من احسنهم
صوتا فلما رفع صوته بالاذان مستهزئًا
سمعه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فامر
به فمثل بين يديه وهو يظن انه مقتول
فمسح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ناصية
وصدره بيده الشريفة قال رضي الله عنه
فامتلأ قلبي والله ايمانا ويقينا وعلمت
ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فالقى
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الاذان و
علمه اياه وامره ان يؤذن باهل مكة وكان
سنة ست وعشرون سنة واولاده بعده يتوارثون الاذان بمكة رضي الله عنهم

دینے کا حکم دیا۔ بعض کافر مخول کرنے اور برے لہجہ میں اُس کی نقل
کرنے لگے۔ اُن سے ایک ابو محذورہ تھا۔ اُس کی آواز کچھ اچھی
تھی۔ آپ نے سُن لی۔ اور حکم دیا کہ اُسے حاضر کرو۔ جب حاضر
لایا گیا۔ تو اُسے خیال تھا کہ مَیں مارا جاؤں گا۔ لیکن آپؐ
نے اُسے اپنے نزدیک کر کے اُس کی پیشانی اور سینہ پر ہاتھ
پھیرا۔ ابو محذورہ کہتے ہیں کہ بمجرد آپؐ کے دستِ مبارک
میرا دل ایمان و یقین سے بھر گیا۔ اور مَیں نے سچے دل سے
سمجھ لیا کہ آپؐ بے شک رسول اللہ ہیں۔ پھر آپؐ نے اُسے
اذان کے کلمے خود پڑھا دیے۔ اور حکم دیا کہ اب باآواز بلند
اذان کہ۔ کہ سب اہلِ مکہ سُنیں۔ اُس وقت عمر اُس
کی سولہ سال کی تھی۔ جب تک جیتا رہا۔ اذان کہتا رہا
اور پھر اُس کی اولاد مکہ میں اسکی وارث اذان ہوئی۔

اخرج الدارمي عن ابن عباس رض ان
امرأة جاءت بابن لها الى رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم فقالت يا رسول الله ان ابني به
جنون وانه لياخذه عند غدائنا وعشائنا فمسح
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صدره
فثع ثعة فخرج من جوفه مثل الجرو الاسود يسعى۔
(انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر ص ۱۸۹)

دارمی نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت
اپنے لڑکے کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں آئی۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے بیٹے کو جن چمٹا ہوا
ہے اور اسے صبح و شام خراب کرتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔ اُسے فی الفور قے
شروع ہو گئی اور اُسکے پیٹ سے کالے پلے جیسی ایک چیز نکلی۔
جو اِدھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھی۔

وروى النسائي ان محمد بن
حاطب قال كنت طفلا فانصبت القدر على
واحترق جلدي كله فحملني ابي الى رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم فتفل عليه الصلوة والسلام
على جلدي ومسح بيده على المحترق وقال

نسائی نے روایت کیا ہے کہ محمد بن حاطب نے کہا۔ کہ
مَیں بچہ تھا اور جلتی ہنڈی مجھ پر گر پڑی۔ مجھے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے اپنے
دستِ مبارک پر پھونک مار کر میرے جسم پر پھیر دیا۔ اور
کہا۔ کہ اے رب اِس کا دُکھ دُور کر۔ آپؐ کا ایسا کرنا

؎ انوار محمدیہ ص ۱۹۱

اذهب البأس رب الناس فصرت صحیحا لا بأس بی

اخرج ابن سعد وابن عساکر عن
عبد الملك بن عبید وغیرہ قالوا کان شیبة
بن عثمان یحدث عن اسلامه قال لما کان عام
الفتح ودخل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
مکة عنوۃ قلت اسیر مع قریش الی هوازن
بحنین فعسی ان اختلطوا ان اصیب من محمد
غرۃ فاکون انا الذی قمت بثار قریش کلها و
اقول لو لم یبق من العرب والعجم احد الا
اتبع محمدا ما اتبعته ابدا فکنت مترصدا لما
خرجت له لا یزداد الامر فی نفسی الا قوۃ فلما
اختلط الناس اقتحم رسول الله صلی الله علیه و
آله وسلم عن بغلته واصلت السیف ودنوت
ارید ما ارید منه ورفعت سیفی حتی کدت اسورہ
فرجع لی شواظ من نار کالبرق کاد یمحشنی فوضعت
یدی علی بصری خوفا علیه التفت الی رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم فنادانی یا شیبة
ادن منی فمسح صدری ثم قال اللهم اعذہ
من الشیطان قال فوالله لهو کان ساعتئذ احب
الیّ من سمعی وبصری ونفسی واذهب الله
ما کان بی ثم قال ادن فقاتل فتقدمت
امامه اضرب بسیفی الله یعلم انی احب
ان اقیه بنفسی کل شیٔ ولو لقیت تلك الساعة
ابی لو کان حیا لاوقعت به السیف حتی رجع
الی معسکرہ فدخل خباءہ فدخلت علیه

تھا کہ فوراً تندرست ہوگیا گویا مجھ کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے عبد الملک بن عبید وغیرہ سے
اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں شیبہ بن عثمان سے اُس کے اِسلام
لانے کی کیفیت کو روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بروز فتح مکہ، مکہ میں بڑی شان وشوکت سے داخل ہوئے۔ تو
میرے جی میں آیا۔ کہ اگر کبھی موقع ملا تو میں قریش کے آج کے دِن کا
بدلہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لُونگا۔ قریب ہی جنگِ حنین کا موقع آ
گیا۔ مَیں نے سوچا کہ قریش کے ساتھ ہوازن کی طرف چلتے ہیں۔
اگر وہاں جنگ چھڑی تو گھمسان میں موقع پاکر مَیں ہی قریش کے
بدلہ میں محمدؐ کو قتل کردُونگا۔ تو تمام قوم کا بدلہ لینے والا تسلیم کیا جاؤنگا
اور میرے دل میں یہ قصد اِسقدر پُختہ تھا کہ اگر تمام جہان بھی محمد
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تابع ہوجائے۔ تو مَیں کبھی اُسکی اطاعت نہ
کرونگا۔ خیر مَیں موقع پر حاضر ہوکر اپنا ارادہ پورا کرنے کا منتظر تھا اور
میرے دِل میں یہ خیال ترقی کررہا تھا۔ آخر جب جنگ چھڑی۔ اور
جنگی بہادر ایک دوسرے کو جا پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بلا تردّد و اضطراب اپنے خچرّ سے اتر آئے۔ مَیں نے جب یہ
دیکھا تو تلوار سنبھال کر اپنا ارادہ پورا کرنے کے لیے حملہ کیا چاہتا ہی تھا۔
کہ آگ کا ایک شعلہ بجلی کی طرح میری طرف آیا۔ قریب تھا کہ وہ مجھے
جلا کر راکھ کردے۔ میں نے ڈر سے جلدی سے ہاتھ اپنی آنکھوں پر
رکھ لیے۔ اور بے بس ہوکر رہ گیا۔ آپؐ نے پھر کر دیکھا اور فرمایا۔ کہ
شیبہ! میرے پاس آ۔ مَیں آگے ہُوا۔ آپؐ نے اپنا دستِ فیض
پیوست میرے سینہ پر رکھا اور کہا اَے رب اِسے شیطان کے
وسوسہ سے بچا۔ (اور ابن اثیر نے روایت کیا ہے کہ کہا دُور ہو جا
اَے شیطان اِس کے سینہ سے) شیبہ خُدا کی قسم کھا کر کہتا ہے
کہ میرے دل میں جہاں آپؐ کا بُغض وعناد بیٹھا ہوا تھا۔ آپؐ کے

فقال یا شیب الذی اراد اللہ بک خیر مما اردت بنفسک ثم حدثنی بکل ما اضمرت فی نفسی مما لم اذکرہ لاحد قط فقلت انی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ ثم قلت استغفر لی یا رسول اللہ قال غفر اللہ لک ۔

دستِ مبارک کی برکت اور آپؐ کی دُعا سے فوراً وہاں الفت و محبت بھر گئی اور وہ سب کچھ دُور ہو گیا۔ اور آپؐ مجھے اپنے کانوں آنکھوں اور جان سے بھی پیارے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ آ۔ میرے پاس آ۔ اور ہمارے آگے ہو کر ہمارے دُشمنوں سے لڑ۔ مَیں نے وہی تلوار جو آپؐ کے لیے تول رہا تھا۔ آپؐ کے سامنے کُفّار پر رکھ دی۔ خُدا جانتا ہے کہ میرا دل یہ چاہتا تھا کہ مَیں مارا جاؤں۔ میرا بال بچہّ خُدا کے پیارے پر فِدا ہو لیکن آپؐ کو کچھ ضرر نہ پہنچے۔ اور اُس وقت میرے دل میں جاں نثاری کا اِسقدر جوش تھا کہ اگر میرا باپ بھی بخلافِ آنجناب میرے سامنے آجاتا تو مَیں اُسے بھی قتل کر دیتا۔ خیر جب کفّار خوار ہو چکے اور اِسلام کامیاب۔ اور آتشِ جنگ فرو ہوئی تو آپؐ فراغت پا کر اپنے لشکر گاہ میں رونق افروز ہوئے۔ اور مَیں بھی دیوانۂ جمالِ باکمال خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ شیبہ! خدا کا ارادہ تیری نسبت تیرے ارادہ سے اپنی نسبت بہتر تھا۔ پھر آپؐ نے جو کچھ آپ کی نسبت میرے دل میں تھا اور سب داؤگھات ظاہر کر دیے جو میرے سوا کسی اَور کو معلوم نہ تھے۔ مَیں نے یہ سب کچھ دیکھ کر سُن کر صدقِ دل سے تسلیم کر لیا اور بہ آوازِ بلند و بادلِ خورسند بجوشِ ارادت و اخلاص پکارا کہ اے اللہ کے رسول! مَیں سچے دل سے خُدا پاک کے ایک اور آپؐ کے رسولِ خدا ہونے کی گواہی دیتا ہُوں۔ وہی معبُودِ حق ہے اُسکا کوئی شریک نہیں۔ پھر مَیں نے عرض کیا کہ آپؐ خُدا سے میری اُس بدنیتی کو جو آپ کو معلوم ہو چکی تھی، بخشوا دیجئے۔ فرمایا خُدا نے تجھے وہ گُناہ بخش دیا۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین صفحہ ۴۹۹)

اخرج الحاکم والبیھقی وابو نعیم عن عبد اللہ بن بُسر ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم وضع علی رأسہ وقال یعیش ھذا الغلام قرنا فعاش مأتہ سنۃ وکان فی وجھہ ثؤلول فقال لا یموت ھذا حتی یذھب الثؤلول من وجھہ فلم یمت حتی ذھب ۔

حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن بُسر سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اُس کے سر پر رکھا۔ اور فرمایا کہ یہ لڑکا ایک قرن زندگی پائیگا۔ تو اُس کی سَو برس عمر ہُوئی۔ اور اُس کے چہرہ پر ثؤلول[1] تھے۔ فرمایا۔ اِس کے مرنے سے پہلے یہ دُور ہو جائینگے۔ سو ایسا ہی ہُوا۔

اخرج بن سعد والبیھقی من طریق ثابت عن انس رضؓ قال کان لام سلیم من ابی طلحہؓ ابن. فمات فدخل ابو طلحۃؓ فقال کیف امسی ابنی قالت ھادئا فتعشی ثم قالت لہ

ابن سعد اور بیہقی نے بطریق ثابت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ام سلیم کا ایک لڑکا ابو طلحہؓ سے تھا۔ وہ اُسکی غیر حاضری میں مر گیا۔ ابو طلحہؓ جب گھر آیا تو پوچھا کہ لڑکا کیسا ہے؟ وہ بولی آرام میں۔ یہ کہہ کر ابو طلحہؓ کے آگے کھانا رکھا۔ جب کھانے سے فارغ ہُوا

[1] ثؤلول۔ جمع اس کی ثآلیل۔ بمعنی مَسّا۔

ارأيت لو ان رجلا اعارك عارية اخذها منك اجزعت قال لا قالت فان الله اعارك ابنك وقد اخذه منك فغدا الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاخبره بقولها وقد كان اصابها تلك الليلة فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم بارك الله لكما في ليلتكما قالت فولدت غلاما وكان من خير اهل زمانه فجئ الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فحنكه ثم مسح ناصيته وسماه عبد الله فكانت تلك المسحة غرة في وجهه ١٢

تو بولی کہ اگر کوئی شخص اپنی امانت تجھ سے مانگے تو کیا تو اُسے نہ دیگا؟ اور دے کر پھر پچھتائیگا اور اُسکا غم کریگا؟ کہا نہیں۔ کہا تیرا لڑکا جو خداوند کریم نے تجھے امانت دی تھی واپس لے لی۔ خیر رات تو ابوطلحہ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ خوش دلی سے گزاری صبح ہوئی تو ابوطلحہ نے یہ سب ماجرا حضور میں عرض کردیا۔ فرمایا خداوند کریم تمہاری آج کی رات کو تمہارے لیے با برکت کرے۔ چنانچہ آپؐ کی برکتِ دُعا سے خداوند کریم نے اُن کو ایک لڑکا عطا فرمایا (بیان کرتے ہیں کہ وہ لڑکا اپنے وقت میں سب سے زیادہ نیک تھا۔ اور انصار میں اُس سے زیادہ کوئی عابد نہ تھا) جب وہ پیدا ہوا تو اُسے حضور نبوی میں لائے۔ آپؐ نے اُسکی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور اُسکا نام عبدُ اللہ رکھا۔ جب تک زندہ رہا۔ آپؐ کے دستِ مبارک پھیرنے کی جگہ یعنی پیشانی بہت روشن اور نورانی نظر آتی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۵۰۸)

اخرج الطبراني في الكبير والاوسط بسند جيد والبيهقي عن ام عاصم امرأة عتبة بن فرقد قالت كنا عند عتبة بن فرقد اربع نسوة ما منا امرأة الا وهي تجتهد في الطيب لتكون اطيب من صاحبتها وما يمس عتبة الطيب وهو اطيب ريحا منا وكان اذا خرج الى الناس قالوا ما شممنا ريحا اطيب من ريح عتبة فقلنا له في ذلك قال اخذني الشرى على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فشكوت ذلك اليه فامرني ان اتجرد فتجردت وقعدت بين يديه والقيت ثوبي على فرجي فنفث في يده ثم وضع يده على ظهري وبطني فعبق بي هذا الطيب من يومئذ ١٢

طبرانی نے کبیر اور اوسط میں بسندِ جید اور بیہقی نے ام عاصم یعنی عتبہ بن فرقد کی عورت سے روایت کی ہے کہ ہم چار عورتیں عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ اور ہم سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسرے سے خوشبودار رہنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش رکھتی تھی۔ لیکن پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے وجود سے آتی تھی وہ بہت زیادہ ہوتی۔ اور اگر وہ کہیں آدمیوں میں جا بیٹھتا تو لوگ کہا کرتے کہ عتبہ خدا جانے کہاں سے ایسی خوشبو لاتا ہے۔ جس سے کسی قسم کی خوشبو نہیں ملتی۔ ایک دن ہم نے اُس سے پوچھا۔ تو اُس نے کہا۔ کہ ایک دفعہ مجھے شریٰ[1] کی بیماری ہوگئی تھی۔ جس سے میرا سارا بدن خراب ہوگیا۔ تو مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت کی۔ فرمایا اپنا بدن ننگا کرکے یہاں بیٹھ جا۔ آپؐ نے اپنے دست مبارک پر لب ڈالا۔ اور میرے پیٹ اور [illegible]ت پر پھیرا۔ اُسی دم سے میرے بدن سے خوشبو مہک رہی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۴۳۸)

اخرج البيهقي وابن عساكر عن

بیہقی اور ابن عساکر نے وائل بن حجر رض سے روایت کی ہے۔

[1] شریٰ ایک بیماری ہے۔ جس میں بدن پر بہت سی پھنسیاں نکل آتی ہیں۔

وائل بن حجر رض قال کنت اصافح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اویمس جلدی جلدہ فاعرف فی یدی بعد ثالثہ اطیب من ریح مسكٍ

کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا کرتا تھا۔ تو کئی دن تک میرے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی جو کستوری سے زیادہ ہوتی۔

اخرج احمد والبخاری فی تاریخہ و ابن سعد وابو یعلی والبغوی والحسن بن سفیان فی مسندہ والطبرانی والبیہقی عن حنظلۃ رض بن حذیم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسح راسہ بیدہ وقال لہ بورک فیك قال الذیال فرأیت حنظلۃ یوتی بالشاۃ الوارم ضرعہا والبعیر والانسان بہ الورم فیتفل فی یدہ و یمسح بصلعتہ ویقول بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ فیمسحہ ثم یمسح موضع الورم فیذھب

امام احمد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد اور ابو یعلی نے اور بغوی نے اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور طبرانی اور بیہقی نے حنظلہؓ بن حذیم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تجھے برکت دی گئی ہے ذیال نے کہا ہے کہ میں نے حنظلہ کو دیکھا کہ اگر کوئی اُس کے پاس بکری لاتا جس کے تھن سُوجے ہوتے یا کوئی ایسا اونٹ اونٹنی یا کوئی ایسا آدمی اُس کے پاس آتا جسے کسی قسم کا ورم ہوتا۔ تو حنظلہ اپنے ہاتھ پر تھوکتا۔ اور پھر اپنے سر کے اُس حصہ پر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا، پھیرتا۔ پھر یہ کہہ کر "اللہ کے نام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کے اثر پر" اپنا سر جائے متورم پر لگا دیتا۔ تو وہ فوراً اچھا ہو جاتا۔ ۱۲

(انور المحمدیہ من مواہب اللدنیہ ص ۱۳۷)

اخرج البخاری فی التاریخ والبغوی وابن مندۃ فی الصحابۃ من طریق صاحب بن العلاء بن بشر عن ابیہ عن جدہ بشر بن معاویۃ انہ قدم مع ابیہ معاویۃ بن ثور علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمسح راسہ ودعا لہ فکانت فی وجہہ مسحۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کالغرۃ وکان لا یمسح شیئا الا برئ ۱۲

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۳۳)

بخاری نے تاریخ میں اور بغوی اور ابن مندہ نے صحابہ میں بطریق صاحب بن علاء بن بشر اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اپنے باپ بشر بن معاویہ سے روایت کیا ہے کہ میں اپنے باپ معاویہ بن ثور کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعا دی۔ راوی کہتا ہے کہ جہاں آپؐ کا دستِ مبارک پھرا تھا وہ بہت چمکیلا اور روشن تھا۔ اور وہ جگہ اگر کسی عضوِ ماؤف پر لگا دیتا تو صحت ہو جاتی اور وہ آزار جاتا رہتا۔

اخرج ابو نعیم عن عروۃ رض ان ملاعب الاسنۃ عامر بن مالك اصابہ استسقاء فبعث الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابو نعیم نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ملاعب الاسنہ عامر بن مالک کو استسقا کی بیماری ہوگئی۔ تو اُس نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میرے لیے دُعا کریں۔

قاصدا یلتمس منه الدعاء وان یشفیه الله ببرکته
فاخذ صلی الله علیه وآله وسلم بیده الشریفة
حثوة من الارض فتفل علیها ثم اعطاها رسوله
فاخذها متعجبا یظن انه صلی الله علیه وآله وسلم
هزئ به فاتاه بها وهو علی شفا فشربها بعد
ان وضعها فی ماء فشفاه الله ببرکته صلی
الله علیه وآله وسلم ۱۲

اخرج[۱] البغوی وابن شاهین وابن
السکن وابن منده والطبرانی والحاکم وصححه و
البیهقی وابونعیم من طریق حزام بن هشام بن
حبیش بن خالد عن ابیه عن جده ان رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم حین خرج من مکة
مهاجرا الی المدینة هو وابوبکر رض ومولی ابی بکر رض
عامر بن فهیرة ودلیلهما اللیثی عبدالله بن اریقط
مروا علی خیمتی ام معبد الخزاعیة وکانت برزة
جلدة تحتبی بفناء القبة ثم تسقی وتطعم
فسالوها لحما وتمرا لیشتروه منها فلم یصیبوا
عندها شیئا وکان القوم مرملین مسنتین فنظر
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الی شاة فی
کسر الخیمة فقال ماهذه الشاة یا ام معبد قالت
شاة خلفها الجهد عن الغنم قال ابها من لبن
قالت هی اجهد من ذلک قال اتاذنین لی ان
احلبها فدعا بها رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم فمسح بیده ضرعها وسمی الله ودعا
لها فی شاتها فتفاجت علیه ودرت واجترت

آپؐ نے قاصد کی عرض سُن کر زمین سے مٹی کی ایک مُٹھی لے کر اُس پر اپنا لب مبارک ڈالا اور اُسے دی کہ اسے پانی میں گھول کر پی لے۔ قاصد نے لے تو لی لیکن بہت متعجب ہو کر خیال کیا کہ مٹی پر لبِ دہن اُس کی بیماری کی کیا دوا ہے! آپؐ نے اُس سے مذاق کیا ہے۔ خیر، جب وُہ اُس کے پاس پہنچا تو وہ تکلیف میں قریب الموت تھا مگر اُس نے جلدی سے اُس مٹی کو پانی میں گھلا کر پی لیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہ برکت آپؐ کے دستِ مبارک اور اثرِ لعابِ دہن فوراً اُسے شفا ہو گئی۔ الحمد للہ

بغوی اور ابن شاہین اور ابن السکن اور ابن مندہ اور طبرانی اور حاکم نے (اور صحیح کہا اسکو) اور بیہقی اور ابونعیم نے طریق سے حزام بن ہشام بن حبیش بن خالد کے اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو روانہ ہُوئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُن کا غلام عامر بن فہیرہ اور اُن کا بدرقہ عبداللہ بن اریقط بھی ساتھ تھے۔ راستہ میں چلتے چلتے ام معبد خزاعیہ کے خیمے پر سے گزرے اور وہ درمیانی عمر کی عورت (اُدھیڑ) پاکدامن، ہوشیار، پیش خیمہ میں کھُلی بیٹھ رہا کرتی تھی۔ اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی۔ اُس سے پُوچھا کہ اگر تیرے پاس گوشت یا کھجور ہے تو ہم قیمتاً لیا چاہتے ہیں۔ اُس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں۔ کیونکہ خشک سالی کے سبب ہر چیز میں کمی تھی۔ اور لوگ تکلیف میں تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ایک لاغر سی بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایکطرف باندھی ہوئی تھی۔ فرمایا یہ کیسی بکری ہے؟ اُمِ معبد نے کہا یہ ناتوانی کے سبب رہ چُکی ہے۔ بکریوں کے ساتھ چراگاہ میں نہیں جا سکتی، فرمایا دودھ دیتی ہے؟ اُس نے عرض کی یہ تو کب سے دودھ خشک کر چُکی ہے۔ فرمایا تُو اجازت دیتی ہے کہ ہم اِسے دوہ لیں۔ عرض کی، کہ اگر آپؐ کو اِسمیں دُودھ نظر آتا ہے تو دوہ لیجئے۔ یہ سُن کر آپؐ نے فرمایا لاؤ۔ اور اپنا دستِ مُبارک اُس کے تھنوں پر پھیرا اور اللہ کا نام لے

[۱] کنز العمال ج ۸ ص ۳۳۱

ودعا باناء يربض الرهط فحلب فيه ثجا حتى علاه البهاء
وسقى اصحابه حتى رووا ثم شرب آخرهم صلى الله عليه
واله وسلم ثم ارضوا ثم حلب فيه ثانيا بعد بدء حتى
ملأ الاناء ثم غادره عندها ثم بايعها وارتحلوا عنها
فقلما لبثت حتى جاء زوجها ابو معبد يسوق اعنزا
عجافا فلما راى اللبن عجب وقال من اين لك هذه
اللبن والشاء عازب حيال ولا حلوب فی البيت
فقالت لا والله الا انه مر بنا رجل مبارك من حاله
كذا وكذا قال صفيه لی قالت رايت رجلا ظاهر
الوضاءة ابلج الوجه حسن الخلق لم تعبه نخلة
لم تزر به وسيم قسيم فی عينيه دعج وفی اشفاره
غطف وفی صوته سهل وفی عنقه سطع وفی
لحيته كثاثة ازج اقرن ان صمت فعلاه
الوقار وان تكلم سما وعلاه البهاء واجمل
الناس وابهاهم من بعيد واحسنه من قريب
حلو المنطق فصل لا نزر ولا هذر كان منطقه
خرزات نظمن ربعة لا بائن من طول ولا
تقتحمه عين من قصر غصنا بين غصنين فهو
انضر الثلاثة منظرا واحسنهم قدرا له رفقاء
يحفون به ان قال انصتوا لقوله وان امر
تبادروا الى امره محفود محشود لا عابس
ولا معتد فقال ابو معبد هو والله صاحب
قريش الذی ذكر لنا من امره ما ذكر بمكة +

کر دُعا کی۔ بکری نے اپنے دونوں پاؤں پھیلا دیے اور تھنوں میں
دودھ بھر آئی اور جگالی کرنے لگ گئی۔ آپؐ نے فرمایا کوئی اتنا بڑا
برتن لاؤ جو سب کے لیے کافی ہو۔ پھر آپؐ نے اُس کو دُہ کر بھر دیا کہ
لبا لب ہو گیا۔ اور تمام چکنائی اُوپر بھر آئی۔ فرمایا ام معبد کو پلاؤ۔ اُس نے
خُوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ وہ بھی سیر
ہو لیے۔ پھر آپؐ نے پیا (خدا کا درُود و سلام ایسے با برکت وجود
شفیق، رحیم کریم پر ہو) پھر آپؐ نے دوبارہ دُہ کر اُس برتن کو ویسے
ہی بھر دیا اور ام معبد کو دے دیا۔ اور اُس بکری کو خرید لیا اور اسی
کے پاس چھوڑ کر وہاں سے چل پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کا
شوہر ابو مَعبد لاغر اور کمزور بھوک کی ماری بکریاں جنگل سے ہانکتا
لایا۔ جب اُس نے گھر میں دودھ کا ایک بڑا سا برتن بھرا ہوا
دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اور پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ بکریاں
تو دودھ دیتی ہی نہیں۔ نہ اِن میں کوئی سُونیوالی ہے جنگل میں دُور
چرا کرتی ہیں۔ وہ بولی ہاں یہ ٹھیک ہے۔ پر آج یہاں سے ایک مبارک
آدمی جس کے لُوں لُوں میں برکت بھری تھی، گزرا ہے۔ اُس نے
ہماری بکری کو جو لاغری اور کمزوری کے سبب بکریوں کے ساتھ
چراگاہ تک نہیں جا سکتی تھی۔ دوہ کر مجھ کو اور اپنے ساتھیوں کو
پلایا اور خود پیا اور یہ بڑا برتن بھی بھر کر دے گیا ہے۔ ابو معبد نے
کہا وہ ایسا آدمی کس شکل و صورت کا تھا؟ بولی۔ وہ شخص مبارک۔
روشن چہرہ۔ لطیف و نظیف۔ دلخواہ صورت۔ پسندیدہ خو۔ پاک
سیرت۔ خوشدل اور کشادہ پیشانی۔ سخاوت سے نہ تھکنے والا۔ میانہ جسم، نہ
بہت لاغر نہ بہت فربہ۔ خوبصورت خوش وضع۔ صاحبِ جُود و عطا،
فراخ اور سیاہ آنکھیں۔ دلکش چہرہ۔ خوبصورت پلکیں۔ نرم آواز۔
گردن میں مناسب درازی۔ بھری داڑھی۔ پیوستہ ابرو کہ دونوں میں کچھ فرق تھا۔ دانت موتیوں کی لڑی۔
اُسکی خاموشی میں وقار۔ گفتگو میں صدق گفتار۔ ہر حالت میں اصالت۔ ہر حرکت میں نجابت و شرافت۔

عظیم القدر۔ دور و نزدیک سے جمال صوری و معنوی کی شعاعیں اُس کے مبارک چہرہ میں نظر آتی تھیں شیریں کلام۔ خوشگو۔ خوش رُو۔ سرتاپا نورانی اور خوشبو۔ اُسکی صاف بیانی میں کوئی کلام نہیں۔ فصیح و بلیغ۔ اُس کا کلام لطف آمیز و سرور افزا جیسے ہروقت سُننے کو جی چاہے۔ بدگوئی اور بے مزگی سے پاک صحتِ الفاظ و درستی اور سلاست مضمون ایسے جیسے موتی پروئے ہوں۔ درمیانہ قد۔ نہ تو بدزیب لمبا نہ بدنما پست۔ اپنے ساتھیوں میں خوش قامت اور راست جیسے سَرو۔ سب سے زیادہ چہرہ پر تازگی اور رونق۔ صاحب قدر و حشمت۔ اُس کے رفیق اُس کے غلام۔ اگر وہ بات کرے تو بگوشِ جاں سُنیں۔ اگر کسی کام کا حکم دے تو فوراً بجالائیں۔ صدق دل سے خدمت گزار۔ ہر وقت جاں نثار۔ ہر آن میں اطاعت شعار۔ ہر دم ہر لحظہ فدا ہونے پر تیار۔ وہ نہ ترش رُو بلکہ خوشخو۔ نہ زیادتی اور اخذ کرنے والا۔ بلکہ رحم اور درگزر کرنے والا۔

ابُو معبد نے اپنی عورت سے اُس پاک وجود کی جسے وہ **مُبارک** کہتی تھی جب یہ تعریف سُنی۔ تو کہا خدا کی قسم یہ وُہی ہے جس کا ذکر ہم نے سُنا ہے کہ مکہ میں دعوئے نبوت کرتا ہے۔

اخرج بن سعد و ابونعیم من طریق الواقدی حدثنی حزام بن ھشام عن ابیه عن ام معبد قالت بقیت الشاۃ التی لمس النبی صلی اللہ علیه و اٰلہ و سلم ضرعھا عندنا حتی کان زمان الرمادۃ زمان عمر رض بن الخطاب وکنا نحلبھا صبوحا و غبوقا وما فی الارض قلیل ولا کثیر (حجۃ اللہ علی العٰلمین)

فائدہ - ابن سعد اور ابونعیم نے اِسی اُم معبد سے روایت کیا ہے - کہ وہ بکری جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے دوہا تھا، دیر تک ہمارے پاس رہی۔ جب حضرت عمر رض کے زمانہ میں خشک سالی کی کوئی حد نہ رہی (جسے عام الرمادہ کہتے ہیں) اور چارہ کا ایک تنکا بھی زمین پر نظر نہیں آتا تھا تو وہ بھوکی پیاسی بھی صبح و شام ہمارے ٹبر کے رجھنے کا دودھ دیا کرتی تھی۔ یہ تھی برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کی کہ ہجرت سے تا وفاتِ آنجناب اور زمانہ خلافتِ صدیقِ اکبر و فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہما تک جب تک رہی، دودھ دیتی رہی۔

اخرج ابویعلی والطبرانی والحکم و صححه والبیھقی و ابونعیم عن قیس رض بن نعمان قال لما انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیه و اٰلہ وسلم مستخفیین مرا بعبد یرعی غنما فاستقیاہ اللبن فقال ما عندی شاۃ تحلب غیر ان ھٰھنا عناقا حملت اول الشتاء وقد اخرجت وما بقی لھا اللبن فقال صلی اللہ علیه و اٰلہ وسلم ادع بھا فدعا بھا فاعتقلھا

ابویعلی اور طبرانی نے اور حاکم نے بھی (اور صحیح کہا اِس حدیث کو اُس نے) اور بیہقی نے اور ابونعیم نے قیس رض بن نعمان سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہمراہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریفہ کو جا رہے تھے۔ تو راستہ میں ایک شخص پر سے گزرے جو بکریاں چرا رہا تھا۔ سفر اور گرمی کے سبب کچھ پیاس بھی تھی۔ چرواہے سے دودھ مانگا۔ اُس نے کہا میرے پاس یہاں کوئی بکری دودھ والی نہیں ہے۔ صرف ایک بچھوری ہے جو شروع سرما میں گابھن

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومسح ضرعها ودعا وجاء
ابوبکر رض بمجن فحلب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسقی
ابابکر رض ثم حلب فسقی الراعی ثم حلب فشرب هو
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال الراعی من انت فواللہ
مارأیت مثلك قط قال محمد رسول اللہ قال
انت الذی تزعم قریش انه صابی قال انهم یقولون
ذلك قال فاشهد انك نبی اللہ وان ماجئت
به حق وانه لایفعل ما فعلت الا نبی ۱۲

ہُوئی تھی - اور پھر پھر گئی یعنی اُسکا حمل گر گیا - اور دودھ اُس نے دیا ہی
نہیں - آپؐ نے فرمایا - اُسی کو لا - وہ لے آیا - آپؐ نے اُس کی پچھلی
ٹانگیں جوڑی کرکے اپنا ہاتھ اُس کے تھنوں پر پھیرا - اور خدا سے دُعا کی
ابوبکر رض نے اپنی ڈھال آگے کردی - آپؐ نے اُس میں دودھ دوہا - اور
ابوبکر رض کو پلایا - پھر دوبارہ دوہ کر چرولہے کو سیر کیا - پھر سہ بارہ دوہ کر خود
پیا - چرولہے نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ بخدا میں نے آج تک
تیری برابر کا کوئی بابرکت شخص نہیں دیکھا - آپؐ نے فرمایا - میں ہوں
محمد ؐ اللہ کا رسول - خدا نے مجھے تم سب لوگوں کی طرف اس لیے بھیجا
ہے کہ میں تم کو اُس کی راہ دکھاؤں - اور شرک اور غیر پرستی اور دیگر بُرے کاموں سے ہٹاؤں - وہ سُن کر بولا -
کہ تو وہی ہے قریش جسے کہتے ہیں کہ وہ کوئی نیا دین سُناتا ہے - فرمایا وہ تو ایسا ہی کہتے ہیں - مگر درحقیقت
وہی قدیمی اور ازلی دین ہے (یعنی توحید) جسے میں سُناتا ہوں - وہ بولا (وُہ کچھ کہیں) میں سچے دل سے گواہی
دیتا ہوں - کہ آپؐ جو کچھ دُنیا پر لے کر آئے ہیں وہ بالکل صحیح اور حق ہے - اور جو کام آپؐ نے کیا ہے وہ سوائے
نبی کے اور کوئی نہیں کرسکتا - (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۳۶۴)

اخرج احمد فی الزهد والبزار والبیهقی
عن ابی هریرة رض قال ضاف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اعرابی فطلب له شیئا فلم یجده الا کسرة
یبست فی حجرة فاخذها ففتها اجزاء ووضع یده
علیها ودعا وقال کل فاکل الاعرابی حتی شبع و
فضلت فضلة فجعل الاعرابی ینظر الیه ویقول
انك لرجل صالح ۱۲ (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام احمد نے زہد میں اور بزار و بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت
کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
بطلب طعام حاضر ہوا - اُس وقت آپؐ کے پاس روٹی کے سُوکھے ہوئے
ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے سوا اور کچھ موجود نہ تھا - آپؐ نے اُسے ریزہ
ریزہ کردیا اور اپنا دستِ مبارک رکھ کر دُعا کی - اور اعرابی کو کھانے کا حکم دیا
اُس نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا ویسے ہی بچ رہا - اعرابی یہ سب کچھ دیکھ
رہا تھا اور منہ سے کہے جاتا تھا کہ آپؐ بہت نیک آدمی ہیں -

اخرج الواقدی وابونعیم وابن عساکر
عن عرباض بن ساریة قال کنت مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بتبوك فقال لیلة لبلال رض هل من
عشاء قال والذی بعثك بالحق لقد نفضت جربنا
قال انظر عسی ان تجد شیئا فاخذ الجرب

واقدی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے عرباض بن ساریہ سے روایت
کی ہے کہ میں جنگِ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ تھا - ایک رات آپؐ نے بلال رض سے فرمایا کہ اس وقت کے کھانے کو
کچھ ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ آپؐ کو حق دے کر بھیجنے والے کی قسم ہے کہ
ہم تو کب سے اپنے توشہ دان خالی کیے بیٹھے ہیں - آپؐ نے فرمایا - اچھی

يفضها جرا باجرا فتقع التمرة او التمرتان حتى رايتُ
فى يده سبع تمرات ثم دعا بصحفة ووضع التمر فيها
ثم وضع يده على التمرات وقال كلوا بسم الله فاكلنا
ثلاثة انفس فاصبت اربعا وخمسين تمرة اعدها
عدا نواتها فى يدى الاخرى وصاحباى يصنعان
كذلك فشبعنا ورفعنا ايدينا فاذا التمرات السبع
كما هى فقال يا بلال ارفعها فانه لا يأكل منها احد
الا نهل منها شبعا فلما كان من الغد دعا بلالاً رض
بالتمرات فوضع يده عليهن ثم قال كلوا بسم الله فاكلنا
حتى شبعنا وانا العشرة ثم رفعنا ايدينا واذا التمرات
كما هى فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لولا
انى استحيى من ربى لاكلنا من هذه التمرات حتى
نرد المدينة فاعطاها غلاما فولى وهو يلوكهن

طرح دیکھو اور اپنی گٹھلیاں جھاڑو۔ شاید کچھ نکل آئے۔ آخر چند ایک کو
جھاڑا۔ کسی سے ایک کسی سے دو۔ سب سات کھجوریں برآمد ہوئیں۔ آپ نے
ایک صحفہ پر رکھ کر اپنا دستِ مبارک اُن پر رکھ دیا اور فرمایا اللہ کا نام
لے کر کھاؤ۔ ہم تین کس حاضر تھے۔ مَیں اور میرے دونوں ساتھی آپ کے
دستِ مُبارک کے نیچے سے ایک ایک اُٹھا کر کھا رہے تھے۔ مَیں نے
سیر ہو کر اپنی گٹھلیوں کو جنہیں مَیں بائیں ہاتھ کی مٹھی میں لیے جاتا
تھا، شمار کیا تو وہ چوّن ۵۴ تھیں۔ اِسی طرح اُن دو نے بھی مجھ سی کچھ کم
زیادہ کھائیں۔ جب ہم سیر ہو کر پیچھے ہٹ گئے تو وہ ساتوں کھجوریں
بدستور موجود تھیں۔ حضورؐ نے بلالؓ کو فرمایا کہ اِن ساتوں کو سنبھال
کر رکھ۔ پھر کام آئینگی۔ جب دن چڑھا اور کھانے کا وقت ہوا تو آپؐ
نے بلالؓ کو انہیں سات کھجوروں کے لانے کا حکم دیا۔ آپؐ نے بدستور
اپنا دستِ مبارک اُن پر رکھ کر فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ اُسوقت
ہم دس ۱۰ آدمی حاضر تھے۔ سب سیر ہو گئے اور کھجوریں ویسی کی ویسی
موجود پائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے حق تعالیٰ سے شرم وحیا دامنگیر نہ ہوتا تو یہی سات کھجوریں واپس مدینہ پہنچنے
تک ہمارے لیے کافی تھیں۔ پھر وہ آپؐ نے ایک لڑکے کو عطا کیں۔ وہ اُنہیں کھا کر جاتا رہا۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۶۰)

اخرج الطبرانى وابو نعيم من طريق
سليمان بن حبان عن واثلة بن الاسقع بلفظ كنتُ
من اصحاب الصفة فشكى اصحابى الجوع فقالوا
يا واثلة اذهب الى رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم فاستطعم لنا فاتيته فقلت ان اصحابى يشكون
الجوع فقال يا عائشة هل عندك من شئ قالت
ما عندى الا فتات خبز قال هاتيه ودعا بصحفة
فافرغ الخبز بصحفة ثم جعل يصلح الثريد بيده
وهو يربو حتى امتلأت الصحفة فقال اذهب
وجئ بعشرة من اصحابك فجئتُ بهم فقال

طبرانی اور ابو نعیم نے طریقِ سلیمان بن حبان سے واثلہ بن
الاسقع سے روایت کی ہے۔ اور اُس کے لفظ یہ ہیں۔ کہ مَیں اصحابِ
صفّہ سے تھا میرے ساتھیوں نے ایک دفعہ بھوک سے بیقرار ہو کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھے کچھ کھانے کو مانگنے
کے لیے بھیجا۔ مَیں نے حاضر ہو کر اُن کی بھوک سے بے تابی بیان کی،
اور اُن کے لیے کچھ کھانے کا سوال کیا۔ آپؐ نے جناب صدیقہ عائشہ رضؓ
اُمّ المومنین سے فرمایا۔ عائشہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اُنہوں
نے عرض کی کہ روٹی کے چند ریزوں کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔
فرمایا وہی لے آ۔ اور ایک بڑا سا پیالہ منگا کر اُن ریزوں کو اُس میں
ڈال دیا اور سر انگشتان سے اُنہیں مَل مَل کر مثل ثرید بنا دیا۔ جوں

خذوا بسم الله من حواليها ولا تاخذوا من اعلاها فان البركة تنحدر من اعلاها فاكلوا حتى شبعوا ثم قاموا وفي الصحفة مثل ما كان فيها ثم جعل يصلحها بيده وهي تربوا حتى امتلأت وقال جئ بعشرة من اصحابك ففعلوا مثل ذلك فقال صلى الله عليه وآله وسلم هل بقي احد قلت نعم عشرة قال جئ بهم فاكلوا حتى شبعوا ثم قاموا وبقي في الصحيفة مثل ما كان قال اذهب بها الى عائشة ۱۲

جوں جوں آپؐ اُن ریزوں کو آپس میں مل مل کر ثرید بنا رہے تھے توں توں وہ آپؐ کے سرِ انگشتان کی برکت سے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ پیالہ بھر گیا۔ آپؐ نے مجھے فرمایا کہ جا دس آدمی اپنے ساتھیوں سے بُلا لا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کا نام لے کر اس پیالہ میں جو ہے وہ کھانا شروع کر دو۔ اس کے اطراف سے کھاؤ اور سر پر سے یعنی بیچ سے نہ کھاؤ۔ کیونکہ کھانے میں برکت وسطِ اعلیٰ یعنی بیچ میں اُوپر سے اترتی ہے یہ سُن کر حسب الارشاد انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔ اور سیر ہو کر پیچھے ہٹ گئے اور پیالہ ویسے ہی بھرا پڑا تھا۔ آپؐ نے اُن کو اجازت دی وہ چلے گئے اور آپؐ پھر اُس کو اپنے دستِ مبارک سے اطراف کاسہ سے اکٹھا کر کے درست کرنے لگ گئے جیسا کہ کسی کے آگے رکھنے کے لیے کھانا درست کیا جاتا ہے اور حکم دیا کہ دس اور بُلا لو جنہوں نے کہ کھانا کھانا ہی۔ میں نے دس بُلا لیے وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی اور باقی رہتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ دس اور ہیں۔ فرمایا اُنہیں بھی بُلا۔ وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے۔ اور پیالہ مذکور بدستور بھرا رہا۔ فرمایا۔ جا یہ عائشہؓ کو دے آ۔ (حجۃ اللہ ص۶۰)

اخرج البیهقی وابونعیم عن عمران رض بن حصین قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا اقبلت فاطمة علیها السلام فوقفت بین یدیه فنظر الیها وجهها مصفر من شدة الجوع فرفع یده فوضعها علی صدرها فی موضع القلادة وفرج بین اصابعه ثم قال اللهم مشبع الجاعة اشبع فاطمة بنت محمد قال عمران فنظرت الیها وقد ذهبت الصفرة من وجهها فلقیتها بعد فسالتها فقالت ما جعت بعد یا عمران

قال البیهقی الظاهر انه رآها قبل نزول الحجاب

بیہقی اور ابونعیم نے عمرانؓ بن حصین سے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ جنابہ مطہرہ سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا بھی حاضر ہو کر آپؐ کے سامنے آکھڑی ہوئیں آپؐ نے اُن کو دیکھا کہ شدّتِ گرسنگی سے اُن کا رنگِ رُو زرد ہے۔ آپؐ نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سینہ سے اوپر گلے کے نیچے رکھا اور اُنگلیاں رکھیں اور دُعا کی کہ الٰہی بھوکی کو رجا۔ الٰہی فاطمہ بنت محمدؐ کو سیر رکھ۔ عمران کہتے ہیں اثنائے دُعا میں میں دیکھتا ہوں کہ جنابہ سیدہ علیہا السلام کے چہرۂ مبارک پر بشاشت و نظارت آ رہی ہے اور زردی بالکل جاتی رہی۔ بعد اس کے پھر جو کبھی جنابہ مطہرہؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ تو میں نے پوچھا۔ فرمایا کہ جس وقت سے تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے لیے سیری اور دفع گرسنگی کی دُعا کرتے دیکھا ہے اُس وقت سے میں کبھی بھوکی نہیں ہوئی۔ **ف** بیہقی نے کہا کہ عمرانؓ بن حصین کا جنابہ سیدہ علیہا السلام کا دیکھنا اُس وقت کا ذکر ہے جب کہ پردہ کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا۔

ف ۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۳۵ و انوار محمدیہ ص۳۲۴

اخرج الشیخان عن انس رض قال کان النبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عروساً بزینب فعمدت امی
ام سلیم الی تمر و سمن واقط فصنعت حیساً فجعلته
فی تور فقالت یا انس اذهب بهذا الی رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم فقل بعثت بهذا الیك
امی وهی تقرئك السلام وتقول ان هذا لك منا
قلیل یا رسول الله فذهبت فقلت فقال ضعه
ثم قال اذهب فادع لی فلانا وفلانا رجالا سماهم
وادع لی من لقیت فدعوت من سمی ومن لقیت
فرجعت فاذا البیت غاص باهله قیل لانس
عددکم کانوا قال زهاء ثلثمائة فرایت النبی
صلی الله علیه و آله وسلم فوضع یدیه علی تلك الحیسة
وتکلم بما شاء الله ثم جعل یدعوا عشرة عشرة
یاکلون منه ویقول لهم اذکروا اسم الله ولیاکل کل
رجل مما یلیه فاکلوا حتی شبعوا فخرجت طائفة و
دخلت طائفة حتی اکلوا کلهم قال لی یا انس
ارفع فرفعت فما ادری حین وضعت کان
اکثر ام حین وضعت ٥

بُخاری و مُسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جب
اُم المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ہے تو میری ماں ام سلیم
نے کھجور، گھی، پنیر اور دہی ملا کر ایک خوشگوار کھانا جسے عربی میں حَیس
کہتے ہیں تیار کیا۔ پھر اُس نے وہ ایک بڑے کاسہ میں میرے ہاتھ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے حاضر ہو کر پہلے
سلام کیا۔ پھر اپنی ماں کا سلام دے کر عرض کیا کہ اُس نے مجھے حَیس
دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ ایسے موقع پر یہ جو کچھ ہے آپ ہم
سے قبول فرمائیں۔ فرمایا۔ اِسے رکھ دے اور کئی آدمیوں کا نام لے کر
مجھے حکم دیا کہ ان کو بُلا۔ اور اگر کوئی اَور بھی تجھے ملے تو اُسے بھی ساتھ لیتا آ۔
میں اُن صاحبوں کو جنکا نام لے کر فرمایا تھا۔ اور جو اَور بھی کوئی مجھے ملا
سب کو بُلا لایا۔ کہ وہ ساری جگہ جہاں حضور پاک کا اجلاس تھا۔
کھانے والوں سے بھر گئی اور تین سَو آدمی کے قریب وہاں جمع
ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک اُس کھانے
پر جسے میری ماں نے تیار کر کے بھیجا تھا، رکھ دیا، اور زبانِ مبارک سے
کچھ کہا۔ اور دس آدمیوں کو حکم دیا کہ آگے ہو کر کھانا شروع کریں وہ
سیر ہو کر چلے گئے۔ دس اَور کو حکم دیا۔ اِسی طرح دس دس بلا کر سب کو
سیر کر دیا۔ جب سب سیر ہو کر چلے گئے اور اَور بھی جس جس نے کھانا
تھا، کھا لیا۔ تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ جا اِسے اُٹھا لے جا۔ (انس رض
کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ جسقدر میں کھانا لایا تھا اُس سے کچھ کم ہُوا یا نہیں۔

اخرج الواقدی حدثنی عمر بن عثمان
الجحبی عن ابیه عن عمته قالت قال عکاشة بن
محصن انقطع سیفی یوم بدر فاعطانی رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم عودا فاذا سیف ابیض
طویل فقاتلت به حتی هزم الله المشرکین و
لم یزل عنده حتی مات ٥

واقدی نے کہا میرے پاس حدیث بیان کی عمر بن عثمان
جحمی نے اپنے باپ سے، اُس نے اپنی پھوپھی سے، اُس نے کہا میرے
پاس عکاشہ بن محصن نے کہ بدر کی لڑائی میں میری تلوار ٹوٹ گئی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے مجھے ایک
لکڑی زمین پر سے اُٹھا دی۔ میں نے پکڑی تو دیکھتا ہوں کہ وہ
ایک نہایت چمکدار لمبی اور تیز تلوار میرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے اُسی سے

[1] بخاری مطبوعہ استنبول جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ و صحیح مسلم مصری جلد ا صفحہ ۵۸۵ و دلائل ابونعیم مطبوعہ دائرۃ المعارف صفحہ ۱۵۱ [2] ۹۲ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۳۱

کام لیا۔ یہاں تک کہ خداوند کریم نے مُشرکوں کو بھگا دیا۔ اور وہ تلوار تمام عمر اُس کے پاس رہی۔

اخرج بن سعد انبأنا علی بن محمد بن ابی معشر عن یزید بن اسلم و یزید بن رومان و اسحق بن عبد اللہ بن ابی فروہ وغیرھم ان عکاشۃ بن محصن انقطع سیفہ یوم بدر فاعطاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جذلا من شجرۃ فعاد فی یدہ سیفا صارما صافی الحدیث شدید المتن فقال حتی فتح اللہ علی المسلمین وکان ذلک السیف یسمی العون ثم لم یزل عندہ یشہد بہ المشاھد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی قال و هو عندنا ۰ ۱۲ انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ صـ۲۴۳

اِس حدیث کو ابن سعد نے بھی بسندِ خود ابی فروہ سے روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اُس تلوار کا نام عون تھا۔ اور جنگ بدر کے بعد مسلمانوں کے کفّار کے ساتھ جتنے اور جہادی جنگ ہوئے سب میں عکاشہ کے ہاتھ وہی تلوار تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دستِ فیض پیوست کی برکت سے لکڑی سے بن گئی تھی۔

بیہقی اور ابن عساکر نے بھی اِس کو اپنی اپنی سند سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ وہ تلوار عکاشہ کے پاس اُس کے مرنے تک رہی۔ **ف** اِسی کو **قلبِ اعیان** کہتے ہیں۔

اخرج الواقدی حدثنی اسامۃ بن زید اللیثی عن داؤد بن الحصین عن رجال من بنی عبد الاشھل عدۃ قالوا انکسر سیف سلمۃ بن اسلم بن حریش یوم بدر فبقی اعزل لا سلاح معہ اعطاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضیبا کان فی یدہ من عراجین بن طاب فقال اضرب بہ فاذا ھو سیف جید فلم یزل عندہ حتی قتل یوم جسر ابی عبید ۱۲ حجۃ اللہ علی العلمین صـ۲۳۱

واقدی نے بہ طریق داؤد بن الحصین بنی عبد الاشہل کے کئی مردوں سے روایت کی ہے۔ کہ جنگِ بدر میں سلمہ بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ تو آپ نے اُسے تازیانہ جو آپ کے دستِ مبارک میں تھا پکڑا دیا۔ اُس نے پکڑا تو دیکھا۔ کہ وہ ایک اعلیٰ قسم لوہے کی تلوار ہے۔ اور وہ تمام عمر ویسے ہی اُس کے پاس رہی۔ (اِس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے)

اخرج عبد الرزاق انبأنا معمر عن سعید بن عبد الرحمن انبأنا اشیاخنا ان عبد اللہ بن جحش جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم احد وقد ذھب سیفہ فاعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عسیبا من نخل فرجع فی ید عبد اللہ سیفا۔

عبد الرزاق نے اپنے شیوخِ حدیث سے روایت کیا ہے۔ کہ عبد اللہ بن جحش کی تلوار جنگِ احد میں ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسے ایک کھجور کی ٹہنی اپنے دستِ مبارک سے پکڑا دی۔ اُس نے پکڑی تو وہ ایک خاصی عمدہ تلوار تھی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین صـ۲۳۱)

قال بن سعد فی طبقاتہ المھلب بن یزید بن عدی وفد الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابن سعد نے طبقات میں روایت کیا ہے کہ مہلب بن یزید بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں کسی وفد میں حاضر

وھوافرع فمسح راسہ فنبتت شعرہ فسمی الھلب ۱۲ ہُوا اور وُہ گنجا تھا۔ آپؐ نے اُس کے سر پر دستِ مُبارک پھیرا فوراً اُس کے سر پر بال اُگ آئے۔ اسی سبب سے اُس کا نام ہلب رکھا گیا۔ اصل میں اُس کا نام کچھ اَور تھا۔ (حجۃ اللہ ۴۲۳)

اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃؓ قال قلتُ یارسول اللہ انی اسمع منک حدیثا کثیرا فانساہ قال ابسط رداءک فبسطتہ فغرف بیدہ فیہ ثم قال ضمہ فضممتہ فمانسیت حدیثا بعدہ ۱۲ (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴)

بخاری و مسلم نے ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دن مَیں نے جناب رسولِ خدا حضور سید کائنات فخرِ انبیا علیہ و آلہ التحیۃ والثنا کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں آپؐ سے بہت کچھ سُنتا ہُوں۔ لیکن مجھے یاد نہیں رہتا۔ آپؐ نے فرمایا' اپنی چادر بچھا۔ مَیں نے بچھادی۔ آپؐ نے لَپ بھر بھر کے اُس پر ڈال دیے۔ اور فرمایا اِسے اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگالے۔ مَیں نے وَیسا ہی کیا۔ اُسی وقت سے نسیان مجھ سے دُور ہوگیا۔

اخرجؒ بن سعد عن زید بن اسلمؓان عین قتادۃ رضؓ بن النعمان اصیبت فسالت علی خدہ فردھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیدہ فکانت اصح عینیہ ۱۲

ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ قتادہ رضؓ بن نعمان کی آنکھ میں جنگِ اُحُد میں تیر لگا۔ آنکھ کا آبہ رُخسار پر بہ آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اُس کو پھر چشمخانہ میں رکھ کر اپنا کفِ دست اُس پر رکھ دیا۔ اُٹھایا، تو آنکھ درست ہوگئی تھی۔ بلکہ دوسری سے زیادہ خوبصورت دِکھائی دیتی تھی۔ اور اُس کی نظر بھی تیز تھی۔

اخرجؒ بن سعد انبانا ھشام بن محمد انبانا جعفر بن کلاب الجعفری عن اشیاخ لبنی عامر قالوا وفد زیاد بن مالک علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فدعالہ ووضع یدہ علی راسہ ثم حدرھا علی طرف انفہ فکانت بنو ھلال تقول ماز لنا نتعرف البرکۃ فی وجہ زیاد ۱۲

ابن سعد نے بنی عامر کے معتبر بزرگوں سے روایت کیا ہے۔ کہ زیاد بن عبداللہ بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد میں حاضر ہُوا۔ آپؐ نے اُس کے حق میں دُعائے خیر کی۔ اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور اُوپر سے پھیرتے پھیرتے اُس کے ناک پر سے اُتارا۔ اُس کے چہرہ میں ایسی برکت پیدا ہوئی۔ کہ بقول اُس کی قوم کے ہر وقت اُسکے چہرہ پر برکت دِکھائی دیتی تھی۔

اخرج مسلم وابوداؤد والبیھقی عن انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال لیلۃ بدر ھذا مصرع فلان انشاءاللہ غدا ووضع یدہ علی الارض وھذا مصرع فلان انشاءاللہ غدا ووضع یدہ علی الارض وھذا مصرع فلان انشاءاللہ غدا

مسلم اور ابوداؤد اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس رات کو جس کی صبح لڑائی ہوئی میدانِ بدر میں ہر ایک کا نام لے لے کر جس جس نے جہاں جہاں زخم کھا کر گرنا تھا۔ زمین پر ہاتھ رکھ رکھ کر بتادیا۔ سو اُس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہر ایک جہاں جہاں اُس کا گرنا فرمایا

سلہ انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ میں ایسا ہی ہے۔ لیکن دلائل النبوت بیہقی میں یہ واقعہ بدر کی لڑائی کا مذکور ہے۔ ۔ حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۴۲۴

ووضع یدہ علی الارض فو اللہ الذی نفسہ بالحق ما خطؤا تلک الحدود وجعلوا یصرعون علیھا ثم القوا فی القلیب۔ (صحیح مسلم مطبوعہ مصر ج ۲ صفحہ ۸۲)

تھا۔ وہیں گرا۔ ایک سُوتر بھر بھی فرق نہ آیا۔ پھر وہ سب اپنی اپنی موت کی مقررہ جگہ سے گھسیٹ گھسیٹ کر ایک گڑھے میں ڈال دیئے گئے۔

اخرج البیھقی وابونعیم عن بریدۃ ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتری سلمان رض ای کان سبب الشراء ای مکاتبتہ من قوم الیھود بکذا وکذا درھما وعلی ان یغرس لھم کذا وکذا من نخل یعمل فیھا سلمان حتی تدرک فغرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النخل کلہ الا نخلۃ غرسھا عمر رض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من غرسھا قالوا عمر رض فقلعھا وغرسھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدہ فاطعمت من عامھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۱۴۹)

بیہقی اور ابونعیم نے بریدہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے چھڑانا چاہا۔ تو انہوں نے علاوہ قیمت کے یہ بھی شرط کی کہ سلمان رض ہم کو اتنے درخت کھجور کے لگادے۔ جب وہ پھل لائیں تو سلمان رض ہمارے قبضے سے نکل جائے۔ آپ نے سلمان رض کو فرمایا کہ جا اُن سے کھجور کی گٹھلیاں لے آ۔ اُنہوں نے آگ میں بھون کر (جو ہرنباتی مار کر) سلمان رض کے حوالہ کیں۔ حضور ص نے ہر ایک گٹھلی (بہ روایتِ دیگر لب لگا لگا کر) زمین میں چھپادی۔ آپ جُوں جُوں گٹھلیاں زمین میں دباتے جاتے تھے وہ اُگتی جاتی اور پھلتی جاتی تھیں۔ لیکن ایک گٹھلی جو کسی اور نے دابی تھی نہ اُگی۔ آپ نے اُسے زمین سے نکال کر اپنے دستِ مبارک سے دابا۔ وہ بھی اُگ کر پھل گئی۔

اخرج البخاری عن البراء بن عازب قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ابی رافع الیھودی رجالا من الانصار فامر علیھم عبداللہ بن عتیک فقتل ابا رافع وانکسرت ساقہ فعصبتھا بعمامۃ ثم انطلق واصحابہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لہ ابسط رجلک فبسط رجلہ فمسحھا قال عبداللہ فکانما لم اشتکھا قط۔[1]

بُخاری نے براء بن عازب سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند انصاریوں کو ابورافع یہودی کے قتل کرنے کیلئے بھیجا (وہ آپ کو ہر طرح سے ستایا کرتا تھا) اور اُن پر عبداللہ بن عتیک کو امیر بنایا۔ عبداللہ رض نے (جیساکہ صحیح بخاری میں مفصل مذکور ہے) ابورافع کو مار ڈالا اور اونچے مکان سے اُترتے ہوئے اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اُس وقت انہوں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی کو باندھ لیا۔ اور گرما گرم چل کر جنابِ پاک کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور عرض حال کر دی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی ٹانگ سیدھی کردے۔ پھر اُس پر اپنا دستِ شفا پیوست پھیر دیا۔ عبداللہ کہتے ہیں، مجھے فوراً آرام ہوگیا۔ گویا میری پنڈلی کو کوئی صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

[1] صحیح بخاری مطبوعہ استنبول جلد ۵ صفحہ ۲۷۔

اصابعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی انگشتانِ مبارک

اخرج الحاکم عن عباسؓ بن عبدالمطلب قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعانی الی الدخول فی دینک امارۃ لنبوتک رایتک فی المھد تناغی القمر وتشیر الیہ باصبعک فحیث اشارت الیہ مال قال انی کنت احدثہ و یحدثنی ویلھینی عن البکاء واسمع وجبتہ حین تسجد تحت العرش ۱۲

حاکم نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت کیا ہے کہ ایک دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آپؐ کی اُس حالت میں جب کہ آپؐ مہد میں تھے، ایک نشان دیکھا جو آپؐ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے۔ اور میرے آپؐ کو نبی مان لینے کا باعث بھی وہی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے آپؐ کو ایک دن مہد میں پڑے دیکھا کہ آپؐ چاند سے ہمکلام ہو رہے ہیں اور آپؐ انگلی سے جدھر اشارہ کرتے تھے اُدھر ہی ہو جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں اُس سے باتیں کر رہا تھا اور وہ مجھ سے۔ اور وہ مہد میں مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔ اور میں اُس کے گرنے کی آواز سُنتا تھا۔ جب کہ وہ عرش الٰہی کے نیچے سجدہ میں گرتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین و انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ)

اخرج الطبرانی عن آمنۃ رضی اللہ عنہا انہ لما وقع الی الارض وقع مقبوضۃ اصابع یدیہ مشیرا بالسبابۃ کالمسبح بھا ۱۲ (حجۃ اللہ)

طبرانی نے حضرت آمنہ اُم النبی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپؐ جب عالمِ وجود میں آکر زمین پر پڑے تو آپؐ کی انگشتِ شہادت اس طرح کھڑی تھی۔ جیسے کوئی تسبیح پڑھتا ہے اور باقی بند تھیں

اخرج الشیخان عن جابرؓ قال عطش الناس یوم الحدیبیۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین یدیہ رکوۃ فتوضأ منھا ثم اقبل الناس نحوہ قالوا لیس عندنا ماء نتوضأ بہ و نشرب الا ما فی رکوتک فوضع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدہ فی الرکوۃ فجعل الماء یفور بین اصابعہ کامثال العیون قال فشربنا وتوضأنا قیل لجابرؓ کم کنتم قال لو کنا مائۃ الف لکفانا کنا خمس عشرۃ مائۃ ۱۲

بخاری و مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ حدیبیہ میں لوگ پیاس سے بہت تنگ ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چمڑے کے ایک چھوٹے سے برتن میں پانی رکھا ہوا تھا۔ آپؐ نے اُس سے وضو کیا۔ لوگ ہر طرف سے دوڑ کر آپؐ کے سامنے آکھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے پاس نہ پینے کو پانی ہے نہ وضو کرنے کو۔ تمام لشکر میں یہی پانی تھا۔ جو آپؐ کے وضو کے کام آیا۔ شاید کوئی دو ایک گھونٹ اِس میں ہو تو ہو۔ یہ سُن کر آپؐ نے اُسی برتن میں اپنا دستِ مبارک رکھ دیا۔ پانی آپؐ کی انگلیوں سے مثل چشمہ کے نکلنے لگا۔ جس سے لشکر کے آدمی، گھوڑے، خچر، اونٹ اور گدھے سب سیراب ہو لیئے۔ جابرؓ سے کسی نے پُوچھا کہ تم سب آدمی کتنے تھے؟ کہا اگر ہم لاکھ بھی ہوتے، تو بھی ہمیں کافی تھا۔ مگر اُس وقت ہم پندرہ سَو تھے۔ (بخاری جلد ۲ صـ ۱۰۱ و جلد ۶ صـ ۲۵۲)

اخرج الشیخان عن انس رض قال اُتی
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باناء وھو بالزوراء
فوضع یدہ فی الاناء فجعل الماء ینبع من بین
اصابعہ فتوضأ القوم قال قتادۃ رض قلت
لانس رض کم کنتم قال ثلثمائۃ او زھاء ثلث مائۃ
وفی روایۃ ینبع من بین اصابعہ واطراف اصابعہ ۱۲
(بخاری مجتبائی جلد ۱ صـ ۱۶۹ و مسلم صـ ۲۶۹)

اخرج البخاری عن عبداللہ بن مسعود
قال کنا نعد الآیات برکۃ وانتم تعدونہا تخویفا
کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفر
فقل الماء فقال اطلبوا فضلۃ من ماء فجاءوا باناء
فیہ ماء قلیل فادخل یدہ فی الاناء ثم قال حی علی
الطھور المبارک والبرکۃ من اللہ ولقد رایت
الماء ینبع من بین اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ولقد کنا نسمع تسبیح الطعام و
ھو یوکل ۱۲ (بخاری ج ۴ صـ ۱۷۱)

اخرج المحدثون باسنادھم ان
اباجھل دخل لیلۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع
حبر من احبار الیھود وکان النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فی المسجد الحرام وکان فی ید ابی جھل
السیف فقال یا محمد واللات والعزی لئن
اتیت بآیۃ کما اتت بہ الرسل من قبلک
لأمنن بک والا لاضربن راسک بھذا
السیف فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اباجہل
لا تقدر علی ضرب راسی لان اللہ تعالی حافظی

بخاری اور مسلم نے انس رض سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ آپ کا
نزولِ اجلال زوراء میں تھا۔ ایک چھوٹا سا برتن آپ کو دکھا کر عرض کی
گئی کہ سوائے اِس کے ایک ذرہ بھر پانی ہمارے پاس نہیں رہا۔
آپ نے اپنا دستِ مبارک اُس میں رکھ دیا۔ ہمارے دیکھتے آپ کی
اُنگلیوں سے پانی کے چشمے نکلنے شروع ہوگئے۔ سب نے سیر ہو کر پیا۔ اور
وضو کیا۔ قتادہ رض نے انس رض سے پوچھا کہ اُس وقت آپ کے ساتھ
کتنے آدمی تھے۔ کہا تین سَو ۳۰۰۔ یا اِس کے قریب قریب۔

بُخاری نے عبداللہ رض بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ ہم معجزات
کو برکت شمار کرتے تھے اور تم کچھ اَور سمجھتے ہو۔ ایک دفعہ ہم کسی سفر میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تھے۔ پانی ختم ہوگیا۔ آپ
نے فرمایا کچھ تھوڑا سا پانی خواہ گھونٹ دو گھونٹ ہو، تلاش کرو۔ آخر ایک
برتن جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حاضر کیا گیا۔ آپ نے اُس میں اپنا
دست مبارک رکھ دیا۔ اور فرمایا۔ لو، وضو کرو، پیو، یہ برکت والا
پانی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے
ہیں۔ اور ہم آپ کے روبرو کھانا کھاتے تھے۔ تو کھانے سے
آوازِ تسبیح سُنا کرتے تھے۔

اکثر اہلِ حدیث نے اپنی اپنی سندوں سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل
ہاتھ میں تلوار لیے چاندنی رات میں ایک یہودی کو ساتھ لیے آپ کے پاس آیا
آپ اُس وقت مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے۔ لات وعزّیٰ کی قسم
کھا کر کہنے لگا کہ اگر آپ مجھ کو کوئی ایسا نشان دکھائیں جیسا کہ پہلے رسول
اور نبی دکھایا کرتے تھے۔ تو میں مان لُونگا۔ اگر ویسا نہ ہوگا تو اس تلوار سے
تمہارا کام تمام کر دونگا۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا، مجھ کو قتل کرنے کی تیری
کیا طاقت ہے، حق تعالےٰ نے میری حفاظت از غیرِ خود اپنے ذمے
لی ہُوئی ہے۔ پر میں کہتا ہُوں کہ اگر تو بجائے لات وعزّیٰ کے صرف
ایک خدا کی جس کی طاقت و قوت کا کوئی اور نہیں، قسم کھاتا تو تجھے

اينما كنت ولكن يا ابا جهل وماذا عليك لو حلفت
بالله العظيم. فقال ابو جهل ورب هذا الكعبة
لئن اتيت باية كما اتت بها الرسل من قبلك لآمنا
بك فقال عليه السلام ما تريد من اية فتردد
ابو جهل وقال فى نفسه اى شئ اطلب من
محمد حتى يكون ذلك الشئ متعذرا عليه و
لا يقدر باتيانه فقال رفيقه اليهودى انه
ساحر قل انشق القمر لان الساحر لا يؤثر
فى السماء بل يؤثر فى الارض فقال ابو جهل يا
محمد انشق لنا القمر فاشار النبى صلى الله عليه
واله وسلم بسبابته الى القمر فانشق القمر
بنصفين باذن الله تعالى فبقى نصفه فى
مكان وانصرف نصفه فى مكان اخر ثم قال
ابو جهل اللعين يا محمد قل له حتى يلتئم فاشار
النبى صلى الله عليه واله وسلم ثانيا فكان كالاول
فلما راى اليهودى امن بالله وبرسوله محمد
صلى الله عليه واله وسلم وقال اشهد ان لا اله الا
الله واشهد ان محمدا رسول الله فلما راى ابو جهل
قال ان محمدا ساحر عظيم سحر القمر وارانا

کیا ہو جاتا؟ ابو جہل بولا - کہ رب کعبہ کی قسم اگر تو مجھ کوئی ایسا نشان
دکھائے جیسا کہ پچھلے رسول اور نبی طالبان نشان کو دکھایا کرتے تھے،
تو میں تجھ پر ایمان لاؤنگا - آپ نے فرمایا، بول کیا چاہتا ہے؟ وہ
متردد ہو کر خاموش جی میں سوچنے لگا کہ کوئی ایسا نشان مانگوں جو
یہ دکھا نہ سکے - ورنہ مجھے بحسب وعدہ خود ماننا پڑیگا - سوچ سمجھ کر
اپنے رفیق یہودی کی طرف تاکنے لگا - اُس نے آہستگی سے کہا - کہ
گھبراتا کیوں ہے؟ ہے تو یہ ساحر - اور ساحر کے سحر کا اثر اجرام فلکی پر
نہیں پڑتا - اِسے کہو کہ چاند کو دو ٹکڑے کر دکھائے - ابو جہل نے اِسی
امر کی درخواست کی - یہ سُن کر فوراً آپ نے اُس کے دیکھتے ہی اپنی
اُنگلی سے چاند کے نصف میں اشارہ کیا جیسے کوئی کسی دائرہ میں
قُطر ڈالتا ہے - آپ کا اس طرح پر اشارہ کرنے کی دیر تھی کہ چاند کے دو
ٹکڑے ہو کر جُدا جُدا ہو گئے - ابو جہل دیکھ کر حیران رہ گیا - اور کہا میں
چاہتا ہوں کہ اب یہ دونوں مل جائیں - آپ نے پھر اپنی انگشت معجز نما
سے اِدھر اُدھر سے مل جانے کا اشارہ کیا - وہ مل کر پھر پورا چاند بن
گیا - یہودی تو مسلمان ہو گیا - لیکن ابو جہل اپنے کفر پر ڈٹا رہا - اور کہنے
لگا کہ اطراف و نواحی سے خبر منگا کر (کہ کسی اور نے بھی کہیں
چاند دو ٹکڑے ہوا دیکھا ہو) کوئی رائے قائم کی جائیگی - لیکن جب
سب طرف سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی خبر آ گئی - تو مردود پھر بھی
ایمان نہ لایا - اور یہ کہہ کر کہ یہ بڑا بھاری جادو ہے، محروم و بدنصیب رہ گیا -

نصفين ثم قال لاقرانه لنبعثن الرسل الى اطراف البلاد فاذا اعاينوا بمثله فهى اية والا فهى سحرة فبعثوا الى البلاد فوافا
الناس يحدثون بانشقاق القمر فلما رجع اليه الرسول اخبروه بذلك. قال هذا سحر مستمر ١٢ (حجۃ اللہ و انوار المحمدیہ)

اخرج الشيخان عن انس رض قال اصابت
الناس سنة على عهد رسول الله صلى الله عليه
واله وسلم فبينا النبى صلى الله عليه واله وسلم يخطب
يوم الجمعة قام اعرابى فقال يا رسول الله

بخاری اور مسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ
آپ کے زمان نبوت میں خشک سالی سے سخت قحط پڑا - آپ جمعہ
کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے - کہ ایک اعرابی نے اُٹھ کر کہا - اے
اللہ کے رسول! مال ہلاک ہو گیا - عیال پر رنج و ملال ہے - بچے

هلك المال وجاء العيال فادع الله لنا فرفع يديه و
مانرى فى السماء قزعة فوالذى نفسى بيده ما
وضعها حتى ثار السحاب امثال الجبال ثم لم
ينزل عن منبره حتى رأيت المطر يتحادر على
عينيه فمطرنا يومنا ذلك ومن الغد ومن بعد
الغد حتى جمعة الاخرى وقام ذلك الاعرابى
او غيره فقال يارسول الله تهدم البناء وغرق
المال فادع الله فرفع يديه فقال اللهم حوالينا
ولا علينا فما يشير الى ناحية من السحاب الا
انفرجت وصارت المدينة مثل الجوبة وسال
الوادى قناة شهرا ولم يجئ احد من ناحية الا
حدث بالجود ۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۲)

بھوکوں مر رہے ہیں ۔ آپ اللہ سے دُعا کریں کہ بارانِ رحمت بھیجے ۔ اُس
وقت آسمان بالکل صاف تھا اور کہیں ذراسی بدلی بھی نہیں نظر آتی تھی
آپ نے جنابِ الٰہی میں ہاتھ اُٹھائے ۔ معاً اِدھر اُدھر سے بادل نکل
آیا اور گھن بندھ گیا ۔ اور آپ ابھی منبر پر ہی تھے کہ بارش شروع ہوگئی ۔
آپ منبر سے اترے تو آپ کی ریشِ مبارک سے قطرے ٹپک رہے
تھے ۔ وہ سارا دن اور اگلے سے اگلا یہاں تک کہ اگلے جمعہ تک بارش
ہوتی رہی ۔ پھر وہی اعرابی جس نے گزشتہ جمعہ اثنائے خطبہ میں بارش
کی دعا کرائی تھی ، اُٹھا اور عرض کیا ۔ اللہ کے رسولؐ ۔ اب تو کوٹھے گر
رہے ہیں اور مال غرق ہو رہا ہے ۔ اللہ سے دُعا کریں کہ مینہ تھم جائے ۔
آپؐ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی ۔ اے رب ! ہمارے گرد گرد برسے ۔ اُوپر نہ
برسے ۔ یہ کہ کر آپ نے انگلی پھیری ۔ انگلی کے اشارے سے بادل گرد
گرد ہو گیا ۔ اور مدینہ کے اوپر سے اس طرح دکھائی دیتا تھا ۔ جیسے کسی چیز
کو بیچ سے پھاڑ کر خالی کر دیا جائے ۔ اور ایک ماہ تک جنگلوں میں پانی بہتا رہا ۔ کسی طرف سے کوئی مسافر آتا
تو کثرتِ بارش کی خبر دیتا ۔ (انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر ص ۱۸۴)

وقال الفخر الرازى فى تفسيره انه صلى الله
عليه وآله وسلم كان على شط ماء وقعد عكرمة بن
ابى جهل فقال ان كنت صادقا فادع ذلك الحجر الذى
فى الجانب الاخر فليسبح ولا يغرق فاشار اليه
عليه الصلوة والسلام فانقلع الحجر من مكانه و
سبح حتى صار بين يدى رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم وشهد له بالرسالة فقال له النبى صلى
الله عليه وآله وسلم يكفيك هذا فقال حتى يرجع
مكانه ۔ (انوار المحمدیہ ص ۱۹۰)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ
ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی پانی کے کنارہ پر تھے ۔ عکرمہ
بن ابی جہل بھی وہاں آنکلا ۔ اور آپ کا نام لے کر کہا ۔ کہ اگر آپ سچے
ہیں تو اُس پتھر کو جو پانی کے سامنے کے کنارہ پر پڑا ہے ، بلائیے کہ وہ
اِدھر ہماری طرف پانی پر تیرتا چلا آئے ۔ آپ نے اُسے اپنی انگلی سے
اشارہ کیا ۔ اشارہ پاتے ہی وہ اپنی جگہ سے پانی پر تیرتا ہوا حضور علیہ
الصلوۃ والسلام کے آگے آ رُکا ۔ اور بزبانِ فصیح خدا کے ایک اور
آپ کے رسولِ برحق ہونے کی شہادت دی ۔ فرمایا ، اب یہ تیرے
لیے کافی ہے ؟ بولا ہاں اگر یہ بدستور وہیں جا لگے کہ جہاں سے آیا تھا ۔

اخرج[۵] المسلم والبیہقی وابو نعیم عن
جابر رضؓ بن عبد الله قال سرنا مع رسول الله صلى الله

مسلم اور بیہقی اور ابو نعیم نے جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت
کیا ہے کہ ہم ذات الرقاع کی لڑائی میں آپؐ کے ساتھ تھے ۔ آپؐ

۵ صحیح مسلم مصری ج ۲ صفحہ ۵۵۳

عليه وآله وسلم في غزوة ذات الرقاع فقال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا جابر ناد
بوضوء فقلت الا وضوء الا وضوء فقلت
يا رسول الله ما وجدت في الركب من قطرة
وكان رجل من الانصار يبرد لرسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم الماء فقال لي انطلق لفلان
الانصاري فانظر في اشجابه من شئ فانطلقت
اليه فنظرت فيها فلم اجد فيها الا قطرة في
عزلاء شجب يابسة مما لو اني لو افرغه لشربه
واحد فاتيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
فاخبرته قال اذهب فأتني به فاتيته به
فاخذه بيده فجعل يتكلم بشئ لا ادري ما هو
ويغمزه بيده ثم اعطانيه فقال يا جابر ناد
بجفنة الركب فقلت يا جفنة الركب فاتيت
بها تحمل فوضعت بين يديه فقال رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم بيده هكذا فبسطها
في الجفنة وفرق بين اصابعه ثم وضعها في
قعر الجفنة فقال خذ يا جابر فصب علي فقال

نے مجھے فرمایا، ہمارے وضو کرنے کے لیے کسی کے پاس پانی ہو تو پوچھ۔
مَیں نے عرض کی کہ کسی کے پاس سے ایک قطرہ بھی نہیں ملا۔ ایک شخص
آپؐ کے لیے سرد پانی رکھا کرتا تھا۔ آپؐ نے اُسکا نام لے کر فرمایا کہ جا اُس
سے پوچھ۔ اتفاقاً اُس کے مشکیزہ مین بھی پانی نہ تھا۔ البتہ اُس کے ایک
خُشک شدہ پرانے مشکیزہ کی تہ میں ایک قطرۂ آب کہ اگر اُسے زور
سے اچھی طرح نچوڑیں تو شاید ایک آدمی کی زبان بھی تر نہ ہو دکھائی دیا۔
مَیں نے آ کر حضور میں گزارش کر دی۔ فرمایا، جا، اُتنا ہی لے آ۔ میں نے
مشکیزہ لا کر حاضر کر دیا۔ آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر کچھ پڑھا
جو میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اور فرمایا کہ بڑا ٹب جس میں اونٹوں کو پانی
پلایا جاتا ہے حاضر کریں۔ مَیں نے آواز دی۔ آدمی فوراً اُسے اٹھا
لائے۔ اور آپؐ کے سامنے رکھ دیا۔ آپؐ نے اُس مشکیزہ کی تہ کو زور سے
ٹب مذکور میں نچوڑا۔ کہ وہ جرعہ آب جو اُس میں دکھائی دیتا تھا ٹب
میں آ پڑا۔ پھر آپؐ نے اپنی انگلیوں کو کشادہ کر کے اُس میں رکھ دیا۔
ہم نے دیکھا کہ آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار کر
فواروں کی طرح نکل رہا ہے یہاں تک کہ ٹب لبالب ہو گیا۔ فرمایا کہ
سب کو آواز دے کہ جسے پانی کی جس قدر ضرورت ہو لے لے۔ لوگ
سُن کر چلے آئے۔ سب نے پیا اور خوب سیر ہوئے۔ آپؐ نے اپنا
دستِ مبارک اُس سے نکالا۔ تو وہ ویسے ہی بھرا پڑا تھا۔

بسم الله فرايت الماء يفور من بين اصابعه ففارت الجفنة وفارت حتى امتلأت فقال يا جابر ناد من كانت له حاجة
بماء فاتى الناس فاستقوا حتى رووا ورفع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يده من الجفنة وهي ملأى ٢

اخرج ابن عساكر عن جلهمة بن
عرفطة قال قدمت مكة وهم في قحط و
شدة من احتباس المطر عنهم فقال قائل منهم
يقول اعمدوا اللات والعزى وقائل منهم يقول
اعمدوا لمناة الثالثة الاخرى فقال شيخ وسيم

ابن عساکر نے جلہمہ بن عُرفطہ سے روایت کیا ہے کہ مَیں ایک دفعہ
مکہ معظمہ میں آیا۔ اور وہاں کے رہنے والے بباعث خشک سالی کے
سخت تر قحط میں گرفتار تھے۔ اور چند آدمی کہیں بیٹھے آپس میں دفعِ
قحط کے لیے مشورہ کر رہے تھے۔ کوئی تو کہتا تھا کہ جس طرح ہو،
لات و عزیٰ کو خوش کرو تو بارش ہوگی۔ کوئی کہتا تھا منات کو راضی

٢ انوار المحمدیہ صـ ٢٣

حسن الوجہ جید الرائی اتی توفکون وفیکم بقیۃ ابراہیمؑ وسلالۃ اسمٰعیلؑ قالوا کانک اعنیت ابا طالب فقال ایہ فقاموا بأجمعھم فقمت معھم فدققنا باب علیہ فخرج الینا فثاروا الیہ فقالوا یا ابا طالب اقحط الوادی واجدب العیال فھلم فاستسق فخرج ابوطالب فالصق ظھر الغلام بالکعبۃ ولاذ الغلام ای اشار باصبعہ الی السماء کالمتضرع الملتجیٔ ومافی السماء من قزعۃ فاقبل السحاب من ھھنا وھھنا واغدودق الوادی ای کثر قطرۃ واخصب النادی والبادی وفی ھذا یقول ابوطالب یذکر قریشاً حین تمالوا علی اذیتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد البعثۃ یذکرھم ید ہ وبرکتہ علیھم من صغرہ ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ[1]
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل
یلوذ بہ الھلال من ال ھاشم
فھم عندہ فی نعمۃ وفواضل

کرو۔ بارش اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اِسی طرح اپنی اپنی رائیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص، سُرخ رنگ، خوبصورت، پُختہ رائے اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور بولا کہ چھوڑ دو۔ اگر تم ایسے ہی مصیبت زدہ ہو تو اِدھر اُدھر مت بھٹکتے پھرو۔ آج تم میں اولادِ ابراہیمؑ کا بقیہ اور اولادِ اسمٰعیلؑ سے ایک برگزیدہ بزرگ ہیں۔ اگر مشکلکشائی ہوگی تو اُس کے ذریعے سے۔ ورنہ یہاں لاتوں مناتوں نے کیا کرنا ہے؟ حاضرینِ مجلس نے کہا شاید تو ہم کو ابوطالب سمجھا رہا ہے؟ اُس نے کہا۔ ہاں مَیں تمہیں وہی سمجھا رہا ہُوں۔ یہ سُن کر وہ سب اُٹھ کھڑے ہُوئے اور ابوطالب کا دروازہ جا کھڑکایا۔ ابوطالب فوراً باہر نکلے اور پوچھا کہ کیا ہے؟ سب نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ جنگلوں میں مویشیوں کے چرنے کو چارہ نہیں اور گھروں میں آدمیوں کے کھانے کے لیے کچھ نہیں، چل ہماری اِس مصیبت کو دُور کرنے کی کر۔ خُدا سے بارش کی دُعا مانگ۔ یہ سُن کر ابوطالب گھر سے ایک بچّے کو ساتھ لے کر نکلے۔ (یہی بچہ رحمۃ للعٰلمین مشکل کشائے دُنیا و دین، باعثِ ایجادِ عالم **محمد** مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے) جس کا چہرہ مثلِ آفتاب کہ کسی بادل کے نیچے سے نکلتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ اور بھی کئی اُس کے ہم عمر بچے آگے پیچھے چلتے چلاتے بیت اللہ شریف تک پہنچ گئے۔ پھر مجمعِ عام میں ابوطالب نے اُس بچّہ کو اُٹھا کر دیوارِ کعبہ سے لگا دیا۔ بچّہ نے بھی اپنی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائی۔ جیسے کوئی بڑے خشوع اور خضوع اور عجز و نیاز سے جنابِ باری سے رجوع کرتا ہے۔ اُس وقت آسمان صاف تھا اور کہیں ذرہ بھر بھی بادل کا نشان نہ تھا۔ ابوطالب نے بچّہ کو اُٹھا کر اُس کی پُشت دیوارِ کعبہ سے لگا دی۔ بچّہ نے اُنگلی آسمان کی طرف اُٹھائی۔ فوراً بادل اِدھر اُدھر سے نمودار ہونے لگا۔ یہاں تک کہ اکٹھا ہو کر برسنا شروع ہُوا۔ گھڑی میں جنگل و آبادی، اُچان نچان بھر گئے۔ جدھر دیکھتے تھے اُدھر پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اُس زمانہ سے بعد جب وُہ زمانہ آیا۔ کہ اِس بچّہ نے اُن کی ہدایت کا بیڑا اُٹھایا۔ اور وہ اُس کی ہر طرح کی اذیت پر تُلے پڑے تھے۔ تو ابوطالب نے اُن کو اُس بچّہ کے برکات کا اظہار کرتے ہوئے ایک قصیدہ میں جو

---

[1] گورے مُنہ والا جس کی برکت سے مینہ برسا۔ یتیموں کا بھروسہ۔ اور بیوہ و بیکس عورتوں کی پاکدامنی۔ آلِ ہاشم نے اپنی مصیبت قحط میں اُس کی پناہ لی۔ اور بارش کے ذریعہ نعمتوں سے مالامال ہو گئے ؎

برسرِ اجلاس پڑھا تھا، واقعۂ مذکور کو بھی جتا دیا۔

اخرج البیہقی عن ابی الطفیل رضی اللہ عنہ ان رجلا من بنی لیث یقال لہ فراس بن عمرو اصابہ صداع شدید فذھب بہ ابوہ الی النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم بجلدۃ ما بین عینیہ فجذ بہا فنبتت فی موضع اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم من جبینہ شعرۃ فذھب عنہ الصداع فلم یصدع قال فہم بالخروج علی علی مع اھل حروراء فاخذہ ابوہ فاوثقہ وحبسہ فسقطت تلک الشعرۃ فشق علیہ سقوطہا فقیل لہ ھذا ما ھممت بہ فاحدث توبۃ فتاب قال ابوالطفیل فرایتہا بعد ما نبتت قد سقطت ثم رایتہا قد نبتت۔

بیہقی نے ابی الطفیل رضؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی لیث سے فراس بن عمرو کو سخت سرد دہوتا تھا۔ سب چارے کئے کچھ آرام نہ ہُوا، آخر اُس کا باپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں اُسے لے آیا۔ آپؐ نے اپنی دو انگلیوں سے اُس چمڑے کو جو دونوں آنکھوں اور ابروؤں کے درمیان ناک کے اوپر سے ہے، پکڑا، اور کھینچا، اُس کا درد فی الفور جاتا رہا۔ اور جہاں انگشتانِ مُبارک لگیں وہاں چھوٹے چھوٹے بال بھی اُگ آئے۔ اور پھر اُسے کبھی درد نہ ہُوا۔ جب خارجیوں نے حضرت علی مُرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے مقابلہ کی تیاری کی تو وہ خارجیوں کے ساتھ بخلافِ علی علیہ السلام تیار رہوا۔ جُونہی یہ ارادہ کیا تو وہ بال جو ببرکتِ سرِ انگشتانِ مبارک اُگے ہُوئے تھے دفعتہً اُڑ گئے۔ اور درد بھی شروع ہوگیا۔ اُس کے باپ نے اُسے بہت ملامت کی اور خلیفۂ برحق کے مقابلہ سے باز رکھا۔ اُس نے بھی صدقِ دل سے ہمیشہ کے لیئے یہ ارادہ چھوڑ دیا اور توبہ کی۔ توبہ کی تو پھر وُہ بال اُگ آئے اور درد بھی جاتا رہا۔ ابوالطفیل نے کہا مَیں نے اُس کی تینوں حالتیں دیکھی ہیں۔

اخرج ابونعیم و ابن عساکر عن انسؓ قال لما تزوج النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم زینب بنت جحش قالت لی اُمّی یا انس ان النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اصبح عروسا ولا اری اصبح لہ غداء فہلم تلک العکۃ وتمرا فقدر مُدّ فجعلتہ لہ حیسا فقالت اذھب بہذا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم وامراتہ فاتیتہ بہ فی تور من حجارۃ فقال ضعہ فی ناحیۃ البیت واذھب فادع لی ابابکر وعمر وعثمان وعلیا ونفرا من اصحابہ ثم ادع لی اھل المسجد ومن رایتہ

ابونعیم اور ابن عساکر نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جب اُم المومنین زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا۔ تو میری ماں نے مجھے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے آج رات نکاح کیا ہے اور صبح اُن کے کھانے کو اُن کے ہاں مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ کہ کر اُس نے ایک کُپہ[1] سے کسی قدر روغن اور دو کفدست[2] کھجور لے کر حیس[3] تیار کیا۔ اور ایک بڑے کاسہ میں مجھے دے کر آپؐ کی خدمت میں بھیجا۔ مَیں خدمت میں لے آیا۔ آپؐ نے فرمایا اِسے یہاں گوشۂ خانہ میں رکھ دے۔ اور جا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور علیؑ اور دیگر بعض صحابہ اور اصحابِ صفہ کو اور جو تجھے راستہ میں مِلے لے آ۔ مَیں حسبِ حکم ان سب کے بلانے کو نکلا۔ لیکن مجھے یہ تعجب تھا کہ کھانا تو جس قدر ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ اتنے آدمی جن کے

[1] دو تہ۔ [2] بقدر دو کف۔ پنجابی اڑدو لپ [3] ایک قسم کا حلوا ہے۔

فی الطریق فجعلت اتعجب من قلۃ الطعام ومن کثرۃ ما یامرنی ان ادعو من الناس فدعوتھم حتی امتلأت البیت والحجرۃ ثم قال یا انس ھلم ذاک فجئتہ بہ فغمس فیہ ثلاثۃ اصابع فجعل یربو ویرتفع فجعلوا یتغدون ویخرجون حتی اذا فرغوا اجمعون بقی فی التور نحو ما جئت بہ قال ضعہ قدام زینب قال ثابت قلت لانس کم تری کان الذی اکلوا قال اثنین وسبعین ۔ ۱۲ (دلائل النبوت ص ۱۵۱)

بُلانے کا حُکم دیا گیا ہے، آ کر کیا کرینگے؛ خیر، مَیں نے جن کو بلایا وہ سب حاضر ہو گئے۔ یہاں تک کہ مکان آدمیوں سے بھر گیا۔ پھر آپؐ نے مجھے کاسۂ مذکور کے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ نے اپنی تین انگلیاں اُس میں دھسا دیں۔ سب کے دیکھتے وہ کھانا بڑھنے لگا۔ اور لوگ کھا کھا کر نکلنے لگے۔ جب سب سیر ہو کر چلے گئے۔ تو دیکھا کھانا ویسے ہی ہے جیسا کہ مَیں لایا تھا۔ فرمایا کہ یہ اب زینبؓ کے آگے رکھ دے۔ (کھائیں اور جسے چاہیں کھلائیں) ثابتؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے اِس حدیث کے راوی انسؓ سے جو کھانا لے کر گئے تھے پوچھا کہ جو کھا گئے تھے وہ کتنے آدمی تھے؟ کہا بہتر ۷۲ آدمی تھے۔

اخرج ابونعیم من طریق المطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن عبد الرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری عن ابیہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزوۃ غزاھا واصاب الناس مخمصۃ ثم دعا برکوۃ فوضعت بین یدیہ ثم دعا بماء فمضمض فاہ ثم مجہ فیھا وتکلم بما شاء اللہ ان یتکلم ثم ادخل خنصرہ فیھا فاقسم باللہ لقد رأیت اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تتفجر ینابیع الماء ثم امر الناس فشربوا وسقوا وملئوا قربھم واداوتھم فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمد عبدہ ورسولہ لا یلقی اللہ بھما احد یوم القیامۃ الا دخل الجنۃ ۱۲

ابونعیم نے مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پانی ختم ہو گیا اور لوگوں کو سخت تکلیف ہُوئی۔ آپؐ نے ایک بڑا کاسہ خالی اپنے آگے رکھ کر اور کچھ تھوڑے پانی میں (جو ایک شخص کے پاس سے مل گیا تھا) کُلّی ڈال کر پھر اُس پانی کو اُس کاسہ میں ڈال دیا۔ اور کچھ پڑھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کی دونوں چھوٹی انگلیوں کو اُس میں رکھ دیا۔ مَیں اللہ کی قسم کھاتا ہُوں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے دیکھے ہَیں۔ لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پلایا اور اپنے مشکیزے اور برتن بھر لیے۔ پھر آپؐ ہنسے اور کہا مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ رب ایک اکیلا اور سچّا معبُود ہے۔ اور مَیں اُس کا برگزیدہ بندہ اور اُس کا رسول ہُوں جو شخص قیامت کے دِن خدا کے پیش کیا جائیگا۔ اور اُس کے پاس یہ دو شہادتیں یعنی خدا کے لاشریک لۂ اور میرے سچّا رسول ہونے کی ہونگی تو وہ داخلِ جنت ہو گا۔

اخرج البیھقی عن محمد بن ابراھیم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُتی برجل برجلہ قرحۃ قد اعیت الاطباء فوضع اصبعہ علی ریقہ ثم رفع طرف الخنصر فوضع اصبعہ علی التراب ثم

بیہقی نے محمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپؐ کے پیش کیا گیا۔ جس کے پاؤں میں زخم تھا۔ اور طبیب اُس کے علاج سے رہ چکے تھے۔ تو آپؐ نے اُنگلی کو آپ دہنِ مبارک لگا کر مٹی پر رکھ دیا۔ پھر اُٹھا کر زخم پر رکھا اور کہا اَللّٰھُمَّ رِیْقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَۃِ اَرْضِنَا

رفعها فوضعها على القرحة ثم قال باسمك اللهم ريق بعضنا بتربة ارضنا ليشفى سقيمنا باذن ربنا

اخرج البيهقي عن انس[۵۰] قال خرج النبي صلى الله عليه وآله وسلم الى قباء فاتى من بعض بيوتهم بقدح صغير فادخل يده فلم يسعه القدح فادخل اصابعه الاربعة لم يستطع ان يدخل ابهامه ثم قال للقوم هلموا الى الشراب قال انس رض بصر عيني ينبع الماء من بين اصابعه فلم يزل القوم يردون القدح حتى رووا منه جميعا

كف صلى الله عليه وآله وسلم

اخرج[۵۱] الشيخان عن انس رض قال ما مسست حريرا و لا ديباجا الين من كف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولا شممت مسكا ولا عنبرا اطيب من ريح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

اخرج[۵۲] البخاري عن شعبة عن الحكيم قال سمعت ابا جحيفة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالهاجرة الى البطحاء فتوضأ ثم صلى الظهر ركعتين وبين يديه عنزة وزاد فيه عون عن ابيه ابي جحيفة قال كان يمر من ورائها المارة وقام الناس فجعلوا ياخذون يديه فيمسحون بها وجوههم قال فاخذت بيده فوضعتها على وجهي فاذا هي ابرد من الثلج واطيب رائحة من المسك

لیشفی سقیمنا باذن ربنا۔

بیہقی نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قبا تک جو مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے، تشریف لائے۔ اور پانی کی ضرورت پڑی۔ وہاں کسی کے گھر سے ایک چھوٹے سے پیالہ میں کچھ پانی ملا۔ آپ نے اُس میں اپنا دستِ مبارک رکھنا چاہا۔ تو چونکہ پیالہ بہت چھوٹا تھا۔ اِسلیے دستِ مبارک اُس میں نہ آسکا۔ آپ نے اپنا پنجہ اُس میں رکھ دیا۔ اور فرمایا سب پی لو۔ انس رض کہتے ہیں کہ میرے دیکھتے آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہنے لگے۔ لوگوں نے دوڑ کر اپنے برتن بھر لیے اور سیر ہو کر پی بھی لیا۔

آپ کی ہتھیلی مبارک

بُخاری و مسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی حریر و دیبا کو ہاتھ نہیں لگایا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفِ دستِ مبارک سے زیادہ نرم ہو اور نہ کسی عنبر و کستوری کو سونگھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبوئے جسم سے زیادہ خُوش بُو ہو۔

اِمام بخاریؒ نے شعبہ سے، اُس نے حکیم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے ابو جحیفہ سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کی گرمی میں بطحا کی گرمی میں نکلے اور وضو کیا۔ کچھ دیر کے بعد دو رکعت نماز ظہر ادا کی۔ پھر وقت پر نمازِ عصر ادا کی۔ اور آپ کے سامنے ایک چھوٹے سے نیزے کا سُترہ رکھا ہوا تھا (اور عون نے اپنے باپ ابی جحیفہ سے اتنا زیادہ روایت کیا ہے) کہ جس کے پیچھے سے لوگ آتے جاتے تھے بعد از فراغتِ نماز لوگ کھڑے ہو گئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر اپنے مونہوں پر پھیرتے تھے۔ مَیں نے بھی آپ کا دستِ مبارک پکڑ کر اپنے منہ پر پھیرا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور کستوری سے بڑھ کر خوشبو دار تھا۔

(۵۱ بخاری ہتھیلی ص ۱۶۷/۴ ۵۲ بخاری ہتھیلی ص ۱۶۶/۴)

اخرج الامام احمد والبزار عن عبد الله بن
ابی اوفی رض قال بینا نحن عند النبی صلی الله علیه وآله وسلم
اذ اتاه غلام فقال بابی انت یا رسول الله غلام یتیم
واخت له یتیمة وام له ارملة اطعمنا اطعمك الله
مما عنده فقال له النبی صلی الله علیه وآله وسلم انطلق الی
اهلنا فأتنا بما وجدت عندهم بواحدة وعشرین
تمرة فوضعها فی کف النبی صلی الله علیه وآله وسلم فاشار
النبی صلی الله علیه وآله وسلم بکفه الی فیه ونحن نری انه
یدعو بالبرکة ثم قال یا غلام سبعا لك وسبعا لامك و
سبعا لاختك فتعش بتمرة وتغد باخری

امام احمد رح اور بزار نے عبد اللہ بن ابی اوفے سے روایت کیا ہے
کہ جبکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو ایک لڑکے
نے آکر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں اور میری بہن دو
یتیم ہیں اور ہم دونوں کی ماں بیوہ۔ ہم کو اپنے پاس سے کچھ کھلایئے،
خدا آپ کو اپنے پاس سے کھلائیگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارے گھروں سے
کسی گھر پر جاکر سوال کر جس گھر سے کچھ ملے۔ وہ ہمارے پاس لے آ۔
وہ اکیس ٢١ عدد خجور لے آیا۔ اور آپ کے کفِ دست پر رکھ دیں۔ آپ
نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ہم دیکھ رہے تھے۔ پھر اس کو فرمایا
لے جا۔ سات تیری اور سات تیری بہن کی اور سات تیری ماں کی۔ یہ
تم تینوں کو ہر روز کی ایک ایک۔ ہفتہ ہفتہ بھر کافی ہیں۔

اخرج البیهقی وابو نعیم من طریق موسی
بن عقبة عن بن شهاب ومن طریق عروة قال اخذ
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ملأ کفه من
الحصباء فرمی بها وجوه المشرکین فجعل الله
الحصباء عظیما شأنها لم تترك من المشرکین
رجلا الا ملأت عینیه ویجدون کل رجل
منهم منکبا علی وجهه لایدری این یتوجه یعالج
التراب من عینیه وذلك قوله ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی۔

بیہقی اور ابو نعیم نے بہ طریق موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب زہری
سے اور بطریقِ عروہ بھی زہری سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ احد میں ایک کف کنکروں کی اٹھا
کر مشرکوں کے منہ پر پھینکی تو ان سے کوئی بھی خالی نہ رہا کہ جس کی آنکھوں
میں یہ کنکریاں نہ بیٹھی ہوں۔ سب اوندھے ہوئے آنکھیں مل رہے
تھے اور کچھ نہ کر سکے۔ اللہ تعالی کے قولِ حق "وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمی" میں اسی واقع کی خبر ہے

اخرج البیهقی عن ابن ابی خیثمة ان
النبی صلی الله علیه وآله وسلم لما قاتل اهل
الشق بخیبر وبه حصون ذوات عدد تحصنوا
بحصن الزبیر وامتنعوا فیه اشد الامتناع حتی
اصاب النبل ثیاب رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم فاخذ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کفا من حصباء فحصب به حصنهم فرجف الحصن بهم ثم ساخ
فی الارض حتی جاء المسلمون فاخذوا اهله اخذا۔

بیہقی نے ابن ابی خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ خیبر سے جنگ کی اور وہاں ان کے پاس پاس
کئی قلعے تھے۔ سب نے سخت جنگ کی۔ یہاں تک کہ آپ
کے کپڑوں میں تیر چھو گئے۔ تو آپ نے ایک کف دست کنکروں
کی ان کے قلعوں کی طرف اٹھا ماری اور وہ مفتوح ہو گئے،

اخرج البخاری عن انس رض قال حضرت الصلوۃ فقام من کان قریب الدار من المسجد یتوضأ وبقی قوم فاتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمخضب من حجارۃ فیہ ماء فوضع کفہ فصغر المخضب ان یبسط فیہ کفہ فضم اصابعہ فوضعہا فی المخضب فتوضأ القوم کلہم جمیعا قلت کم کانوا قال ثمانون رجلا ۱۲ (بخاری ج ۲)

بخاری نے حضرت انس رض سے روایت کی ہے کہ مَیں مسجد شریف میں بوقتِ نماز حاضر تھا۔ کچھ آدمیوں نے جن کے گھر مسجد کے پاس تھے، اپنے اپنے گھروں سے وضو کر لیا۔ لیکن بہت آدمی جو فاصلہ پر سے آئے تھے پانی نہ ملنے کے سبب وضو سے رہ گئے۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے ایک پتھر کا پیالہ منگایا۔ اور اُس میں اپنا کفِ دست مبارک رکھنا چاہا۔ لیکن پیالہ کے چھوٹے ہونے کے سبب سے آپؐ نے اپنی انگلیاں ملا کر رکھدیں، انگلیوں سے پانی نکلنا شروع ہوا۔ جس جس نے وضو کرنا تھا، کر لیا، انس رض سے جو روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں، میں نے انس رض سے پوچھا کہ آدمی کتنے تھے کہا اسّی ۸۰ آدمی تھے۔

ف ایک روایت میں بخاری کے اِس سے زیادہ بھی ہیں۔

اخرج الامام احمد والحاکم والبیہقی وابونعیم من طریق ابن عباس رض عن فاطمۃ علیہا السلام قالت اجتمع مشرکو قریش فی الحجر فقالوا اذا مر محمد علیہم ضربہ کل واحد منہم ضربۃ فسمعتہم فدخلت علی امہا فاخبرتہا فذکرت ذلک لہ فقال یا بنیۃ اسکتی ثم خرج فدخل علیہم المسجد فلما راوہ قالوا ہا ہو ذا وخفضوا ابصارہم وسقطت اذقانہم فی صدورہم وعقدوا فی مجالسہم فلم یرفعوا الیہ بصرا ولم یقم الیہ رجل منہم فاقبل حتی قام علی رؤسہم فاخذ قبضۃ من التراب فرمی بہا نحوہم ثم قال شاہت الوجوہ فما اصاب رجلا منہم من ذلک الحصا حصاۃ الا قتل یوم بدر کافرا ۱۲ (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام احمد اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم ابن عباس رض کے طریق سے جنابہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت کرتے ہیں کہ بمقام حجر مشرکان قریش نے جمع ہو کر آپس میں یہ سوچا کہ اگر یہاں سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گزریں تو ہم سے ہر ایک ایک ایک ضرب لگائے۔ مَیں نے یہ سُن کر اپنی ماں خدیجہ ام المومنین کے پاس جا کر ذکر کیا۔ ام المومنین نے آپؐ کے پاس اظہار کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ خاموش! یہ کہ کر آپؐ مسجد کی طرف نکلے۔ جب مشرکوں نے آپؐ کو دیکھا۔ تو کہنے لگے وہ تو یہی ہے جس کی نسبت تم کچھ سوچ رہے تھے۔ اور آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور ایسے ہوئے کہ اُن کی ٹھوڑیاں سینوں پر آلگیں اور اپنی اپنی جگہ بندھ کر رہ گئے۔ نہ تو آپؐ کی طرف نظر کر سکے نہ اُٹھ کر آگے ہو سکے۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے مٹی کی ایک مٹھی اُٹھا کر اُن کی طرف پھینکی اور زبان سے فرمایا "شَاهَتِ الوُجُوہُ" یہ مٹی جس جس کے بدن پر آ پڑی۔ وہ مردود جنگِ بدر میں ضرور مارا گیا۔ اور کوئی بھی نہ بچا۔

اخرج ابن عدی وابویعلی والبیہقی من طریق عاصم بن عمر بن قتادۃ عن جدہ قتادۃ بن النعمان انہ اصیب عینیہ یوم بدر فسالت حدقۃ

ابنِ عدی اور ابویعلی اور بیہقی نے قتادہ رض بن نعمان سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے دن میری آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ میری رُخسار تک نیچے بہ آئی۔ میرے ساتھیوں نے اُسے کاٹ دینے

علی وجنته فارادوا ان یقطعوها فسألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لا فدعا فغمز حدقته براحته فکان لا یدری ای عینیه اصیب

کا ارادہ کیا۔ اور جناب ص سے اجازت لینے کے لیے عرض کی۔ فرمایا (کاٹو) نہیں اور مجھے حضور میں بلا کر آنکھ کو چشم خانہ میں پھیر دیا۔ اور راحت مبارک کو اس پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا۔ تو وہ بالکل صحیح و سالم تھی۔ اور معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ اس کی کونسی آنکھ بہ آئی تھی۔

اخرج بن شاهین عن انس رض قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزوۃ تبوک فقال المسلمون یا رسول اللہ عطشت دوابنا والمنافقا هل فضلة ماء فجاء رجل فی شن بشیء فقالوا هاتوا صحفة فصب الماء ثم وضع راحته فی الماء قال فرایتها تخلل عیونا بین اصابعه قال فسقینا ابلنا ودوابنا وتزودنا فقال اکفیتم فقالوا نعم اکتفینا یا نبی اللہ فرفع یدہ فارتفع الماء

ابن شاہین نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ جنگِ تبوک میں میں آپ ص کے ساتھ تھا۔ شکایت ہوئی کہ چارپایوں وغیرہ کے لیے پانی بالکل نہیں اور وہ پیاس سے بیقرار ہیں۔ فرمایا کچھ تھوڑا؟ یہ سن کر ایک شخص نے ایک پرانی سی مشک میں سے نچوڑ نچاڑ کر ایک دو گھونٹ پانی نکالا۔ فرمایا کوئی بالٹی لاؤ۔ وہ اس میں ڈال دیا۔ اور اپنا کفِ دستِ مبارک اس میں رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ص کے بُنِ انگشتانِ مبارک سے پانی کے چشمے بہ نکلے۔ ہم نے تمام چوپائے سیر کر لیے۔ اور اپنے اپنے مشکیزوں اور برتنوں میں بھی بھر رکھا۔ فرمایا، بس اب تمہیں کافی ہے؟ سب نے عرض کیا کہ کافی ہے۔ پھر آپ نے ہاتھ اٹھا لیا۔ پانی بھی جاتا رہا۔

اخرج الحاکم عن علی ع قال اشتکت عینی فوضع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راسی فی حجرہ ثم بصق فی راحته فدلک بها عینی فما اشتکیتها حتی الساعة

حاکم نے مستدرک میں جناب علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ کہ میری آنکھیں دکھتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا سر اپنی گود میں رکھ کر اپنے کفِ دست پر لب ڈال کر میری آنکھوں پر مل دیا۔ اس دن سے آج تک میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

اظفارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ ص کے ناخن مبارک

اخرج الامام احمد عن انس رض بن مالک انه قال قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظفارہ وقسم بین الناس

امام احمد نے انس رض بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیے۔ **ف** اکمال فی اسماء الرجال کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ناخن معاویہ بن ابی سفیان امیر شام کے پاس تھے۔ مرتے دم اس نے وصیت کی تھی۔ کہ یہ ناخن میرے کفن کے اندر میری بینی کے آگے رکھ دینا۔ اس سے اسکی غرض حصولِ برکتِ نجات تھی۔ اسی طرح آپ ص کے بالوں ناخنوں، بدن کے کپڑوں، ہاتھ کی لکڑیوں وغیرہ

سے حصولِ برکت کا صحابۂ کرام کو تجربہ اور مشاہدہ تھا

صدرہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک اخرج البیہقی من طریق ابراہیم بن طہمان قال سالت سعدا عن قولہ تعالیٰ الم نشرح لک صدرک فحدثنی عن قتادہ عن انس رض قال شق بطنہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من عند صدرہ الی اسفل بطنہ فاستخرج منہ قلبہ فغسل فی طست من ذہب ثم ملئ ایمانا وحکمۃ ثم اعید مکانہ ۱۲

اخرج البیہقی من طریق بن اسحاق قال حدثنی عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن العلاء بن جاریۃ الثقفی عن بعض اہل المدینۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یخرج الی حراء فی کل عام شہرا من السنۃ یتنسک فیہ حتی اذا کان شہر الذی اراد اللہ بہ ما اراد من السنۃ التی بعث فیہا وذلک الشہر رمضان خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کما کان یخرج حتی اذا کانت اللیلۃ التی اکرمہ اللہ فیہا بالرسالۃ ورحم العباد بہ جاء جبرئیل بامر اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فجاءنی وانا نائم فقال اقرأ قلت ما اقرأ فغطنی حتی ظننت انہ الموت ثم کشف عنی

آپ کا سینۂ مبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک۔ بیہقی نے ابراہیم بن طہمان سے روایت کیا ہے کہ میں نے سعد سے اللہ تعالیٰ کے قولِ پاک الم نشرح لک صدرک کے معنے پوچھے۔ تو اُنہوں نے مجھے قتادہ رض سے ایک حدیث سُنائی جس کو وہ انس رض سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سینہ اُوپر سے لے کر شکم مبارک کے نیچے ناف تک پھاڑ دیا گیا۔ اور آپ کا دل نکال کر ایک سونے کے تھال میں دھو کر ایمان وعلم سے بھر کر پھر اپنی جگہ رکھ کر پیٹ کو بھی صاف کر کے سی دیا گیا۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے، اُس نے کہا میرے پاس حدیث بیان کی عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن علاء بن حارثہ ثقفی نے بعض اہلِ علم صحابہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر سال ایک ماہ غارِ حراء میں عبادتِ الٰہی کے لئے خلوت کیا کرتے تھے جس سال آپ کو پیغمبری عطا ہوئی اُس سال کے ماہِ خلوت میں کہ اتفاقاً وہ رمضان کا ہی مہینہ تھا آپ ایک رات جس میں کہ آپ کو حق تعالیٰ نے درجہ رسالت عطا فرمایا تھا، نکلے۔ تو جبرئیل نے مجھے بامرِ الٰہی نازل ہو کر سوئے ہوئے کو جگا کر کہا 'پڑھ'، میں نے کہا میں کیا پڑھوں؟ میں تو پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ جبرئیل نے مجھے اپنے سینے سے لگا کر ایسا دبایا کہ میرا دم نکلنے کو تھا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا۔ میں کیا پڑھوں؟ اُس نے ایسے ہی مجھے پھر دبایا اور چھوڑ کر کہا پڑھ۔ میں نے کہا بتا کیا پڑھوں؟ بولا اقرأ باسم ربک الذی خلق (الی قولہ) مالم یعلم۔ پھر وہ مجھ سے جاتا رہا۔ مگر میں

فقال اقرأ فقلت وما اقرأ فعاد لي بمثل ذلك ثم قال
اقرأ قلت وما اقرأ فقال اقرأ باسم ربك الذي خلق
الى قوله ما لم يعلم ثم انتهى فانصرف عني وهببت
من نومي فكانما صور في قلبي كتاب ولم يكن في خلق الله
ابغض الي من شاعر او مجنون فكنت لا اطيق النظر اليهما
فقلت ان الابعد[۱] لشاعر او مجنون ثم قلت لا تحدث
عني قريش بهذا ابدا لاعمدن الى حالق من الجبال فلاطرحن
نفسي منه فلاقتلنها فلاستريحن فخرجت ما اريد غير ذلك
فبينا انا عامد لذلك اذ سمعت مناديا من السماء
يقول يا محمد انت رسول الله وانا جبريل فرفعت راسي
الى السماء انظر فاذا جبريل في صورة رجل صافا قدميه في
افق السماء يقول يا محمد انت رسول الله وشغلني ذلك
عما اريد فوقفت ما اقدم ان اتقدم ولا اتاخر وما
اصرف وجهي في ناحية من السماء الا رايته فيها فما زلت
واقفا حتى كاد النهار يتحول ثم انصرف عني وانصرفت
راجعا الى اهلي فجلست اليها فقالت ايها ابن كنت قلت
ان الابعد لشاعر او مجنون قالت اعيذك بالله من
ذلك ما كان الله ليفعل بك ذلك مع ما اعلم من
صدق حديثك واعظم امانتك وحسن خلقك و
صلة رحمك فاخبرتها الخبر فقالت ابشر يا ابن عم و
اثبت له فاني لارجو ان تكون نبي هذه الامة ثم
انطلقت الى ورقة فاخبرته فقال ان كنت صدقتيني
انه لنبي هذه الامة وانه ليأتيه الناموس الاكبر
الذي كان ياتي موسى عليه السلام ۱۲

[۱] يعني نفسه ۱۲

شعر اور ایسی باتوں کو بُرا جانتا تھا۔ اور مجھے فطرتاً ایسی باتوں سے نفرت
تھی۔ اور ایسے آدمیوں کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ مگر مَیں دل میں سوچتا تھا کہ
یہ کتاب جو مجھے دی گئی ہے عجب کلام ہے۔ مَیں نے کسی کو سُنایا، اگر اُس نے
مجھے شاعر یا مجنون کہہ دیا۔ تو مَیں مر جاؤنگا۔ آخر یہ بات میرے دل میں اُنھی
بیٹھی کہ مَیں پہاڑ سے گر مرنے پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ ایک دن پہاڑ کی چوٹی پر
چڑھ کر اپنے آپ کو گرا دینے کے لیے تیار تھا۔ کہ مَیں نے آسمان سے ایک
آواز سنی۔ کہ کوئی میرا نام لے کر کہتا ہے۔ ایسا نہ کر۔ تُو تو بے شبہ اللہ کا رسول
ہے۔ اور مَیں جبرئیل ہوں جو تمام پیغمبروں پر تجھ سے پہلے بھی اللہ کے حکم پیغمبروں
پر لایا کرتا تھا۔ مَیں نے یہ سُن کر آسمان کی طرف دیکھا تو وہ پکارنے والا
(جبرائیل) مجھے انسان کی صورت پر نظر آیا۔ جو کہ اُفق آسمان پر کھڑا تھا۔ اور
مجھے میرا رسول اللہ ہونا یقین دلا رہا تھا۔ اور میرے سامنے ہی رہا۔ کہ مَیں نہ
قدم آگے ہو سکتا تھا نہ پیچھے۔ اور نہ ہی میرے دل میں کوئی خیال باقی رہ گیا مَیں
اُسے ٹکٹکی لگا کر دیر تک دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ دن ڈھل گیا۔ اور وہ
میری نظر سے غائب ہو گیا۔ اور مَیں اپنے گھر خدیجہؓ کے پاس آیا اور خوف زدہ
اُس کے پاس آ بیٹھا۔ اُس نے کہا آپ کہاں تھے؟ مَیں نے کہا افسوس کہ
لوگ مجھے شاعر یا دیوانہ نہ کہنے لگ جائیں۔ خدیجہؓ نے کہا مَیں تجھے خدا کی
پناہ میں دیتی ہوں۔ خدا تجھ سے ایسا نہ کرے۔ آپؐ تو نیک کردار۔ صادق
گفتار، دیانتدار ہیں۔ خوش خلق، صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ پھر مَیں نے اُس سے
اپنا سب ماجریٰ بیان کیا۔ وہ بولی کہ آپ کو بشارت ہو۔ رسالت اور نبوت
کے لیے تیار رہو۔ مَیں آپ کے اس واقعہ سے امید کرتی ہوں کہ آپؐ اِس امت
کے نبی ہونگے۔ پھر وہ مجھے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس کہ
اپنے وقت میں توریت وبعض دیگر صحائفِ آسمانی کا عالم تھا۔
لے گئی اور یہ جو مجھ سے سُنا تھا، بیان کیا۔ ورقہ نے سُن کر کہا۔ اگر
یہ سچ ہے، تو یہ اِس زمانہ کا نبی ہوگا۔ اور اِس کے پاس وہ فرشتہ آیا
کرے گا جو موسیٰؑ نبی پر آیا کرتا تھا۔ علیہ السلام۔ (دلائل النبوت)

اخرج البیہقی من طریق بن اسحق
حدثنی اسمعیل بن ابی حکیم مولی الزبیر انہ حدث
عن خدیجۃ انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فیما تثبتہ یا ابن عم تستطیع ان تخبرنی
بصاحبک ھذا الذی یاتیک اذ جاءک قال
نعم قالت اذا جاءک فاخبرنی فبینا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم عندھا اذ جاءہ جبرائیل فقال یا
خدیجۃ ھذا جبرئیل قالت اتراہ الآن قال نعم
قالت فاجلس بشقی الایمن فتحول فجلس قالت ھل
تراہ الآن قال نعم قالت فاجلس فی حجری فتحول
فجلس قالت ھل تراہ الآن قال نعم فحسرت
عن راسہا فالقت خمارھا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جالس فی حجرھا قالت ھل تراہ الآن قال لا
قالت ما ھذا شیطان ان ھذا الملک یا ابن عم
اثبت وابشر ثم آمنت بہ وشھدت ان الذی
جاء بہ الحق قال بن اسحق فحدثت عبد اللہ
بن الحسنؓ بھذا الحدیث فقال قد سمعت
فاطمہ بنت الحسینؑ علیہم السلام تحدث بہ عن
خدیجۃ الا انی سمعتہا تقول ادخلت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بینہا وبین درعہا فذہب
عند ذلک جبرائیل ۱۲

بیہقی نے ابن اسحٰق کے طریق سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ
میرے پاس اسمٰعیل بن ابی حکیم مولے زبیر رضی اللہ عنہ نے حدیث
بیان کی جناب ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے، کہ جب آپؐ کی
یہ حالت ہوئی جو مذکور ہوا - تو ام المؤمنین نے بطریق تحقیق آپؐ سے
عرض کیا کہ آپؐ کے پاس جو چیز آتی ہے - اُس کے آنے کے وقت
آپؐ مجھے خبر دے سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں - میں تجھے اُس کے آنے پر کہہ
دُونگا - ام المؤمنین نے کہا اچھا جب وہ آپؐ کے پاس آئے - تو
مجھے اُس کے آنے کی خبر دینا - چنانچہ ایسا ہوا جب کہ ام المؤمنین
آپؐ کے پاس تھیں تو جبرئیل بھی آپؐ کے پاس آپہنچے - آپؐ نے
ام المؤمنین سے فرمایا - خدیجہ! لے یہ جبرئیل ہے - ام المؤمنین نے
کہا - اِس وقت وُہ آپؐ کو نظر آرہا ہے؟ فرمایا ہاں، آرہا ہے - کہا،
آپؐ میرے دائیں پہلو پر ہو بیٹھیں - آپؐ اُٹھ کر ام المؤمنین کے
پہلوئے راست پر ہو بیٹھے - ام المؤمنین نے آپؐ سے پوچھا اب
بھی وہ آپؐ کو نظر آرہا ہے؟ فرمایا، ہاں آرہا ہے - پھر ام المؤمنین
نے کہا کہ آپؐ میرے پہلوئے چپ یعنی بائیں طرف ہو جائیں -
آپؐ بائیں طرف ہو بیٹھے - پوچھا کہ اب بھی وہ نظر آتا ہے - فرمایا ہاں آتا
ہے - پھر ام المؤمنین نے اپنے سر سے کپڑا اتار ڈالا - اور پوچھا کہ اب
بھی نظر آرہا ہے؟ فرمایا نہیں - اب وہ مجھے نظر نہیں آتا - ام المؤمنین
نے کہا آپؐ خوش رہیں - یہ بے شک و شبہ فرشتہ ہے - جن یا شیطان
نہیں - بی بی یہ کہکر ایمان لائی اور کہا میں آپؐ پر حق نازل ہونے کا صدق
دل سے اقرار کرتی ہوں - آپؐ بے شک نبی ہیں - ابن اسحٰق کہتے
ہیں - میں نے عبد اللہ بن حسن بن حسنؑ امام کے پاس یہ حدیث بیان کی تو اُنہوں نے فرمایا - میں نے بی بی
فاطمہ صغرےٰ بنت امام حسینؑ علیہ السلام سے بھی یہی سُنا ہے - وہ اپنی نانی سے روایت کرتی تھیں - مگر اُن
کی روایت میں بجائے فحسرت عن راسہا کے ادخلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بینہا وبین درعہا
فذھب عند ذلک جبرئیل ہے - (دلائل النبوت حافظ ابو نعیم مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ص ۶۹)

اخرج بن ماجه عن بن عباس رض قال ضمنی
رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فقال اللهم علمه
الحکمة وتاویل الکتاب ۱۲ (ابن ماجه ص ۱۵)

اخرج الترمذی عن معاذ بن جبل قال
احتبس عنا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ذات
غداة عن صلوٰة الصبح حتی کدنا نتراآی عین
الشمس فخرج سریعا فثوب بالصلوة فصلی رسول
الله صلی الله علیه و آله وسلم وتجوز فی صلوته فلما
سلم دعا بصوته فقال لنا علی مصافکم کما انتم
ثم انفتل الینا ثم قال اما انی ساحدثکم ما حبسنی
عنکم الغداة انی قمت من اللیل فتوضأتُ و
صلیتُ ما قدر لی فنعست فی صلوتی حتی
استثقلت فاذا انا بربی تبارک و تعالی فی احسن
صورة فقال یا محمد قلتُ لبیک یا ربِ قال فیم
یختصم الملأ الاعلیٰ قلتُ لا ادری قالها ثلاثا قال
فرأیته وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برد
انامله بین یدیی فتجلی لی کل شئ وعرفت فقال
فقال یا محمد قلتُ لبیک ربِ قال فیم یختصم
الملأ الاعلیٰ قلتُ فی الکفارات قال وما هن
قلتُ مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی
المساجد بعد الصلوة واسباغ الوضوء حین الکریهات
قال ثم فیم قلت فی الدرجات قال وما هن قلتُ
اطعام الطعام ولین الکلام والصلوة باللیل والناس
نیام قال سل قل قلت اللهم انی اسالک فعل
الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین وان

ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سینہ سے لگا کر خدا سے دعا کی کہ الٰہی اِسے
اسرار و معانیِ قرآن سکھا دے۔ (سو ایسا ہی ہوا)

ترمذی نے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ ایک دن صبح کی نماز
کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں تشریف لانے
میں اِس قدر دیر ہو گئی۔ کہ سورج نکلنے کو تیار تھا۔ سب لوگ آپؐ کا
انتظار کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں آپؐ بہت جلد تشریف لے آئے اور
تھوڑی سی قرأت وغیرہ سے نماز پڑھا کر حکم سُنا دیا۔ کہ جس طرح تم سب
بیٹھے ہوئے ہو اسی طرح اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ پھر ہم سب کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں تم کو اتنی دیر تک نہ نکلنے کی بات سناؤں میں
رات کو اپنے وقت پر عبادتِ الٰہی کے لیے اُٹھا۔ اور وضو کر کے جو مقدر
میں تھا پڑھ کر ابھی اُسی حالت میں تھا کہ مجھے اُونگھ آ گئی۔ اور مجھے
محویت نے آ گھیرا۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے رب تبارک و
تعالیٰ کے حضورِ اقدس میں ہوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ! میں
نے کہا۔ میرے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا ملأ الاعلیٰ (ملائکہ مقربین)
میں کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ میں نے عرض کیا۔ مجھے تو معلوم نہیں۔
اِسی طرح تین دفعہ بارگاہِ عزت کا یہی فرمان اور میری وہی عرض۔
پھر میں دیکھتا ہوں کہ ذاتِ بے مثل رب العزت نے اپنا ہاتھ میرے دونوں
کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ کہ اُس کے سرِ انگشتان کی سردی میں نے
اپنے سینہ میں پائی۔ اور سینہ میں سردی محسوس ہوتے ہی سب پردے
دُور ہو گئے۔ اور سینہ اتنا روشن ہوا کہ دُنیا بھر کا اندر باہر تیلا تنکا نظر آنے لگا۔
اور ہر شے کو میں نے پہچانا۔ پھر فرمایا اے محمدؐ! میں نے عرض کی میرے
رب میرے تربیت کنندہ مولیٰ کریم! میں حاضر ہوں (سنتا ہوں) فرمایا یہ
مقرب فرشتے کیا گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یہ تو کفارات
میں بات چیت ہو رہی ہے۔ فرمایا وہ کفارات کیا ہیں۔ میں نے کہا نماز

تغفرلی وترحمنی واذا اردت فتنة فی قوم فتوفنی
غیر مفتون واسئلك حبك وحب من یحبك و
حب عمل یقربنی الی حبك فقال رسول الله صلی
الله علیه وآله وسلم انها حق فادرسوها ثم تعلموها

باجماعت ادا کرنے اور بعد از نماز مسجد میں ذکر کرنے کے لیے بیٹھنے اور ذرا سے
شک پر وضو تازہ کر لینے کے ثواب - پھر فرمایا وہ کیا ہیں؟ مَیں نے عرض کیا
کھانا کھلانا، نرم کلامی، اور ایسے وقت میں عبادت کرنا جب کہ کوئی دیکھتا
نہ ہو۔ فرمایا، مانگ کیا مانگتا ہے؟ مَیں نے عرض کیا اچھے کاموں کا کرنا - برے
کاموں سے باز رہنا - مسکینوں سے محبت - خلق پر لطف و مرحمت - اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ جب تو کسی کو عذاب دیا
چاہے تو پہلے مجھے ان سے اٹھالے - اور مَیں یہ بھی مانگتا ہوں کہ میرے دِل میں ہر دم تیری محبت ہو - اور تیری محبت والوں
کی محبت - اور ایسے اعمال کی محبت جو مجھے تیرے قُرب کے لائق بنائیں - پھر آپ نے فرمایا میرا یہ کشف حق ہے -
یہ حدیث سچی ہے - اِسے خود یاد رکھو - اوروں کو بھی یاد کراؤ - (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مطبع انصاری دہلی صہ ۶۳)

اخرج ابو یعلی والبیهقی بسند حسنه بن
حجر فی المطالب العالیة عن اسامة بن زید قال خرجنا
مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الی الحجة التی
حجها حتی اذا کنا ببطن الروحاء نظر الی امرأة تؤمه
فحبس راحلته فلما دنت منه قالت یا رسول الله هذا
ابنی ما افاق من یوم ولدته الی یومی هذا فاخذه
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم منها ووضعه بین
صدره وواسطة الرحل ثم تفل فی فیه وقال
اخرج یا عدو الله فانی رسول الله ثم ناولها ایاه و
قال خذیه ثم ناولها وقال خذیه لا باس علیه قال اسامة
فلما قضی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حجه
انصرف حتی اذا نزل ببطن الروحاء اتته تلك المرأة
بشاة قد شوتها فقال ناولنی ذراعها فناولته ثم قال
ناولنی ذراعها فناولته ثم قال ناولنی ذراعها قلت یا
رسول الله انما هما ذراعان وقد ناولتك ایاهما فقال
صلی الله علیه وآله وسلم والذی نفسی بیده لو سکت
ما زلت تناولنی ذراعا ما قلت لك ناولنی ذراعا

ابو یعلیٰ اور بیہقی نے بہ سندِ خود (جس کو شیخ ابن حجر نے مطالب العالیہ میں
حسن کہا ہے) اُسامہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفرِ حج میں بطنِ روحا میں پہنچے - تو آپ کی نظر
ایک عورت پر پڑی جو آپ کو ٹھہر جانے کے لیے اِشارہ کر رہی تھی - یہ دیکھ
کر آپ نے اپنی سواری کو ٹھہرا لیا - یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس پہنچ
گئی - اور ایک بچے کو دِکھا کر عرض کیا کہ میرا یہ بچہ جس دِن سے پیدا ہُوا
ہے آج تک کسی آسیب میں گرفتار ہے اور کبھی اِسے افاقہ نہیں ہُوا -
آپ نے بچہ کو اُس سے لے لیا - اور اپنے آگے سینے سے لگا کر اُسے بٹھا
لیا - اور اُس کے مُنہ میں اپنا لبِ دہان ڈال کر فرمایا او خُدا کے دشمن
اِس کے اندر سے باہر نکل جا - مَیں اللہ کا رسول ہُوں (ایسا نہ ہو کہ بے
خبری میں میرے حکم کی تعمیل نہ کرنے سے تو ہلاک ہو اور نیست و نابود
کیا جائے) پھر لڑکا اُس عورت کو دے دیا - اور فرمایا جا لے جا - اب یہ
تندرست ہے - اِس کی بیماری جاتی رہی - اُسامہ کہتے ہیں کہ جب آپ
حج سے فراغت پا کر واپس پھرے اور اُسی جگہ جہاں اُس عورت نے
بچہ پیش کیا تھا، پہنچے، تو وہ ایک بکری بطور ہدیہ لے کر حاضر ہُوئی - جسے
مَیں نے ذبح کر کے آپ کے لیے بھُوننا چاہا - اثناء میں جب مَیں اُسے
بھُون رہا تھا تو آپ نے فرمایا اس کا ایک پایچہ مجھے دے - مَیں نے دیا -

ثم قال انظر هل ترى من نخل او حجارة فقلتُ قد رأيتُ نخلات متقاربات و رضاما من حجارة قال انطلق الى النخلات فقل لهن ان رسول الله صلى الله علیہ وآلہ وسلم یامرکن ان تدانین لمخرج رسول الله صلى الله علیہ وآلہ وسلم وقل للحجارة مثل ذلک فاتيتهن فقلت لهن ذلك فوالذى بعثه بالحق لقد جعلتُ انظر الى النخلات تخددن الارض خدا حتى اجتمعن وانظر الى الحجارة يتناقزن حتى صرن رضما خلف النخلات فلما قضى صلى الله علیہ وآلہ وسلم حاجته والنصرف قال عُد الى النخلات والحجارة فقل لهن ان رسول الله صلى الله علیہ وآلہ وسلم یامرکن ان ترجعن الى مواضعكن ۱۲

وُہ کھا کر آپؐ نے فرمایا دُوسرا بھی نکال دے۔ مَیں نے وہ بھی نکال دیا کھا کر فرمایا اور بھی دے۔ مَیں نے عرض کیا یہی دُو پائے تھے جو مَیں نے دے دیے۔ فرمایا اُس ذاتِ اقدس کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں مَیں ہُوں اگر تو مجھے یہ جواب نہ دیتا اور خاموش رہتا تو جب تک مَیں تجھ سے پائے مانگتا رہتا، تیری ہنڈی سے پائے ہی نکلتے رہتے۔ پھر آپؐ نے فرمایا دیکھ کہیں تجھے کھجور کے درخت یا پتھر دکھائی دیتے ہَیں؟ مَیں نے بغور نظر کی تو فاصلہ پر چند درخت اور پتھروں کا ایک ڈھیر نظر آیا۔ فرمایا جا اُن کھجور کے درختوں کو کہہ دے کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تمہیں حکم ہے کہ ہماری ضرورت کے لیے تم ایک جا مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور ہمارا یہی حکم پتھروں کو بھی سُنا دے کہ سب مِل کر دیوار بن جائیں۔ (اسامہ کہتے ہَیں) خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کر کے اور حق دے کے ہدایتِ عالم کے لیے بھیجا ہَیں دیکھتا ہُوں کہ وہ درخت آپؐ کا حکم پاتے ہی زمین کو چیرتے ہوئے ایک جا ہو کر آپس میں سیدھے مِل گئے۔ اور پتھر بھی اپنی جگہ سے کھسکتے درختوں کے پیچھے ایک پردہ دار دیوار بن گئی۔ جب آپؐ قضائے حاجت سے فارغ ہو لیے تو فرمایا اِن درختوں اور پتھروں کو کہہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو اپنی اپنی جگہ واپس ہو کر جیسے تم تھے، ویسے ہی ہو جانے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ سنتے ہی فوراً بحالتِ اوّل اپنی اپنی جگہ میں ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۴۷)

قلبه صلى الله علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کا دِل مُبارک

اخرج الشيخان عن عائشة رضؓ قالت قلتُ يارسول الله اتنام قبل ان توتر فقال یا عائشة رضؓ ان عينى تنامان ولا ينام قلبي (بخاری ستجولی صفحہ ۱۶۸)

بخاری و مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپؐ وتروں سے پہلے سو جاتے ہَیں اور پھر بعض دفعہ بغیر اِس کے کہ آپؐ وضو کریں اُٹھ کر وتر شروع کر دیتے ہَیں۔ فرمایا۔ اَے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہَیں، میرا دل بیدار ہوتا ہے۔ مجھے اپنے وضو کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

اخرج الشيخان عن انس رضؓ قال قال رسول

بخاری و مسلم نے انس رضؓ سے بھی روایت کی ہے کہ آپؐ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الانبیاء تنام اعینھم ولاینام قلوبھم ۱۲ (بخاری استنبولی ص ۱۶۶)

فرمایا - انبیاء اللہ کی آنکھیں سوتی ہیں - لیکن اُن کا دِل بیدار رہتا ہے - اِس لیے اُن کو اپنے بدن کا پُورا علم ہوتا ہے -

اخرج ابن سعدؓ عن عطاءؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا معاشر الانبیاء تنام اعیننا ولا تنام قلوبنا ۱۲

ابن سعد رضؓ نے عطاء رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - ہم پیغمبروں کا یہ حال ہے کہ ہماری آنکھیں آپس میں مِل جاتی ہیں - مگر ہمارے دِل بیدار ہوتے ہیں کہ سب کچھ دیکھتے اور ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں -

اخرج البخاری عن جابرؓ قال جاءت ملئکۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو نائم فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا لہ مثلا قال بعضھم انہ نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا مثلہ کمثل رجل بنی دارا وجعل فیھا مادبۃ وبعث داعیا فمن اجاب الداعی دخل الدار واکل المادبۃ ومن لم یجب الداعی لم یدخل الدار ولم یاکل من المادبۃ فقالوا اولھالہ یفقھا قال بعضھم انہ نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا الدار الجنۃ والداعی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمن اطاع محمدا فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا فقد عصی اللہ ومحمد فرق بین الناس ۱۲ (مشکوۃ شریف ص ۱۵)

بخاری نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ درانحالیکہ آپؐ سوئے ہوئے تھے - فرشتے آپؐ کے پاس آئے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے تم اپنے اِس صاحب کی کوئی مثال بیان کرو جو اس کے شان کے لائق ہو اُن سے کسی نے کہا وہ سویا ہُوا ہے اور کسی نے کہا، نہیں صرف آنکھیں مِٹی ہوئی ہیں - اور دِل بیدار و ہشیار ہے - پھر انہوں نے کہا، اُس کی مثل اُس شخص کی مثل ہے جس نے ایک بہت عمدہ اور عالی شان محل بنایا - اور اُس میں طرح طرح کی نعمتیں تیار کیں - پھر اپنے ایک بہت مقبول اور منظورِ نظر راستباز و دیانتدار بندے کو حکم دیا کہ جا لوگوں کو اِس گھر میں بُلالا - کہ وہ آکر اِس بے نظیر قصر (گھر کے آرام و قیام اور اُس کی خوبصورتی کے نظارے کا لطف اُٹھائیں اور اُس میں اُن کے لیے جو جو نعمتیں تیار کی گئی ہیں - اُن کا حظ حاصل کریں - اُس نے بہ تعمیل حکم مالکِ نعماء جہاں تک ہو سکا لوگوں کو اُس گھر میں جانے اور اُس کی نعمتوں کے حاصل کرنے اور کھانے پینے کے لیے بہت کوشش کی - جس نے اُس کی آواز پر اعتبار کر کے اُس کے دعوتی پیغام کو قبول کیا وہ اُس محل میں بھی آیا - اور ان نعمتوں کو بھی پالیا - جو وہاں آنے والوں کے لیے تیار رکھی تھیں - اور جس نے قبول نہ کیا - اور شک و شبہ میں پڑ کر اُس کی پرواہ نہ کی - تو اُس نے اِس گھر کو نہ دیکھا - اور اس کی نعمتوں سے بھی محروم رہا - پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ اب اِس کی تشریح و تاویل کرو، کہ وہ ہماری بات کو بخوبی سمجھ جائے - تو اُن سے بعض کہنے لگے - وہ تو سویا ہوا ہے - بعض نے کہا، نہیں آنکھیں سوئی ہُوئی ہیں - لیکن دِل جاگتا ہے - پھر بولے - اُس گھر کا بنانے والا اور واحد مالک اللہ تقدس و تعالیٰ ہے - اور وہ گھر یعنی بے مثل محل جنت ہے - اور جو شخص لوگوں کو اِس گھر میں آنے اور اِس کی نعمتوں کو کھانے کے لیے بلانے

کو بھیجا گیا ہے۔ وہ یہی چشم بند اور دل بیدار خدا کا مقبول و منظور **محمد** صلعم **احمد** صلعم ہے۔ جس نے اس کو مانا۔ اس نے خدا کو مانا۔ جس نے اس کی نہ سنی۔ اس نے خدا کی نہ سنی۔ اس کی اطاعت خدا کی اطاعت ہی اور اس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی اور یہی وہ **محمد** صلعم **رسول** ہے۔ جس کی فرمانبرداری سے مسلم اور کافر کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔

اخرج الامام احمد عن شداد بن اوس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کنت مسترضعا فی بنی سعد بن بکر فبینما انا ذات یوم فی بطن وادمع اتراب لی من الصبیان اذا انا برھط ثلاثۃ معھم طست من ذھب ملئ ثلجا فاخذونی من بین اصحابی وانطلق الصبیان ھرابا مسرعین الی الحی فعمد احدھم فاضجعنی اضجاعا لطیفا ثم شق ما بین مفرق صدری الی منتھی عانتی وانا انظر الیہ لم اجد لذلک مسا ثم اخرج احشاء بطنی ثم غسلھا بذلک الثلج فانعم غسلھا ثم اعادھا مکانھا ثم قام الثانی فقال لصاحبہ تنح ثم ادخل یدہ فی جوفی واخرج قلبی وانا انظر الیہ وصدعہ ثم اخرج منہ مضغۃ سوداء فرمی بھا ثم قال بیدہ یمنۃ ویسرۃ کانہ یتناول شیئا واذا انا بخاتم فی یدہ من نور یحار الناظر دونہ فختم بہ قلبی فامتلأ نورا وذلک نور النبوۃ والحکمۃ ثم اعادہ مکانہ فوجدت برد ذلک الخاتم فی قلبی دھرا ثم قال الثالث لصاحبہ تنح فامر یدہ بین مفرق صدری الی منتھی عانتی فالتأم ذلک الشق باذن اللہ تعالی ثم اخذ بیدی فانھضنی فی مکانی انھاضا لطیفا ثم قال للاول زنہ بعشرۃ من امتہ فوزننی بھم فرجحتھم ثم قال زنہ بمائۃ من امتہ فرجحتھم ثم قال زنہ بالف فرجحتھم فقال دعوہ فلو زنتموہ بامتہ کلھا لرجحھم ثم ضمونی الی صدورھم وقبلوا راسی

امام احمدؒ اور دارمی اور حاکم نے بتصحیح اور بیہقی اور طبرانی اور ابو نعیم نے عتبہ بن عبدان اور ابن حبان اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضہ سے اور امام احمد نے شداد بن اوس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بنی سعد بن بکر میں پرورش پا رہا تھا۔ (جبکہ حلیمہ رضہ سعدیہ دودھ پلانے کے لیے لے گئی تھیں) ایک دن میں جنگل میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ تھا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ تین کس میرے پاس ہیں اور اُن کے پاس برف سے بھرا ہوا سونے کا تھال تھا۔ انہوں نے سب لڑکوں سے مجھی پکڑ لیا۔ اور باقی سب لڑکے جلدی جلدی اپنے گھروں کو دوڑ گئے۔ پھر اُن سے ایک آگے ہوا اور مجھے آہستگی سے زمین پر لٹا دیا۔ اور میرے دیکھتے سینے کے اوپر سے ناف کے نیچے تک پھاڑ دیا۔ اور مجھ کسی طرح کا دکھ درد معلوم نہ ہوا۔ پھر اُس نے میرے پیٹ سے انتڑیاں نکالیں۔ اور صاف کر کے برف جیسے پانی سے جو تھال میں تھا۔ خوب دھو دھا کر اپنی جگہ رکھ دیں۔ پھر دوسرا آگے ہوا اور پہلے کو پیچھے ہٹا کر میری جوف میں ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا۔ اور میں ان کو یہ سب کچھ کرتے اپنی ان آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ میرے دیکھتے اُس نے میرے دل کو چیرا۔ اور ایک سیاہ جیسا مضغہ نکال کر پھینکدیا۔ پھر اُس نے دائیں بائیں ہاتھ مارا۔ ایک نورانی مُہر کہ نظر کو حیران کر رہی تھی۔ میرے دل پر لگا کر اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اُس نورانی مُہر کے لگتے ہی میرا دل نور نبوت اور معرفت الٰہی اور حقیقت سے بھر گیا۔ چنانچہ عرصہ تک اُس مُہر کی سردی یعنی اثر میرے دل میں رہا۔ پھر تیسرا آگے ہوا اور اُس کو ہٹا کر اُس نے میرے سینے کے اُوپر سے ناف کے نیچے تک ہاتھ پھیرا۔ خدا کے حکم سے وہ تمام شگاف (چیر) مل گیا۔ اور مجھ اُس نے بہ آرام و رفق تمام وہاں

وما بین عینی ثم قالوا یا حبیب لم ترع انک لو تدری ما یراد بک من الخیر لقرت عیناک ۱۲

سے اُٹھا کر کھڑا کر دیا۔ پھر اُس کو جس نے اوّل مجھ زمین پر لٹایا تھا، کہا کہ اِس کو دس کامل الایمان اشخاص کے ساتھ وزن کر۔ اُس نے میرا اُن سے وزن کیا۔ تو میرا وزن اُن سے بڑھ گیا۔ پھر اُس نے کہا اچھا سَو آدمیوں سے جو سب جہان سے کامل الایمان ہیں وزن کر۔ اُس نے کیا۔ تو مَیں اُن سے بھی بڑھ گیا۔ پھر اُس نے کہا کہ ایسے ہزار سے وزن کر۔ مَیں اُن سے بھی بڑھ گیا پھر اُس نے کہا رہنے دو۔ اگر تمام جہان کے اہل ایمان کے ساتھ وزن کروگے تو یہ سب سے بڑھ جائیگا۔ پھر اُن تینوں نے جُدا جُدا مجھے سینہ سے لگایا۔ اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور کہا خدا کے پیارے! ڈر نہیں۔ تجھے اگر ابھی معلوم ہوجائے کہ تُو کیا بنے گا اور تیرے ساتھ کیا کیا کیا جائیگا۔ تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں۔

(انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ مصری ص۲۱)

(لیکن ابھی بات آگے ہے)

اخرج ابو داؤد الطیالسی و الحارث بن ابی اُسامۃ و ابو نعیم عن عائشۃ رضہ هذا الحدیث و فی اخرہ فجعل لا یلقانی حجر ولا شجر الا قال السلام علیک یا رسول اللہ

اِس حدیث کو کسی قدر کمی بیشی الفاظ کے ساتھ ابو داؤد طیالسی اور حارث بن ابی اُسامہ نے اور ابو نعیم نے بھی عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت کیا ہے اور اُس میں یہ عبارت زیادہ ہے کہ شق صدر اور تغسیل قلب اور نورانی مُہر لگانے کے بعد جب مَیں کسی درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتا تھا۔ تو وہ بایں الفاظ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

اخرج عبد الرزاق عن ابی روح عن رجل من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم قال صلے النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم صلوۃ الفجر فقرأ بالروم والبس علیہ فلما انصرف قال ما بال اقوام یصلون الصلوۃ معنا بغیر طہور من صلّی معنا فلیحسن وضوءہ و فی لفظ انما یؤذینا سوء طہورکم ۱۲

عبد الرزاق نے اپنی جامع میں بطریق ابی روح صحابۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی سے روایت کیا ہے کہ ایک دِن آپؐ نے نمازِ فجر میں سورۂ روم پڑھی۔ تو آپؐ کو پڑھنے میں کسی قدر دشواری ہوئی۔ سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو فرمایا ایسے لوگوں کا کیا خیال ہے جو ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہوجاتے ہیں اور وضو اچھی طرح نہیں کرتے۔ یاد رکھو۔ جو شخص ہمارے ساتھ نماز پڑھنا چاہے وہ اچھی طرح وضو کرکے آئے۔ کیونکہ اُسکا ناقص الوضو ہونا ہمارے دِل پر بوجھ ڈالتا ہے۔ اللہ اکبر (کنز العمال ص۲۵۹)

اخرج الامام احمد و مسلم عن انس رضہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اتاہ جبرئیل ذات یوم وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ وصرعہ فشق عن بطنہ واستخرج القلب ثم شق القلب فاستخرج منہ علقۃ وقال ھذا حظ الشیطان منک ثم غسلہ

امام احمدؒ اور مسلمؒ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکی میں ایک دن اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ یکایک جبرئیل فرشتہ نے آکر آپؐ کو زمین پر لٹا دیا۔ اور آپؐ کا سینہ مبارک چاک کرکے دل چیرا۔ اور اُس سے ایک سیاہ علقہ (منجمد) نکال کر باہر پھینک دیا۔ اور کہا کہ یہ سیاہ چیز باہر نکال پھینکنے کو تجھ سے ایسا کیا

فی طست من ذھب بماء زمزم ثم لأمه فاعاده فی مکانہ وجعل الغلمان یسعون الی امه یعنی ظئرہ فقالوا ان محمدا قد قتل فجاءہ وھو منتقع اللون قال قد کنت ارئ اثر المخیط فی صدرہ

گیا ہے - یہ شیطانی وسوسہ ہے جو تجھ سے اول و آخر جیسے پاک اور معصوم کے دِل میں نہ ہونا چاہیئے - پھر آپ کے دِل کو ایک سونے کے تھال میں زمزم کے پانی سے دھو دھا کر اپنی جگہ پر رکھ دیا اور شگاف کو رِلا دیا - لڑکوں نے جب کسی کو مجھے زمین پر لٹاتے دیکھا تو وہ ڈرتے بھاگ گئے اور میری دودھ ماں یعنی حلیمہ رض سعدیہ کو جا کہا کہ تیرا بیٹا محمدؐ مارا گیا - وہ دَوڑتی آئی - تو آپ چہرہ زرد رنگ بیٹھے ہوئے تھے - وہاں سے آپ کو گھر لے گئی - راوی حدیث حضرت انس رض کہتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ مبارک کی سی ہوئی درز کو سینہ سے ناف تک دیکھا کرتا تھا - ایسا معلوم ہوتا تھا - جیسے کوئی سیدھی سیون سی ہوئی ہوتی ہے -

بطنه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کا شکم مبارک

عن امّ ھانی قالت ما رایت بطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ذکرت القراطیس المثنی بعضھا علی بعض وقال علیہ السلام انا معاشر الانبیاء امرت الارض ان تواری ما یخرج منا من الغائط والبول

امِّ ہانی سے روایت ہے - وہ کہتی ہیں کہ میں آپ کے شکم مبارک کو دیکھتی تو مجھے دُہرے کیے ہوئے کاغذ کا خیال آجاتا - اور آپ نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبروں کا گروہ ہیں - ہمارے پیٹ سے جو نکلے ، زمین کو اُس کے خورد برد کرنے کا حکم دیا گیا ہے -

وفی المسلم لما قال اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانت تواصل یا رسول اللہ فقال انی لست کھیئتکم ابیت عند ربی ھو یطعمنی ویسقینی (مسلم مصری ص ۲۷۵)

مُسلم میں ہے کہ وصلی روزہ سے جب آپ نے صحابہ کو منع کیا تو اُنہوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں منع کرتے ہیں اور خود روزہ سے روزہ رِلاتے ہیں - فرمایا تم نہیں جانتے (میں تمہاری مثل نہیں ہوں) میں تمہاری طرح ظاہری خورد و نوش کا محتاج نہیں ہُوں - مجھے پیٹ بھرنے کے لیے غذائے رُوحانی مِلتی ہے - میں رات خُدا کے پاس ہوتا ہُوں - وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے -

ظھرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی پُشت مُبارک

اخرج الامام احمد عن محرش الکعبی قال اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الجعرانۃ لیلا فنظرت الی ظھرہ کانہ سبیکۃ فضۃ

اِمام احمدؒ نے مُحرّش کعبی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت جعرانہ سے عمرہ کا ارادہ کیا میری نظر آپ کی پُشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا چاندی کی ایک ڈھالی ہُوئی پڑی تھی -

اخرج ابن عساکر عن جلھمۃ بن عُرفطۃ قال قدمتُ مکۃ وھم فی قحط فقالت قریش یا اباطالب اقحط الوادی واجدب العیال فھلم فاستسق فخرج ابوطالب ومعہ غلام کانہ شمس تجلت عنھا سحابۃ وحولہ اغیلمۃ فاخذہ ابوطالب فالصق ظھرہ الکعبۃ ولاذ الغلام باصبعہ ومافی السماء قزعۃ فاقبل السحاب من ھھنا وھھنا واغدق واغدودق وانفجرلہ الوادی واخصب النادی والبادی وفی ذالک یقول ابوطالب **شعر**

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتمٰی وعصمۃ للارامل

ابنِ عساکر نے جلھمہ بن عُرفطہ سے روایت کیا ہے۔ کہ مَیں مکہ میں آیا۔ ساکنان مکّہ قحط کی سخت مصیبت میں گرفتار تھے۔ ایک دِن سب قریش نے مل کر ابوطالبؓ کی خدمت میں عرض کی کہ نہ جنگل میں کچھ چارا وغیرہ رہ گیا ہے نہ گھروں میں کچھ کھانے کو۔ چھوٹے بڑے جی بھوک مر رہے ہیں۔ نکل اور خُدا سے مینہ مانگ۔ یہ سُن کر ابوطالب دلِ پُردرد سے استسقاء (طلبِ باراں) کے لیے ایک نہایت خوبصورت نورانی بچے کو اور اُس کے ساتھ چند اَور بچوں کو ساتھ لیے نکلے۔ ایسا روشن رُو کہ گویا آفتاب بادل کے نیچے سے نکل آیا۔ جب بیت اللہ شریف میں پہنچے۔ تو ابوطالب نے اُس نُورانی بچے کو اُٹھا کر اُس کی پُشت دیوارِ کعبہ سے لگادی۔ اور بچے نے بھی خشوعی اور خضوعی حالت میں آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھائی۔ اُس وقت کوئی بادل نہ تھا آسمان بالکل صاف۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بچے کی دیوارِ کعبہ سے پشت لگانے اور اُس کی آسمان کو اُنگلی اُٹھانے کی دیر ہُوئی۔ کہ یکایک اِدھر اُدھر سے بادل نکل آیا۔ اور اسقدر برسا۔ کہ آبادی کے جوہڑ اور تال بھر نکلے۔ اور جنگل میں زور شور سے ندی نالے رواں ہوگئے۔ پہاڑ و ہموار۔ آبادی و وادی سب سرسبز و شاداب ہوگئے۔ اور تھوڑے ہی وقت میں کچھ کا کچھ ہوگیا۔ ایک پل میں عرصہ کا قحط جاتا رہا۔ ابوطالب نے ایک موقع پر جب کہ قریش اِس بابرکت، دافع قحط و وبا، رافع مصیبت و بلا بچے کے درپئے آزار ہُوئے تو اُنہیں اِس شعر ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجھہ۔ ثمال الیتمٰی وعصمۃ للارامل، میں یہ واقعہ جتایا تھا۔ اور اُس کی برکت سے قحط کا دُور ہونا یاد دلایا تھا۔

روی ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃؓ قالت کان یھودی یسکن مکۃ فلما کانت اللیلۃ التی ولد فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضر مجلس قریش فقال یامعشر قریش ھل ولد فیکم اللیلۃ مولود فقال القوم واللہ مانعلم قال اللہ اکبر اما اذا اخطاکم فلا باس انظروا فاحفظوا ما اقول لکم ولد فی ھذہ اللیلۃ نبی

ھشام بن عروہ نے اپنے باپ سے اُس نے عائشہ رضؓ سے روایت کی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک یہودی مکّہ معظمہ کا رہنے والا آپؐ کی شبِ ولادت قریش کی کسی مجلس میں حاضر تھا۔ قریش کو مخاطب کر کے بولا۔ کہ تمہاری قوم کے کسی گھر میں آج کوئی بچہ پیدا ہُوا ہے؟ اُنہوں نے کہا کچھ معلوم نہیں۔ اُس نے متعجب ہوکر کہا غور سے دریافت کرو۔ اور میرے کہنے کو ایسا نہ سمجھو۔ آج کی رات ایک نبی پیدا ہُوا ہے۔ جو ضرور پیدا ہونا تھا۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک

بین کتفیہ علامۃ فیہا شعرات متواترات کانہا عرف
فرس فتفارق القوم عن مجلسہم وہم متعجبون من قولہ
فلما ساروا الی منازلہم اخبر کل انسان منہم اہلہ
فقالوا قد ولد لعبد اللہ بن عبد المطلب غلام سموہ
محمدؐ فانطلق القوم الی الیہودی فاخبروہ قال
اذہبوا بی حتی انظر الیہ فدخلوا بہ الی آمنۃ وقالوا
اخرجی لنا ابنک فاخرجتہ وکشفوا عن ظہرہ فنظر
الیہودی تلک الشامۃ فوقع مغشیا علیہ فلما افاق
قالوا لہ مالک قال ذہبت واللہ النبوۃ من بنی
اسرائیل یا معشر قریش واللہ لیسطون بکم
سطوۃ یخرج خبرہا من المشرق الی المغرب وکان
فی القوم الذین اخبرہم الیہودی بذلک ہشام
بن مغیرۃ والولید بن المغیرۃ وعتبۃ بن ربیعۃ
فعصمہ اللہ منہم وکان فی القوم ایضاً عبادۃ
الحارث بن عبد المطلب ۲

روی الزہری عن بن عباسؓ قال لما بلغ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ست سنین
خرجت بہ امہ الی اخوال جدہ وہو بنو عدی بن
النجار بالمدینۃ تزورہم ومعہ ام ایمن برکۃ الحبشیۃ
فاقامت بہ عندہم شہرا وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بعد الہجرۃ امورا کانت فی مقامہ ذلک ونزل الی
الدار فقال ہہنا نزلت بی امی واحسنت العوم فی
بئر بنی عدی بن النجار وکان قوم من الیہود
یختلفون ینظرون الی قالت ام ایمن فسمعت
احدہم یقول ہو نبی ہذہ الامۃ وہذہ دار ہجرتہ

چھوٹی سی جگہ میں بالوں کا ایک گہن ہے جیسے گھوڑے کی گردن کے بال۔
یہودی کی یہ بات سُن کر وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اور اپنے
گھروں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آج رات عبد اللہ بن عبد المطلب کے
گھر لڑکا پیدا ہُوا ہے۔ جس کا انہوں نے محمدؐ نام رکھا ہے۔ اُن لوگوں
نے اُس یہودی کو خبر دی۔ اُس نے کہا، مجھے وہاں لے چلو۔ مَیں دیکھ کر
بتا دونگا کہ یہ وُہی نبی ہے جس نے پیدا ہونا تھا یا نہیں۔ لوگ اُس کو
عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر لے گئے۔ اُس نے آپؐ کے دونوں شانوں
میں دیکھا کہ سچ مچ وہ نشان جسے وہ بیان کرتا تھا، موجود ہے یہودی
دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو لوگوں نے پوچھا تجھ
کیا ہُوا؟ بولا، یہودیوں کا کچھ نہ رہا۔ اب یہود میں بخلافِ امید، نہ
نبوت رہی نہ بادشاہت۔ اَے قریش! یہ لڑکا تم میں ایسا جلال
پائیگا کہ مشرق سے مغرب تک اُس کا رُعب بڑھ جائیگا۔ یہودی جب
یہ بات کر رہا تھا۔ تو اُس وقت قریش کے نامی سرکش ہشام بن مغیرہ
اور ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ وغیرہم موجود تھے۔ اور عبادہ
بن حارث بن عبد المطلب بھی حاضر تھا۔

زہری نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم چھ سال کے ہُوئے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ آپؐ کو مع اپنی کنیزک
ام ایمن کے مدینہ منورہ میں عبد المطلب کے ماموؤں کے پاس جو بنی عدی
بن نجار تھے، لے گئی۔ اور ایک مہینہ وہاں رہی۔ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ میں تشریف
فرما ہُوئے تو جس گھر میں آپؐ کی والدہ مکرمہ آپؐ کو لے کر رہی تھیں اُس
کو دیکھ کر فرمایا، جب میری ماں مجھے یہاں لے کر آئی تھی۔ تو ہم اِس گھر
میں رہے تھے۔ اور مَیں بنی عدی بن نجار کے کُوئیں میں تیرا کرتا تھا اور
یہودیوں کے کئی ایسے اشخاص جو کتبِ سماوی خصوصاً تورات کے بہت
ماہر تھے، مجھے آ آ کر دیکھا کرتے تھے (ف۔ اُم ایمن آپؐ کی والدہ

ثم رجعت به امه الی مکة وفی روایة ابی نعیم قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنظرالی رجل من الیهود وکان یختلف النظر الی فقال یاغلام مااسمك قلت احمد ونظر الی ظهری فسمعته یقول هذا نبی هذه الامة ثم راح الی اخوانه فاخبرهم فاخبروا امی فخافت علی فخرجا من المدینة فلما کانت بالابواء توفیت ودفنت فیها وقیل بالحجون وکان عمرها حین توفیت فی حدود العشرین ۱۲

محترمہ کی کنیزک تھی اُسکا بیان ہے کہ ایک دن مَیں نے ایک بڑے شناسمند یہودی کو یہ کہتے ہُوئے سُنا - کہ اس امت کا نبی (آپؐ کی طرف اشارہ کرکے) یہ ہے - اور یہی شہر یعنی مدینہ طیبّہ اُس کا دارالہجرت ہوگا - پھر کچھ دن وہاں رہ کر میری والدہ شریفہ مجھے مکّہ میں واپس لے آئیں - ابونعیم کی ایک روایت میں ہے - کہ آپؐ نے فرمایا، ایامِ قیام مدینہ میں جبکہ میری والدہ مجھے وہاں لے گئی ہوئی تھی - ایک یہودی نے جو مجھے بہت غور وخوض کی تاڑ تار رہتا تھا - ایک دن مجھے پوچھا کہ لڑکے ! تیرا نام کیا ہے ؟ مَیں نے کہا احمدؐ - پھر اُس نے میرا پس پُشت دیکھا - اور دیکھ کر کہا کہ یہ اِس امت کا نبی ہے - پھر اُس نے اپنے بھائیوں کے پاس یہ بات کی - تو انہوں نے میری ماں سے آکر بیان کیا - میری ماں اس بات سے ڈر کر کہ مبادا کوئی یہودی یا اور کوئی حسد کے سبب میرے بیٹے کو نہ مار دے - وہاں سے مکہ کو واپس روانہ ہو آئیں - حکمتِ الٰہی جب ابواء میں پہونچیں تو وہاں اُن کا انتقال ہوگیا اور وہیں دفن ہوئیں - اُس وقت جنابہ اُم النبیؐ آمنہؑ کی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی -

اخرج الامام احمد وابن سعد والدارمی وابن ماجه وابونعیم والبیهقی وبن عباس ولفظ احمد فی مسنده عن بن عمر کان جذع النخلة فی المسجد یسند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ظهره الیه اذا کان یوم الجمعة وحدث یرید ان یکلم الناس فیه فقالوا الا نجعل لك یارسول الله شیئا کقدر قیامك قال علیکم ان تفعلوا فصنعوا له منبرا ثلاث مراقی قال فجلس علیه فخار الجذع کما تخور البقرة جزعا علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فالتزمه ومسحه حتی سکن ۱۲

امام احمدؒ اور ابن ماجہؒ اور ابن سعدؒ اور ابونعیمؒ اور بیہقیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور لفظ امام احمدؒ کے اُن کی مسند میں یہ ہیں کہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ مسجد میں درخت خجور کا ایک ستون تھا جس سے آپؐ خطبہ پڑھنے کے وقت جمعہ کے دن یا کسی اور ایسے وقت جبکہ کوئی حکم الٰہی پہنچانا ہوتا پشتِ مبارک لگاکر کھڑے ہوا کرتے تھے - تو ایک دفعہ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا - کہ اگر حضورؐ حکم دیں - تو آپؐ کے خُطبہ وغیرہ کے وقت کے لیے ایک کوئی ایسی اور شئے تیار کی جائے جس پر آپؐ کھڑے ہوں - اور سب حاضرین حضورؐ کے جمالِ باکمال کو دیکھ سکیں - اور ارشاد بھی سُن لیں - فرمایا - اگر کر سکتے ہو تو کرو - چنانچہ ایک منبرؔ تین درجہ یعنی تین نشستوں کا تیار کرایا گیا - عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں - کہ جب آپؐ اُس پر کھڑے ہو کر خُطبہ پڑھنے لگے - تو رونے کی آواز ستون سے سُنی گئی - آپؐ نے جھٹ منبر پر سے اُتر کر اُسے سینہ سے لگالیا - اور جیسا کہ جُدا شدہ بچّوں کے چُپ کرانے کے وقت محبت اور پیار سے ہاتھ پھیرتے ہیں اُس پر پھیرا تو وہ خاموش ہُوا - (دلائل النبوت صفحہ ۴۲)

۵ - باقوم رومی نے یہ منبر تیار کیا تھا -

اخرج الدارمی عن بریدة ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان شئت اردك الی الحائط الذی کنت فیہ تنبت لك عروقك ویکمل خلقك ویجدد لك خوص وثمرۃ وان شئت اغرسك فی الجنۃ فیاکل اولیاء اللہ من ثمرتك ثم اصغی لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیسمع مایقول فقال بل تغرسنی فی الجنۃ فیاکل منی اولیاء اللہ واکون فی مکان لا ابلی فیہ فسمعہ من یلیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد فعلت

دارمی نے بریدہؓ سے بعد اس کے یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا اگر تو چاہے تو جس باغ سے کاٹ کر لایا گیا تھا جن تنوں پر کھڑا جس ہیئت پر تھا۔ جیسا تھا۔ ویسا ہی پھر کردوں۔ کاٹنے کے وقت اگر تیرے خوشے اور ثمر نکلے ہوئے تھے، تو وہی اُسی طرح موجود ہو جائینگے۔ اور اگر چاہے تو تجھے جنت کے باغ میں لگادوں۔ وہاں خدا کے دوست تیرا پھل کھایا کرینگے۔ اُس نے بڑی التجا اور کمالِ تمنا کے لہجہ میں جسے پاس کے اور آدمیوں نے بھی سُنا کہا کہ مجھے بہشت میں ہی ہونا منظور ہے۔ وہاں نہ تو کبھی بوسیدہ ہوؤنگا نہ کوئی اور عارضہ ہوگا۔ اولیاء اللہ ہمیشہ میرا پھل کھایا کرینگے۔ فرمایا جا ہم نے ایسا ہی کردیا جو تو چاہتا ہے۔ **ف** - یہ تھے آپؐ کے اختیارات دُنیا میں اور آخرت میں بھی جو کسی اور کے نہیں۔

آپؐ کے نہائے مبارک

اخرج الشیخان عن انسؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن الناس واجود الناس واشجع الناس ولقد فزع اھل المدینۃ لیلۃ فرکب فرسا لابی طلحۃ عُریا فخرج الناس فاذاھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد سبقھم الی الصوت قد استبرأ الخبر وھو یقول لن تراعوا لن تراعوا وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقد وجدناہ بحرا وانہ لبحر قال فما سبق ذلك الفرس بعد ذلك وکان فرسا یبطی

بخاری و مُسلم نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے خوبصورت اور سخی اور بہادر تھے۔ ایک دفعہ رات کو اہلِ مدینہ کسی امر سے بہت ڈرے۔ تو آپؐ ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر بے زین وغیرہ بسُرعت تمام سوار ہو کر اُس طرف کو جدھر سے خطرہ کا خطرہ تھا۔ دوڑا گئے۔ جب اور لوگ بھی وہاں پہنچے، تو دیکھا کہ آپؐ آگے ہی اکیلے ننگے گھوڑے پر سوار موجود ہیں اور بآواز بلند لن تراعوا لن تراعوا کہہ کر لوگوں کو تسلّی و اطمینان دِلا رہے ہیں، جب واپس آئے۔ تو آپؐ نے ابو طلحہ مالکِ اسپ سے فرمایا یہ تیرا گھوڑا بڑا تیز اور جلد رَو ہے۔ روانگی میں یہ بے شک دریا ہے۔ ابو طلحہ رضؓ کا بیان ہے کہ وہ گھوڑا بہت کم چال اور نہایت سُست تھا۔ آپؐ کے وجود کی برکت سے جو اُس کے جسم سے مَس ہُوا۔ وُہ ایسا سریع السَیر اور تیز رَو ہو گیا۔ کہ کسی اور کا گھوڑا اُسے نہ ہِل سکتا تھا۔

۵۱ بخاری جلد ۳ صفحہ ۲۲۸ و مُسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۹

رکبتاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج ابن عساکر عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرۃ بید الحسن بن علیؑ ووضع رجلیہ علی رکبتیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یقول حزقۃ حزقۃ ترق عین بقۃ

آپؐ کے زانوئے مُبارک

ابن عساکر نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دِن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اُن کے پاؤں اپنے زانوئے مبارک پر رکھ کر یہ کہتے ہُوئے "حزقہ حزقہ ترقہ عین بقہ" اُوپر کو لا رہے تھے۔ **ف** اِس کو اور بھی محدثین نے باختلافِ بعض الفاظ روایت کیا ہے۔ سب حدیثوں کو جمع کریں تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے۔ کہ امام حسنؑ ابھی چل نہیں سکتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اپنے زانوئے مُبارک پر کھڑا کیا۔ اور آہستہ آہستہ حزقہ حزقہ کہتے ہُوئے اپنے سینہ تک لائے اور پھر سینہ پر ڈال کر اُن کا مُنہ چُوم لیا۔ اُس وقت سے وُہ چلنے لگ گئے۔ امام حسنؑ کے پاؤں میں یہ برکت، آپؐ کے زانوئے مبارک پر رکھنے سے ہُوئی۔ (حجۃ اللہ ۶۹۴)

ساقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج ابن سعد عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ قال زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد فقام عندہ فلما اراد ان یرجع جاء بحمار لہم اعرابی قطوف فوطئوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقطیفۃ[1] علیہ فرکب فردہ وھو ھملاج الحسن فریغ لا یسایر (حجۃ اللہ علی العلمین ص۶۳۳)

آپؐ کی ہر دو ساق مبارک (پنڈلیاں)

ابن سعد نے اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد کے ہاں تشریف فرما ہُوئے تو سعد تعظیماً اُٹھ کھڑا ہُوا۔ جب واپس ہونے لگے تو آپؐ کی سواری کے لیے ایک گدھا لے آئے جو تنک رو، کم چال تھا۔ اور اُس پر ایک کپڑا ڈال دیا۔ آپؐ سوار ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ منزل پر پہنچ کر گدھا واپس کر دیا۔ اور وُہ اگرچہ کمزور اور بطی السیر تھا۔ مگر آپؐ کی سواری کی برکت سے تیز قدم اور سریع السیر بن گیا تھا۔ جو اُس پر سوار ہوتا تو کہہ نہ سکتا تھا کہ یہ وُہی ہے۔

اخرج الطبرانی عن عصمۃ بن مالک الخطمی رضی اللہ عنہ قال زارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی قباء فلما اراد ان یرجع جئناہ بحمار قطوف فرکب فردہ الینا وھو ھملاج لا یسایر

طبرانی نے عقمہ بن مالک خطمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں مسجدِ قبا تک تشریف لائے۔ جب آپؐ نے واپسی کا ارادہ کیا۔ تو آپؐ ہمارے ایک گدھے پر جو بہت سست اور کم رو تھا، سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ پہنچ کر گدھا واپس کر دیا ہم نے دیکھا کہ وہ نہایت تیز قدم اور جلد رو ہے۔ اور وُہ ایسا ہی رہا۔ **ف** یہ برکت تھی آپؐ کے

[1] قطیفہ۔ ایک چھوٹا سا چار جامہ۔ جو مرف گھوڑے یا گدھے کی پیٹھ پر ڈالا جائے۔ اور سوار کی پنڈلیاں اُس کے پہلو سے لگیں۔

ساقِ مُبارک کی۔ کہ اُس گدھے کے بدن سے لگیں۔ تو وُہ برکت اُس کے وجود میں سرایت کر گئی۔

سُرّتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — آپؐ کی ناف مُبارک

اخرج ابن عساکر عن ابن عمرؓ وغیرہ انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولد مختونا مسرورا ای مقطوع السرۃ

ابنِ عساکر نے ابنِ عمرؓ سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور ناڑو کاٹے ہُوئے پَیدا ہُوئے تھے۔

اخرج الطبرانی عن انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کرامتی علی ربی انی ولدتُ مختونا ولم یر احدٌ سوأتی

طبرانی نے انسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا خدا کی طرف سے یہ بھی میرے اکرام واعزاز میں داخل ہے کہ مَیں ختنہ شدہ پَیدا ہُوا اور کسی نے میرے چھُپانے کی جگہ کو نہیں دیکھا۔

اخرج البزار والبیہقی عن علی علیہ السلام انہ قال لا یغسلنی الا انت فانہ لایری عورتی الا طمست عیناہ

بزار اور بیہقی نے علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تو میرا بھائی ہے۔ تُو نے ہی مجھے بعد از وفات غُسل دینا۔ کیونکہ جو میری ڈھانپنے کی جگہ کو دیکھیگا۔ وہ اندھا ہو جائیگا۔

اخرج البیہقی وابو نعیم عن ابی الطفیل قال لما بنیت الکعبۃ نقلوا الحجارۃ من اجیاد الضواحی فبینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینقلھا اذ انکشفت عورتہ فنودی یا محمّد عورتک فذلک اول ما نودی فما رؤیت لہ عورۃ بعد ولا قبل

بیہقی اور ابو نعیم نے ابی الطفیل سے روایت کیا ہے۔ کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایّام طفولیت میں اُن کے دادا عبد المطلب اپنے زیرِ اہتمام بیت اللہ شریف کو از سرِ نو تیار کرنے لگے۔ تو اہلِ مکہ پتھر وغیرہ اپنی گردنوں اور سروں پر ڈھونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سب کے ساتھ پتھر لا رہے تھے۔ کہ ناگہاں آپؐ کا تہ بند کھُل گیا۔ تو ایک آواز آئی۔ اے محمّدؐ یہ کیا؟ (ایک روایت میں ہے کہ آپؐ ازاری ازاری کہتے ہُوئے بیہوش ہو کر گر پڑے) آپؐ نے پتھر کو چھوڑ جلدی سے پہلے تہ بند کو سنبھالا۔ زاں بعد کبھی ایسا نہ ہُوا کہ آپؐ کا ازار کھُلے۔

اخرج البخاری عن عمرو بن دینار قال سمعتُ جابرؓ بن عبد اللہ یحدثُ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینقل معھم الحجارۃ للکعبۃ وعلیہ ازارہ فقال لہ العباس عمہ یا ابن اخی لو حللت ازارک فجعلت علی منکبیک دون الحجارۃ قال فحلہ فجعلہ علی منکبیہ فسقط٭ مغشیا علیہ فما رؤی بعد ذلک عریانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بخاری نے عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے اُس نے کہا مَیں نے جابرؓ بن عبد اللہ سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کی تعمیر میں (جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے) پتھر ڈھوتے تھے۔ اُس وقت آپؐ بہت چھوٹے بچّے تھے۔ آپؐ کے چچا نے کہا کہ تہ بند کو اپنے کندھوں پر رکھ لو۔ آپؐ ایسا کرنے لگے تو غش کھا کر جا پڑے۔ پھر آپؐ کبھی ننگے نظر نہیں آئے۔

قدماہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کے پائے مبارک

اخرج بن سعد عن عبد اللہ بن بریدۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان احسن البشر قدما

ابنِ سعد نے عبد اللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک سب آدمیوں سے خوش وضع تھے،

اخرج البیہقی عن ابی ھریرۃ رض وابن عساکر عن ابی امامۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان اذا مشی فی الصخر غاصت قدماہ فیہ ۱۲

بیہقی نے ابوہریرہ رض اور ابن عساکر نے ابوامامہ رض باہلی سے روایت کیا ہے۔ کہ آپؐ کبھی اتفاقاً پتھروں پر چلتے۔ تو آپؐ کے پائے مبارک کے نشان اُن پر لگ جاتے۔ یعنی وہ آپؐ کے پاؤں کے نیچے نرم ہوجاتے تھے۔

اخرج الترمذی عن ابی ھریرہ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا وطئ بقدمہ وطی بکلہا وعنہ ماراتٍ احدا اسرع فی مشیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانما الارض تطوی لہ انا لنجھد انفسنا و ھو غیر مکترث

ترمذی نے بھی ابوہریرہ رض سے یہ روایت کیا ہے۔ کہ آپؐ جب چلتے تھے۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ زمین آپؐ کے قدموں کے نیچے لپیٹی جارہی ہے۔ ہم آپؐ کے ساتھ دوڑے جاتے۔ اور آپؐ قدم بے تکلف بہ حسبِ عادت اُٹھائے جا رہے ہوتے۔

(ترمذی مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۱۰۳)

اخرج احمد وابن عساکر عن ابن عباس ان قریشا اتوا کاھنۃ فقالوا لھا اخبرینا باقربنا شبھا بصاحب ھذا المقام ای مقام ابراھیم و ھو حجر علیہ اثر رجلہ الشریف فقالت ان انتم جررتم کساء علی ھذہ السھلۃ ومشیتم علیھا انبأتکم فجروا ثم مشی الناس علیھا فابصرت اثر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت ھذا اقربکم شبھا بہ فمکثوا بعد ذلک عشرین سنۃ او قریبا من عشرین سنۃ ثم بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

اِمام احمد و ابنِ عساکر نے ابنِ عباس سے روایت کیا ہے کہ قریش نے ایک دفعہ ایک کاہنہ سے جاکر پوچھا کہ مقامِ ابراہیم (وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پائے مبارک کا نشان ہی) میں جو نشانِ قدم ہے اُس نشان سے زیادہ تر ملتا جُلتا پاؤں ہم سے کس کا ہے؟ اُس نے کہا اِس سامنے کی سِل پر ایک چادر صاف کرکے بچھا دو۔ اور ہر ایک اُس پر جُدا جُدا پاؤں رکھو۔ تو مَیں بتادوں گی کہ اِس پاؤں کے مشابہ کس کا پاؤں ہے؟ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اُس نے سب کو غور سے دیکھ کر ایک نشان کی طرف اِشارہ کرکے کہا کہ یہ پاؤں (وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاؤں تھا) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں سے زیادہ تر مشابہ ہے۔ چنانچہ بیس سال یا اس کے قریب قریب زمانہ کے بعد آپؐ نے تبلیغ شروع کردی۔ اور آپؐ کی ابراہیم ع سے مشابہت اور متابعت سچ ہوگئی۔ یعنی سب سے آپؐ ہی حضرت ابراہیم کے قدم پر چلے۔

اخرج بن جریر والحاکم وصححہ والبیہقی

ابن جریر اور حاکم نے بہ تصحیح اور بیہقی نے اور ابونعیم اور ابوسفیان

واخرج ابونعیم من طریق الخزاعی عن ابن مسعود ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قال لاصحابه وهو بمکة من احب منکم ان یحضر اللیلة امر الجن فلیفعل فلم یحضر منهم احد غیری فانطلقنا حتی اذا کنا باعلی مکة خط لی برجله خطا ثم امرنی ان اجلس فیه ثم انطلق حتی قام فافتتح القرآن فغشیته اسودة کثیرة حالت بینی وبینه حتی ما اسمع صوته ثم انطلقوا فطفقوا یتقطعون مثل قطع السحاب ذاهبین حتی بقی منهم رهط وفرغ رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مع الفجر فانطلق فبرز ثم اتانی فقال ما فعل الرهط قلت هم یا رسول الله فاخذ عظما وروثا فاعطاهم ایاه ثم نهی ان یستطیب احد بعظم او بروث ۱۲

خزاعی نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے قیامِ مکہ میں صحابہ سے فرمایا۔ کہ ہم سے کون ہے جو آج رات جنوں کے اِسلام کے وقت ہمارے پاس رہے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ مَیں خدمتِ عالی میں حاضر رہونگا۔ رات ہوئی تو آپ پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ اور مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ جب پہاڑی کے سرپر پہنچے۔ تو ایک جگہ اپنے پائے مُبارک سے گول دائرہ بنا دیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ اِس خط کے اندر ہو بیٹھو۔ اِس سے باہر نہ ہونا۔ اور آپؐ مجھ سے کسی قدر فاصلہ پر جا بیٹھے۔ اور قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک کالی گھٹا سی چلی آرہی ہے۔ اور اُس نے میرے اور آپؐ کے درمیان پردہ کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے آپؐ کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سُنائی دیتی تھی۔ جب وہ اُٹھ گئی۔ تو ویسی ہی ایک اور جماعت میرے اور آپؐ کے درمیان آحائل ہُوئی۔ اِسی طرح تمام رات ہوتا رہا۔ پھر آخر شب وہ جُدا ہونے لگے۔ یہاں تک کہ چند نفر اُس جماعت کے رہ گئے۔ صبح ہُوئی۔ تو آپ فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اِس چھوٹی سی جماعت کو تم دیکھتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ دیکھتا ہُوں۔ فرمایا کہ تم سب کو ہمارا حکم ہے کہ کوئی مسلمان پاخانہ بیٹھ کر ہڈّی یا گوبر سے استنجا نہ کرے۔ کیونکہ اِن کو یہ خوراک دے دی گئی ہے۔

اخرج ابن سعد والخطیب وابن عساکر عن عمرو بن سعید انه یعنی النبی صلی الله علیه و آله وسلم کان مع عمه ابی طالب بذی المجاز وهو موضع علی فرسخ من عرفة کان سوقا للجاهلیة فعطش عمه ابوطالب فشکا الی النبی صلی الله علیه و آله وسلم وقال یا ابن اخی عطشت فاهوی بعقبه الی الارض وفی روایة الی الصخرة فرکضها برجله وقال شیئا قال ابوطالب فاذا انا بماء فلم ار مثله فقال اشرب فشربت حتی فرکضها فعادت کما کانت ۱۲

ابنِ سعد نے اور خطیب نے اور ابن عساکر نے عمرو بن سعید سے روایت کیا ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک دفعہ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ بمقام ذی المجاز تھے۔ یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں سال بسال منڈی لگتی تھی۔ ابوطالب کو پیاس محسوس ہوئی اور آپؐ سے اُس کی شکایت کی۔ آپؐ نے یہ سُن کر اپنے عقب پائے (ایڑی) زور سے زمین پر ماری۔ اور دوسری ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے پاس کے ایک پتھر کو پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور کچھ زبان سے بھی فرمایا۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ آپؐ کے برکتِ قدم سے پانی نکلنے لگا۔ اور مَیں نے سیر ہو کر پیا۔ جب مَیں پی چکا۔ تو آپؐ نے اُس پتھر پر اپنا پائے مبارک رکھ کر دبا دیا۔ پانی بند ہو گیا۔ اور جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا۔

اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعث رجلا فاتاہ فقال یا رسول اللہ قد اعیتنی ناقتی ان تنبعث فاتاہ فضربہا برجلہ قال ابوھریرۃ رض والذی نفسی بیدہ لقد رایتہا تسبق القائد ۔ (حجۃ اللہ علی العلمین مطبوعہ بیروت ص ۴۳۳)

مسلم نے ابوہریرۃ رض سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک آدمی کو بلایا۔ وہ آیا اور اُس نے شکایت کی۔ کہ میری اُونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے۔ یعنی بہت سست ہے۔ آپ نے اُسے پائے مبارک سے ٹھوکر لگائی۔ ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ آپ کے پائے مبارک کی برکت سے ایسی تیز اور چالاک ہوگئی۔ کہ کسی کو اپنے آگے نہ بڑھنے دیتی تھی۔

اخرج الشیخان عن انس رض قال صعد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احد اوحراء ومعہ ابوبکر وعمر وعثمان فرجف بہم فضربہ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم برجلہ وقال اثبت فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان (بخاری مطبوعہ استنبول ج ۴ ص ۱۹۹ ومسلم مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۳۲۹ و ابوداؤد باب الخلفاء ص ۲۹۱)

بخاری و مسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک دفعہ مع ابوبکر و عمر و عثمان اُحد پہاڑ پر کھڑے تھے۔ کہ پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اُس پر پائے مبارک مارا اور فرمایا ٹھہر اے۔ تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ **ف** یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ بخاری نے احد لکھا ہے مسلم نے حراء اور ضربہ برجلہ صرف بخاری میں ہے۔

اخرج النسائی والبوداؤد والدار قطنی عن عثمان رض بن عفان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتی تساقطت حجارتہ بالحضیض فرکضہ برجلہ وقال اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق وشہیدان

نسائی اور ابوداؤد اور دار قطنی نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ابوبکر اور عمر کوہ ثبیر پر کھڑے تھے۔ اور میں بھی حاضر خدمت تھا۔ پہاڑ لرزنے لگا۔ کہ اُس کی چوٹی کے پتھر نیچے گر پڑے۔ یہ دیکھ کر آپ نے اُس پر اپنا پاؤں مارا۔ اور فرمایا۔ اے ثبیر ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ (نسائی مجتبائی ص ۲۹۱ و ابوداؤد و ترمذی مجتبائی جلد ۲ ص ۲۱۱)

اخرج احمد ومسلم والنسائی وابن ماجہ عن ابن عمر رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وھو علی المنبر یاخذ الجبار سموٰتہ وارضہ بیدہ ثم یقول انا الجبار این الجبارون این المتکبرون ویتمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن یمینہ و عن یسارہ حتی نظرت الی المنبر یتحرک من اسفل شئی منہ حتی انی اقول اساقط ھو برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۔

امام احمد و مسلم و نسائی و ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے، کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو منبر پر کھڑے دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے۔ کہ قیامت کے روز جبار اپنے آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے فرمائیگا۔ میں ہوں جبار بڑی طاقت والا کہ میرے آگے کسی کو دم مارنے کی جا نہیں۔ وہ جو اپنے آپ کو دُنیا میں بڑا سمجھتے تھے، اور بڑے تکبر و غرور میں رہتے تھے۔ وہ اب کہاں ہیں؟ آئیں، سامنے آئیں۔ آپ مقام جلالت میں آئے خدا کے اِس جلالی قول کی نقل

بول رہے تھے۔ اور منبر آپ کے پاؤں کے نیچے خوف سے بیقرار اِدھر اُدھر جھک رہا تھا۔ گویا پائے مبارک کے نیچے شانِ جلالی کی برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ آپ کو لے کر اُلٹ نہ جائے۔ اگر آپ کے پائے مبارک اُس پر نہ ہوتے۔ تو اُس کے زیروزبر ہونے کا کچھ شک نہ تھا۔

اخرج الحاکم وصححہ عن ابن عباس رض قال حدثنی عائشۃ انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرأ علی المنبر ھذہ الآیۃ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ قال یقول انا الجبار انا انا و یمجد الرب نفسہ فرجف برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبرہ حتی قلنا لیخرن

حاکم نے بتصحیح ابن عباس رض سے روایت کی ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے کہ میرے پاس ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض نے بیان کیا کہ ایک دن آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اس آیت کو وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسمٰوٰت مطویات بیمینہ پڑھ رہے تھے۔ (اور آپ کی شان جلالی ظاہر ہو رہی تھی۔ کیونکہ آپ مظہر صفات الٰہی تھے) اور یہ فرما رہے تھے کہ رب کہیگا' مَیں ہوں جبار۔ مَیں ہُوں، میں ہُوں۔ ایسے ہی اپنی بہت بہت بڑائی و یکتائی کا کا اظہار کریگا۔ منبر آپ کے پاؤں کے نیچے کانپ رہا تھا۔ اور اِدھر اُدھر اس قدر جھکتا تھا۔ کہ ہمیں آپ کو لے کر اُس کے گرنے کا فکر لاحق ہُوا۔

اخرج البزار وابن عدی عن ابن عمر رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرأ ھذہ الآیۃ علی المنبر وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ حتی بلغ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ قال فقال المنبر ھکذا فجاء وذھب ثلث مرات

بزار اور ابن عدی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منبر پر آیت وماقدروا اللہ حق قدرہ پڑھی۔ جب عَمّا یشرکون پر پہنچے۔ تو منبر سے آواز آئی' ایسا ہی ہے۔ یعنی یہ صحیح ہے۔ اور تین بار آگے پیچھے ہُوا۔

اخرج البیہقی عن ابن عباس رض انہ قال اشتکی علی علیہ السلام بن ابی طالب فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اشفہ او عافہ ثم ضربہ برجلہ فما اشتکی ذلک الوجع بعدہ

بیہقی نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیمار ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ کہہ کر اے اللہ! اِسے شفا دے اور صحت بخش؛ اپنا پائے مبارک اُن کو مارا۔ اُنہیں فوراً صحت ہوگئی۔ اور ازاں بعد کبھی بیمار نہ ہُوئے۔

قال الشہاب الخفاجی فی شرح الشفاء انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان فی بعض الاحیان اذا مشی غاص قدمہ فی الحجارۃ بحیث بقی ذلک الی الآن و اثر قدمہ فیہا اثرہ بعینہ والناس تتبرک بہ و تزورہ وتعظمہ کما فی القدس ونقل منہ فی مصر فی اماکن

شہاب خفاجی نے شرح شفا میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعض دفعہ جب ننگے پاؤں چلتے تھے۔ تو پتھر آپ کے قدوم مبارک کے نیچے نرم ہو جاتے تھے۔ اور نشان قدم اُن میں ہو جاتا تھا۔ چنانچہ وہ پتھر جہاں جہاں تبرکاً محفوظ چلے آئے ہیں اب بھی موجود ہیں اور بیت المقدس اور مصر میں متعدد جگہ پائے

[1] شفا قاضی عیاض مطبوعہ استنبول

متعددة حتی قبل ان السلطان قاتبیای اشتراه
بعشرین الف دینار واوصی بجعله عند قبره و
هو موجود الی الآن ۱۲

قدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج ابن ابی خیثمة فی تاریخه والبیهقی
وابن عساکر عن عائشة رض لم یکن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بالطویل البائن ولا بالقصیر المتردد
وکان ینسب الی الربعة اذا مشی وحده ولم یکن
علی حال یماشیه احد من الناس ینسب الی الطول
وربما اکتنفه الرجلان طویلان فیطولهما فاذا فارقا
نسب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الربعة
وزاد ابن سبع فی الخصائص انه کان اذا جلس یکون
کتفاه اعلی من جمیع الجالسین ۱۲ (انوار ص ۱۳۴)

اخرج الحاکم عن علی علیہ السلام قال انطلق
بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اتی الکعبة فقال
اجلس فجلست الی جنب الکعبة فصعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بمنکبی ثم قال انهض فنهضت فلما رای
ضعفی تحته قال لی اجلس ثم قال یا علی اجلس علی
منکبی ففعلت ثم نهض بی فلما نهض بی خیل الی انی
لو شئت نلت افق السماء فصعدت فوق الکعبة انتحی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لی الق صنمهم الاکبر
صنم قریش کان من نحاس موتدا باوتاد من حدید
الی الارض فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جاتے ہیں۔ سلطان قاتیبائی نے بیس ہزار دینار سے ایک ایسا پتھر
خرید رکھا تھا۔ اور وصیت کی تھی۔ کہ میری قبر کے پاس اسے نصب
کیا جائے۔ چنانچہ وہ اب تک وہاں موجود ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۵۲)

آپ کا قدِ مبارک

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی اور ابن عساکر نے عائشہ
صدیقہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بہت
دراز قد تھے نہ بہت کوتاہ۔ بلکہ درمیانہ قد کے تھے۔ جب کبھی آپ کے
ساتھ کوئی اور ہوتا۔ خواہ کیسا بلند قامت ہوتا آپ اُس سے اُونچے دکھائی
دیتے۔ اور دیکھنے والا آپ کو دراز قد سمجھتا۔ اور گاہے ایسا بھی ہوتا
کہ دو کس دراز قد آپ کے دائیں بائیں ہوتے تو آپ کا سر مبارک
اُن سے اُونچا ہوتا۔ جب وہ جدا ہوتے تو آپ میانہ قد معلوم ہوتے
اور ابن سبع نے خصائص میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام
کے قد مبارک کے خصائص سے یہ ہے۔ کہ آدمیوں میں کھڑے ہوتے
توسب سے آپ اونچے دکھائی دیتے۔ اگر اُن میں بیٹھے ہوتے تو بھی آپ کے دوش مبارک سب سے اُونچے ہوتے۔

حاکم نے مستدرک میں علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے
روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت اللہ شریف میں داخل
ہوئے تو اُس وقت آپ نے مجھے فرمایا۔ کہ بیٹھ جا۔ میں ایک طرف ہو بیٹھا۔
اور آپ میرے کندھوں پر چڑھے۔ اور فرمایا اُٹھ کھڑا ہو۔ میں تھوڑا بہت
اُٹھا تو سہی پر بمشکل تمام۔ آپ نے اپنا بوجھ مجھے اُٹھاتے نہ دیکھ کر بیٹھ جانے
کا حکم دیا۔ پھر آپ نے بیٹھ کر مجھے اپنے کندھوں پر چڑھایا۔ اور آسانی سے بے
تکلف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُسوقت مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں آسمان کے کنارہ
پر ہاتھ لگا سکتا ہوں۔ پھر میں کعبہ شریفہ کی چھت پر چڑھا۔ اور حسب ارشاد
قریش کے بڑے بُت کو جو تانبے کا بنا ہوا اور لوہے کے بڑے بڑے کیل اُس
کے پاؤں میں ٹھونک کر مضبوط کیا ہوا تھا۔ گرانے کی کوشش کرنے لگا مگر

علیہ ویقول لی ایۃ اپتہ جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا فلم ازل اعالجہ حتی استمکنت منہ فقد فتہ فتکسر ۱۲
(انوار المحمدیہ ص ۱۲۹)

آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا، اسے ہلا - اچھی طرح ہلا - اور خود یہ آیت قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَہَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَہُوْقًا پڑھنی شروع کر دی اور میں اُسے ہلانے لگا - یہاں تک کہ وُہ اُکھڑ گیا - اور میں نے اُسے زور سے نیچے پھینکا کہ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا -

جسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ ص کا جسمِ مبارک

قال ابن عمر رض ما رایت اشجع ولا انجد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۱۲

حضرت عبد اللہ بن عمر رض فرماتے ہیں - کہ میں نے کوئی شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ تر بہادر اور دلیر نہیں دیکھا -

اخرج الحارث بن ابی اسامۃ عن مجاھد قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قوۃ بضع و اربعین رجلا کل رجلا من اھل الجنۃ ۱۲

حارث بن ابی اسامہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے - وُہ کہتے ہیں - کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کچھ اوپر چالیس آدمی کی طاقت رکھتے تھے - کہ ہر ایک اُن سے ایک جنتی کی طاقت رکھتا ہو - (حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ بیروت ص ۶۸۷)

اخرج الامام ابوحنیفۃ رح[1] عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعرف باللیل اقبل الی المسجد بریح الطیب ورواہ الدارمی عن ابراھیم نخعی والبزار و ابو یعلی عن انس رض ۱۲

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں - کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دولتخانہ سے مسجد کو تشریف لے جانا خوشبو سے پہچانا جاتا تھا - یعنی جس راستہ سے آپ تشریف لے جاتے اُس راستہ سے دیر تک خوشبو آتی رہتی - اِس حدیث کو دارمی نے ابراہیم نخعی سے اور بزار و اُبو یعلی نے انس رض سے روایت کیا ہے -

اخرج النسائی عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ و فیہ الصعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوۃ فان صلوتکم معروضۃ علیّ قالوا یا رسول اللہ کیف تعرض علیک وقد ارمت قال ان اللہ عز وجل حرم

نسائی نے اوس بن اوس سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا - لوگو! جمعہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے - آدم علیہ السلام اسی روز پیدا ہوئے - اسی روز فوت ہوئے - اور اسی دن صاعقہ ہو گا - تم اس دن میں مجھ پر درود بہت بھیجا کرو - کیونکہ تمہارا درود میرے پیش کیا جاتا ہے - صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ص تو قبر میں بوسیدہ ہو گئے ہونگے[2] - یعنی مٹی آپ ص کو کھا جائیگی -

[1] مسند امام ابوحنیفہ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ [2] صحابہ نے عام انسانوں کی طرح سمجھ کر یہ قیاس کیا - جسے آپ نے غلط کر دیا -

علی الارض أن تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام ۱۲
(نسائی ص۲۰۳ - ابوداؤد ص۱۵۷ - ابن ماجہ ص۷۷)

ہمارا درود کیونکر آپ کے پیش کیا جائیگا اور آپ کیا جانینگے؟ فرمایا اللہ عزوجل نے پیغمبروں کے جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں۔ یہ انہیں نہیں کھاتی۔

اخرج الحارث بن اسامة عن مجاهد قال اعطی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قوة بضع واربعین رجلا کل رجل من اهل الجنة

حارث بن اسامہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک میں چالیس سے اوپر کئی آدمیوں کی طاقت تھی۔ مگر دنیا کے آدمیوں کی نہیں، بلکہ بہشت کے آدمیوں کی۔

اخرج ابویعلی وابن ابی حاتم وابونعیم عن اسماء بنت ابی بکر رض قالت لما نزلت تبت یدا ابی لهب اقبلت العوراء بنت حرب زوجة ابی لهب ولها ولولة وفی یدها فهر والنبی صلی الله علیه وآله وسلم جالس فی المسجد ومعه ابوبکر رض فلما راٰها ابوبکر رض قال یا رسول الله قد اقبلت وانا اخاف ان تراك قال انها لن ترانی وقرأ قرآنا فاعتصم به فوقفت علی ابی بکر رض ولم تر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقالت یا ابا بکر رض انی اخبرت ان صاحبك هجانی قال لا ورب هذا البیت والله ما صاحبی بشاعر وما یدری ما الشعر فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قل لها هل ترین عندی احدا فانها لن ترانی جعل الله بینی وبینها حجاب فسألها ابوبکر رض فقالت اتهزأ بی والله ما اری عندك احدا ۱۲

ابویعلی اور ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے اسماء بنت ابی بکر رض سے روایت کیا ہے۔ کہ جب سورۂ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ نازل ہوئی۔ تو عوراء بنت حرب زوجہ ابولہب ایک خنجر ہاتھ میں لیے بکواس کرتی ہوئی بڑے جوش و خروش میں آپ کی تلاش و جستجو کرتی ہوئی مسجد میں آئی۔ اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور ابوبکر رض بھی آپ کے پاس تھے۔ ابوبکر رض نے اسے دیکھ کر عرض کیا کہ وہ عورت جس کا ذکر وحی الٰہی میں حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ سے آ رہی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیر سے نہیں۔ مبادا آپ کو دیکھ کر اذیت دے۔ آپ نے فرمایا تسلی رکھ۔ وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکیگی۔ پھر آپ نے جلدی سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں وہ آکر ابوبکر رض کے سر پر آکھڑی ہوئی، اور آپ کو نہ دیکھا۔ ابوبکر رض سے مخاطب ہو کر بولی "مجھے خبر ملی ہے کہ تیرا دوست میری ہجو کرتا ہے۔ اب کہاں ہے؟" ابوبکر رض بولے۔ بخدا میرا آقا شاعر نہیں۔ مدح سرائی، ہجوگوئی، شاعروں کا کام ہے۔ اور یہ نبی ہے نبیوں کا کام خدا کے احکام کا اعلام ہے۔ وہ اپنے سے کچھ نہیں کہتے، جناب صداقت مآب نے ابوبکر رض سے فرمایا۔ اس سے پوچھ کہ میں اسے نظر آتا ہوں؟ ابوبکر رض نے اس سے پوچھا کہ میرے پاس تجھے کوئی اور بھی نظر آتا ہے؟ بولی تو مجھے مخول کرتا ہے؟ تیرے پاس کوئی نہیں۔ یہ کہہ کر چلی گئی۔ آپ نے فرمایا وہ مجھے کیونکر دیکھ سکتی۔ حق تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان پردہ ڈال دیا تھا۔

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لم یکن یری له ظل فی شمس ولا قمر ۱۲

حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سورج اور چاند کی روشنی میں سایہ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین مطبوعہ بیروت ص۶۸۶)

۵ حجۃ اللہ علی العلمین ص۶۸

قال بن سبع فی خصائصه صلی الله علیه و آله وسلم ان ظله لایقع علی الارض وانه کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لاینظر له ظل و یشهد له حدیث قوله صلی الله علیه و آله وسلم فی دعائه واجعلنی نورا

ابن سبع نے خصائص النبی میں لکھا ہے۔ کہ آپؐ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیونکہ آپؐ نور تھے اور نور کا نور میں سایہ نمایاں نہیں ہوتا۔ اور اس کی دلیل یہ لی ہے۔ کہ آپؐ دعا میں کہا کرتے تھے، "اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔

قال القاضی عیاض فی شفائه والغرفی فی مولده انه کان لاینزل علیه الذباب

قاضی عیاض نے شفا میں اور غرفی نے اپنے تصنیف کردہ مولد میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی،

اخرج الطبرانی فی الاوسط فی روایة سلمی امرأة ابی رافع انها شربت بعض ماء غسل به رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فقال لها حرم الله بدنك علی النار ۱۲

طبرانی نے اوسط میں سلمیٰ زوجہ ابی رافع سے روایت کیا ہے، کہ ایک دفعہ میں نے آپؐ کے غسل کردہ پانی کو پی لیا۔ تو آپؐ نے فرمایا، تیرے بدن کو آگ نہ چھوئیگی۔

دمه صلی الله علیه و آله وسلم

آپؐ کا خون مبارک

اخرج بن سعد عن محمد بن عمر بن علیؓ رضی الله عنهم قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم رایت جعفرؓ املکا یطیر فی الجنة تدمی قادمتاه ورایت زیداؓ دون ذلك فقلت ماکنت اظن ان زیداؓ دون جعفرؓ فاتانی جبرئیل فقال ان زیداؓ لیس دون جعفرؓ ولکنا فضلنا جعفر القرابة منك و روی الحاکم بنحوه عن ابن عباسؓ و عن علیؓ انه شرب دم النبی صلی الله علیه و آله وسلم

ابن سعد نے محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہم سے (اور حاکم نے ابن عباسؓ سے مثل اسکی) روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفرؓ کو فرشتوں کی طرح جنت میں سب کے آگے اڑتے دیکھا۔ اور زیدؓ کو پیچھے۔ تو میرے دل میں خیال آیا، کہ زیدؓ نے کام میں جعفرؓ سے تو کچھ کمی نہیں کی۔ مگر جعفرؓ کا درجہ اس سے زیادہ ہے۔ دریں حالت مجھے وحی ہوئی۔ کہ زیدؓ جعفرؓ سے بجا آوری خدمت جہاد میں کم تو نہیں۔ لیکن جعفرؓ آپؐ کا قریبی ہے۔ اور اس کا خون آپؐ کے خون سے ملتا ہے۔ اسلیے اُسے درجہ میں بالائی دی گئی ہے،

اور حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اُنہوں نے بھی ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خون مبارک پی لیا تھا۔ **ف** اُن میں اتنی جُرأت و شیری، شجاعت و دلیری، سخاوت، غیرت و مروت آپؐ ہی کے خون کی برکت سے تھی۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۶۹)

۱؎ جعفرؓ طیار ابن ابی طالب اور زیدؓ ابن حارثہ دونوں جنگ موتہ میں بمقابلہ عیسائیان شام شہید ہوئے تھے۔

اخرج الحاکم وغیرہ عن عبد اللہ بن الزبیر رض انہ اتی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو یحتجم فلما فرغ قال یا عبد اللہ اذھب بھذا الدم فاھرقہ حیث لا یراک احد فشربہ فلما رجع قال یا عبد اللہ ما صنعت قال جعلتہ فی اخفی مکان علمت انہ یخفی عن الناس قال لعلک شربتہ قلت نعم قال ویل للناس منک وویل لک من الناس فکان یرون ان القوۃ التی بہ من ذلک الدم ١

حاکم وغیرہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے، کہ وہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں داخل ہوا کہ آپؐ نے پچھنیاں لگوائیں تھیں گئے۔ جب آپؐ فارغ ہوئے۔ تو عبد اللہ کو فرمایا کہ جا اس خون کو ایسی جگہ گرا دے جہاں کوئی اسے نہ دیکھے۔ عبد اللہؓ باہر نکل کر اسے پی گئے۔ آپؐ نے فرمایا خون کو کیا کر آیا ہے؟ کہا ایک ایسی جگہ اسے چھپا آیا ہوں۔ کہ وہاں کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا۔ فرمایا شاید تو اسے پی آیا ہے؟ کہا ہاں فرمایا افسوس ان لوگوں پر جو تجھے قتل کرنا چاہینگے۔ اور افسوس کہ تو ان سے نہ بچیگا۔ **راوی حدیث** کہتا ہے کہ عبد اللہ کے جسم میں جس قدر طاقت تھی (کہ کئی سَو کو اکیلا ہی بھگا سکتا تھا) لوگ یقین رکھتے تھے کہ اُسی خونِ مبارک کا اثر تھا۔

اخرج ابو نعیم عن ابن عباس رض قال حجم النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم غلام لبعض قریش فلما فرغ من حجامتہ اخذ الدم فذھب بہ من وراء الحائط فنظر یمینا وشمالا فلم یر احدا فحسی دمہ حتی فرغ ثم اقبل فنظر فی وجھہ فقال ویحک ما صنعت بالدم قال قلت غیبتہ من وراء الحائط قال این غیبتہ قلت یا رسول اللہ نفست علی دمک ان اھریقہ فی الارض فھو فی بطنی فقال اذھب احرزت نفسک من النار

ابو نعیم نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قریشی غلام سے سینگیاں کھچوائیں۔ فارغ ہو کر وہ آپؐ کے خونِ مبارک کو گرانے لے گیا۔ اور ایک دیوار کے پیچھے دائیں بائیں دیکھ کر خون کو چاٹ آیا۔ آپؐ نے اُسکے چہرہ کو دیکھ کر فرمایا۔ اُس خون کو کیا کر آیا؟ کہا دیوار کے پیچھے دبا آیا ہوں۔ فرمایا کہاں کر کے؟ کہا یا رسول اللہ! مجھے آپؐ کا خون زمین میں دبانا بہت گراں معلوم ہوا۔ کہ حضورؐ کے خونِ مبارک کی بے ادبی نہ ہو، کسی کا پاؤں اوپر نہ آ جائے۔ اسلیے میں نے اُسے اپنے پیٹ میں ڈال لیا ہے۔ فرمایا۔ جا، تُو نے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔

اخرج البیھقی عن ابی امامۃ قال رمی عبد اللہ بن قمئۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم اُحُد فشج وجھہ وکسر رباعیتہ (الحدیث) وفی روایۃ لما جرح صلی اللہ علیہ والہ وسلم مص جرحہ مالک والد ابی سعید الخدری حتی انقاہ ولاح ابیض فقال مجہ فقال واللہ

بیہقی نے ابی امامہ سے روایت کیا ہے کہ جب جنگِ احد میں کسی بدبخت کے پتھر پھینکنے سے حضورؐ کے دندانِ مبارک ٹوٹ گئے۔ تو آپؐ کے اطرافِ لب سے جو خون بہا۔ وہ ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان نے چوس لیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ جس کے خون میں میرا خون مل جائیگا۔ اُسے نارِ جہنم نہیں چھوئیگی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپؐ کے زخم کو مالک بن سنان نے اسقدر

ا انوار المحمدیہ صـ ١٣٠ وکنز العمال جلد ٦ صـ ١٤٩ — ٥٢ انوار المحمدیہ صـ ١٣٩

لا ابجه ابدا ثم ازدرده فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من اراد ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا فاستشهد ۱۲

چوسا کہ وہ جگہ سفید ہوگئی۔ وہ جب چوستا تو آپؐ فرماتے اسے پھینک دے۔ مگر وہ کہتا کہ بخدا میں آپؐ کے خونِ پاک کو زمین پر نہیں پھینکونگا۔ اور نگلتا ہی گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ جو چاہے کہ دُنیا پر کسی جنتی کو دیکھے۔ تو وہ اِس شخص کو دیکھلے۔

عرقه صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

آپؐ کا پسینۂ مبارک

اخرج مسلم عن انس رض قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال عندنا فعرق وجاءت امی بقارورة فجعلت تسلت العرق فیها فاستیقظ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال یا ام سلیم ما هذا الذی تصنعین قالت هذا عرقك نجعله فی طیبنا وهو من اطیب الطیب ۱۲

مسلم نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اور قیلولہ کیا (قیلولہ خواب دوپہر کو کہتے ہیں) اُس وقت آپؐ کو پسینہ آگیا۔ میری ماں ایک شیشی لے کر آگئے ہوئی، اور آپؐ کا پسینہ لے کر اُس میں ڈالنے لگی۔ آپؐ جاگ اُٹھے۔ اور فرمایا، ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟ اُس نے عرض کیا کہ آپؐ کا پسینۂ مبارک لے کر کسی دُوسری خوشبو میں ملا رکھوں گی۔ کیونکہ یہ بہت خوشبودار ہے۔ (مسلم مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۹۵)

اخرج الدارمی والبیهقی وابو نعیم عن جابر بن عبد اللہ قال کان فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خصال لم یکن فی طریق فیتبعه احد الا عرف انه قد سلکه من طیب عرقه او عرفه ولم یکن یمر بحجر ولا شجر الا سجد له ۱۲

دارمی اور بیہقی اور ابونعیم نے جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خاص نشانیوں سے یہ تھی۔ کہ اگر کسی راستے کوئی آپؐ کے پیچھے آپؐ کو تلاش کرنے کے لیے آتا۔ تو صرف خوشبو، سے جو اُس راستہ میں مہکی ہوتی، پہچان لیتا، (کسی سے پُوچھنے کی حاجت نہ ہوتی کہ آپؐ کدھر تشریف لے گئے ہیں) نیز آپؐ کسی طرف جا رہے ہوتے۔ تو کوئی پتھر یا درخت نہ ہوتا جو آپؐ کو سلام نہ کرتا۔

اخرج البزار عن معاذ رض بن جبل قال کنت اسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال ادن منی فدنوت منه فما شممت مسکا ولا عنبرا اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۱۲ (کنز العمال ج ۲ ص۳۳ و ص۴۵)

بزار نے معاذ رض بن جبل سے روایت کیا ہے۔ کہ میں ایک دفعہ آپؐ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرے ساتھ مل کر چل۔ میں آپؐ کے قریب تر ہوگیا۔ تو آپؐ کے جسمِ مبارک کی جو خوشبو مجھے آ رہی تھی۔ وہ نہ کستوری میں پائی جاتی ہے، نہ عنبر میں۔

صحیح مسلم ج ۲ ص۲۹۲

اخرج ابن عساکر عن انس رض قال

ابنِ عساکر نے انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ اُم سلیم سے

ے حجۃ اللہ علی العلمین ص۶۸۵

ما اورثني ام سليم الابُرد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقدحه الذي كان يشرب فيه وعمود فسطاط وصلابة كانت تعجن ام سليم الرامك بعرق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكون في بيت ام سليم فينزل عليه الوحي وهو على فراشها فيجدل كما يجدل المحموم فيعرق وكانت ام سليم يعجن الرامك بعرقه صلى الله عليه وآله وسلم ۱۲

(ان کی ماں تھی) مجھے جو وراثتہً ملا - وہ صرف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک چادر اور ایک پانی پینے کا پیالہ اور ایک خیمہ کا کھمبا اور ایک ایسی چیز جس میں ام سلیم رامک[۱] کو حضور[ص] کے پسینہ مبارک میں گوندھ کر تیار کیا کرتی تھی - چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اُم سلیم کے گھر بستر پر سویا کرتے اور آپ پر وحی اترتی، تو آپ اس طرح کے ہو جاتے - جیسے کسی تپ والے کو پسینہ آنا ہوتا ہے - پھر پسینہ آجاتا - تو ام سلیم اُسے لے کر اُس کا خوشبودار اُبٹنا بنا لیتی - جو نئی بیاہیوں کے کام آتا (کنز العمال ج ۷ ص ۱۰۵)

براقہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کا آب دہان مبارک

اخرج الطبراني في الكبير والاوسط بسند جيد والبيهقي عن ام عاصم امرأة عتبة بن فرقد قالت كنا عند عتبة اربع نسوة ما منا امرأة الا وهي تجتهد في الطيب لتكون الطيب من صاحبتها وما يمس عتبة الطيب وهو اطيب من ريح وكان اذا اخرج الى الناس قالوا ما شممنا ريحا اطيب من ريح عتبة فقلنا له في ذلك قال اخذني الشرى على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فشكوتُ ذلك اليه فامرني ان اتجرد فتجردت وقعدتُ بين يديه والقيتُ ثوبي على فرجي فنفث في يده ثم وضع يده على ظهري وبطني فعبق بي ذلك الطيب من يومئذٍ

طبرانی نے معجم کبیر میں اور معجم اوسط میں بھی بہ سندِ جید اور بیہقی نے اُمِّ عاصم یعنی عتبہ بن فرقد کی عورت سے روایت کیا ہے - کہ ہم عتبہ کی چار بیویاں تھیں - اور ہم سے کوئی ایک بھی ایسی نہ تھی - جو اپنے آپ کو ایک دوسری سے زیادہ تر معطر کرنے میں کوشش نہ کرتی ہو - اور عتبہ کسی طرح کی خوشبوء نہیں لگاتا تھا - مگر اُس کے بدن سے ہم سب سے زیادہ خوشبو آتی تھی - اور وہ عجیب طرح کی دلپسند خوشبو تھی - ایک دن ہم نے پوچھا - تو اُس نے کہا - کہ مجھے شری[۲] کی بیماری ہو گئی تھی - مَیں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا آپ نے مجھے کپڑے اتار کر ننگا ہو جانے کا حکم دیا - مَیں سوائے شرمگاہ کے برہنہ تن ہو کر آگے ہو بیٹھا - پھر آپ نے اپنے کفِ دستِ مبارک میں پھونکا کہ کسی قدر لبِ مبارک بھی پھونک کے ساتھ تھا اور میرے بدن پر آگے پیچھے ملا - تو مَیں اچھا ہو گیا - میری بیماری بھی

---

۱ رامک ایک سیاہ سی چیز ہوتی ہے - جو کسی خوشبو میں ملائی جاتی ہے - ۱۲ مجمع البحار ۲ شری ایک قسم کے دھپڑ سے ہوتے ہیں - جو کہ دفعتہً نکل آتے ہیں اور دفعتہً ہی بیٹھ جاتے ہیں - ۱۲ الانوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ ص ۱۳۹

جاتی رہی۔ اور اُسی وقت سی میرے تمام بدن سے خوشبو بھی آنے لگی کہ کوئی کسی طرح کی خوشبو اُسے نہیں ملتی۔

اخرج بن ابی شیبۃ و بن السکن و البغوی و ابو نعیم عن حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہما ان اباہ خرج بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و عیناہ مبیضتان لا یبصر بہما شیئاً فسألہ ما اصابک قال وقعت رجلی علی بیض حیۃ فاصیب بصری فنفث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عینیہ فابصر فرایتہ و ہو یدخل الخیط فی الابرۃ و انہ لابن ثمانین سنۃ وان عینیہ لمبیضتان ۱۲ (دلائل النبوت ص۱۶۶)

ابن ابی شیبہ اور ابن السکن اور بغوی اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے حبیب بن فدیک رض سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ میرا پاؤں بڑے زہریلے سانپ کے انڈے پر پڑا اور وہ پس گیا۔ اُس کی زہر کے اثر سے میری آنکھیں سفید ہوگئیں اور مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ میرا باپ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے میری آنکھوں پر پھونکا۔ کہ کسی قدر آب دہن مبارک بھی پھونک کے ساتھ آنکھوں پر پڑا۔ اُسی وقت سی میری آنکھیں روشن ہوگئیں حبیب بن فدیک رض سے روایت کرنے والا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے جب حبیب رض کو دیکھا تو اُس وقت اُس کی عمر اسّی سال کی تھی اور آنکھیں تو سفید تھیں مگر نظر اسقدر تیز تھی کہ سُوئی میں دھاگا ڈال لیتا تھا۔

اخرج بن اسحق والبیہقی من طریقہ حدثنی خبیب بن عبد الرحمن قال ضرب خبیب جدی یوم بدر فمال شقہ فتفل علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولأمہ و ردہ فانطبق ۱۲ (حجۃ اللہ علی العلمین ص۴۲۴)

ابن اسحق اور بیہقی نے اپنے اپنے طریق سے خبیب بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ میرے دادا خبیب کو بدر کی لڑائی کے دن سخت ضرب لگی کہ اُسکا ایک بازو تمام چر کر نیچے کو لٹک آیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُس پر تھوکا اور اُسے اپنے حصہ سے ملادیا تو وہ ایسا مل گیا کہ گویا چرا ہی نہ تھا۔ بیہقی کی روایت میں ہے، خبیب نے کہا کہ اُسی ہاتھ سے میں نے اُسی وقت اپنے زخم لگانے والے کو قتل کر ڈالا۔

اخرج ابو یعلی من طریق عبد الرحمن بن الحارث بن عبیدۃ عن جدہ قال اصیبت عین ابی ذر رض یوم احد فبزق فیہا النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فکان اصح عینیہ ۱۲ (حجۃ اللہ علی العلمین مطبوعہ بیروت ص۴۲۴)

ابو یعلی نے بطریق عبد الرحمن بن حارث بن عبیدہ اُس کے جد سے روایت کیا ہے کہ جنگِ اُحد میں ابو ذر رض کی ایک آنکھ کسی دشمن کے تیر سے نکل گئی۔ آپ نے آنکھ کو چشمخانہ میں رکھ اپنا لب مبارک اُس پر لگادیا۔ درد فوراً بند ہوگیا۔ اور آنکھ ایسی درست ہوگئی کہ دوسری آنکھ سے بہتر دکھائی دیتی تھی۔

اخرج ابو نعیم من طریق عبد اللہ بن صعصعۃ عن ابی سعید الخدری عن اخیہ

ابو نعیم نے عبد اللہ بن صعصعہ کے طریق سے ابو سعید رض خدری سے، اُس نے اپنے بھائی قتادہ رض سے روایت کیا ہے

ف۱ ابزاق اور بصاق تھوک ہے۔ اور نفث پھونک کہ جس میں آب دہن کی ذرہ ذرہ چھینٹیں بھی ہوں ۱۲

قتادة قال اصیبت عیناي یوم بدر فسقطتا علی وجنتي فاتیت بهما النبي صلی الله علیه واٰله وسلم فاعادهما مکانهما وبزق فیهما فعادتا تبرقان ۔

(ابونعیم فی دلائل النبوت مطبوعہ حیدر آباد دکن)

کہا قتادہ نے کہ جنگِ بدر میں میری دونوں آنکھیں مخالف کے تیر کے صدمہ سے رُخسار پر بہ آئیں۔ اُسی حالت میں مجھے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپؐ نے دونوں آنکوں کو چشم خانہ میں رکھ کر اپنا لب مبارک لگادیا۔ وہ فوراً ایسی ہوگئیں جیسے کہ پہلے تھیں۔ تمام عمر روشن رہیں اور کسی طرح کا اُن میں فرق نہ آیا۔

اخرج بن عساکر واسحق الرملی فی فوائد عن بشیر بن عقربة الجهني رض قال لما قتل ابي یوم احد اتیت رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم ولنا ابکی فقال ما یبکیك اما ترضی ان اکون انا اباك وعائشة امك فمسح علی راسي فکان اثر یده من راسي اسود وسائره ابیض وکانت في لساني عقدة فتفل فیه صلی الله علیه واٰله وسلم فانحلت وقال لي ما اسمك قلت بحیر قال بل انت بشیر ۔

ابن عساکر نے اور اسحٰق رملی نے فوائد میں بشیر بن عقربۃ الجہنی رضی سے روایت کی ہے کہ جنگِ احد میں میرا باپ قتل ہوگیا تو میں روتا ہوا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے فرمایا تو راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ رض تیری ماں ہو؟ یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ تو جہاں آپؐ کا دستِ مبارک پھرا۔ وہاں اب تک بڑھاپے میں بھی سیاہ بال ہیں اور باقی سفید۔ اور میری زبان میں لکنت تھی آپؐ نے اُس پر اپنا لب مُبارک ڈالا۔ وہ لکنت جاتی رہی۔ اور فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا۔ بحیر۔ فرمایا نہیں، بشیر۔ اُس روز سے میرا نام بجائے بحیر کے بُشیر مشہور ہوگیا۔

اخرج الشیخان عن سهل بن سعد رض ان رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غدا رجلا یفتح الله علی یدیه فلما اصبح قال این علي بن ابي طالب قالوا یشتکی عینیه قال فارسلوا الیه فاتی به فبصق رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم في عینیه ودعا له فبرأ حتی کان لم یکن به وجع

بُخاری و مسلم نے سہل بن سعد رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ خیبر کے دن فرمایا کہ میں علَم (نشان فوج) کل دن ایسے شخص کو دوں گا۔ کہ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ اس قلعہ کو فتح کر دیگا۔ جب صُبح ہوئی تو فرمایا علیؓ بن ابی طالب کہاں ہیں؟ حاضرین نے عرض کیا کہ اُنکی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ وہ کام نہیں کر سکتے۔ فرمایا لاؤ اُسے۔ جب وہ آئے تو آپؐ نے اُن کی آنکھوں پر اپنا لب مبارک لگادیا۔ اور دُعا کی۔ اُنہیں فوراً آرام ہوگیا کہ گویا درد تھا ہی نہیں۔ پھر فوجی نشان جس کے دینے کا وعدہ کیا تھا، دے کر اُن کو قلعۂ مذکور پر بھیجا۔ حق تعالےٰ نے اُسی روز اُن کو فتح بخشی۔ اور وہ باکام حضور علیہ السلام کی خدمت میں واپس آئے۔ (بخاری مطبوعہ استنبول ج ۵ ص ۷۶)

اخرج البزار والطبراني في الاوسط وابونعیم عن جابر رض قال خرجنا مع رسول الله

بزار اور طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیمؒ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

۱؎ دلائل النبوت مطبوعہ حیدر آباد دکن

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزوۃ ذات الرقاع
حتی اذا کنا بحرۃ واقم عرضت بدویۃ بابن لہا
فقالت یارسول اللہ ھذا ابنی قد غلبنی علیہ
الشیطان ای جن ففتح فاہ فبزق فیہ وقال
اخسأ عدو اللہ انا رسول اللہ ثلاثا ثم قال
شانک بابنک لن یعود الیہ شیٔ مما کان یصیبہ فلما
رجعنا جاءت المرأۃ فسألہا عن ابنہا فقالت ما
اصابہ شیٔ مما کان یصیبہ ۱۲

اخرج البخاری عن یزید بن ابی عبید
قال رأیت اثر ضربۃ فی ساق سلمۃ بن الاکوع فقلت
ما ھذہ الضربۃ قال ضربۃ اصابتنی یوم خیبر
فقال الناس اصیبت سلمۃ فاتیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنفث فیہا ثلاث نفثات فما
اشتکیت منہا حتی الساعۃ ۱۲

اخرج البیہقی وابونعیم من طریق عروۃ
ومن طریق موسی بن عقبہ عن ابن شہاب قال
بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہؓ
بن رواحۃ فی ثلثین راکبا فیہم عبد اللہؓ بن
انیس الی بشیر بن رزام الیہودی فضرب بشیر
وجہ عبد اللہؓ بن انیس فشجہ مامومۃ فقدم
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فبصق فی شجتہ فلم تقح ولم تؤذہ حتی مات ۱۲

اخرج الطبرانی عن جرھد انہ اکل
بیدہ الشمال فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کل بالیمین فقال انہا مصابۃ فنفث صلی اللہ علیہ

غزوۂ ذات الرقاع کو نکلے۔ جب حرہ واقم میں پہنچے تو ایک بدوی عورت
نے اپنے بچے کو حضور میں پیش کر کے عرض کیا کہ اِسے جن تکلیف دیتا ہے۔
آپؐ نے اسکا منہ کھول کر اُس میں اپنا لب مبارک ڈال دیا۔ اور تین ۳
بار فرمایا، دُور ہو جا دشمنِ خدا، مَیں خُدا کا پیارا رسول ہُوں۔ پھر اُس عورت
سے فرمایا، لے جا۔ اِسے کبھی ایسی حالت نہ ہوگی یعنی جنّ اِس کے
نزدیک نہ آئیگا۔ جب ہم جنگ سے واپس پھرے۔ تو اُس مقام پر وہ عورت
پھر حاضر ہوئی اور بیان کیا کہ حضور کی توجہ اور آپؐ کے لبِ دہانِ
مبارک کی برکت سے اُسے بالکل آرام ہے۔

بُخاری نے یزید بن ابی عبید سے روایت کیا ہے۔ کہ مَیں نے سلمہ بن
اکوع کی ایک ساق پر ایک نشانِ زخم دیکھا اور سبب پُوچھا۔ سلمہ نے کہا یہ
زخم جنگِ خیبر میں مجھے لگا تھا۔ جب لگا تو مَیں حُضور نبویؐ میں حاضر ہوا۔
آپؐ نے اُس پر تین ۳ بار پھُونکا۔ کہ کسی قدر آبِ دہانِ مبارک بھی پھونک کے
ساتھ زخم پر آ پڑتا تھا۔ پس آپؐ کا ویسا کرنا تھا کہ مجھے کوئی دُکھ درد نہ رہا۔
اور اچھا ہو گیا۔ (بخاری مطبوعہ استنبول ج ۵ ص۷۵)

بیہقی نے اور ابونعیم نے بہ طریق عروہ **اور** بطریق موسی بن عقبہ،
ابنِ شہاب سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
عبد اللہؓ بن رواحہ کو بشر بن رزم یہودی کی طرف تیس ۳۰ سوار دے
کر بھیجا۔ اِن سواروں میں عبد اللہ بن انیس بھی تھا۔ مقابلہ میں بشر
نے عبد اللہؓ بن انیس کو چہرہ پر زخم دیا۔ عبد اللہ وہاں سے واپس ہو
کر حُضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے اُسکے زخم پر لب
مبارک لگا دیا۔ وہ جب تک جیتا رہا۔ زخم خراب نہ ہوا۔ نہ تو اُس
میں پیپ پڑی۔ اور نہ کسی طرح کی اُسے تکلیف ہُوئی۔

طبرانی نے جرہدؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا
تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ دائیں
ہاتھ سے کھا۔ اس نے عرض کیا کہ میرا داہنا ہاتھ معلول ہے۔ آپؐ نے اُس

والہٖ وسلم فما شکا حتی مات ۱۲

اخرج النسائی ان محمد بن حاطب قال کنت طفلا فانصبت القدر علی واحترق جلدی کلہ فحملنی ابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتفل علیہ الصلوۃ والسلام فی جلدی ومسح بیدہ علی المحترق وقال اذھب الباس رب الناس فصرت صحیحا لا باس ۱۲

پر پُھونکا۔ ایساکہ آپؐ کے لبِ مبارک کی چھینٹیں اُس پر جاپڑیں۔ پڑتے ہی وہ ہاتھ درست ہوگیا۔ اور تمام زندگی تک وہ تکلیف جاتی رہی۔

نسائی نے روایت کیا ہے کہ محمد بن حاطب نے کہا۔ میں لڑکا تھا اور جلتی ہنڈی مجھ پر آپڑی۔ جس سے میرا تمام جسم جل گیا۔ میرا باپ فوراً مجھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اُٹھالایا۔ آپؐ نے میرے بدن پر اپنا لبِ مبارک ڈالا اور دستِ مبارک سے تمام جلی ہُوئی جگہ پر مَل دیا اور زبانِ مبارک سے پڑھا اَذھِبِ البَأسَ رَبَّ النَّاسِ (اے مالکِ خلائق اِسکی یہ تکلیف دُور کردے) مَیں اُسی وقت تندرست ہوگیا، گویا میرے بدن پر کُچھ آزار تھا ہی نہیں۔

بولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کا بول پاک و بابرکت

اخرج الحاکم وغیرہ عن ام ایمن قالت قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اللیل الی فخارۃ فی جانب البیت فبال فیھا فقمت من اللیل وانا عطشانۃ فشربت مافیھا وانا لا اشعر فلما اصبح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یا ام ایمن قومی فاھرقی مافی تلک الفخارۃ فقلت قد واللہ شربت مافیھا قالت فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال اما واللہ لا یَتجعَنَّ بطنک ابدا ۱۲ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۳۰)

حاکم وغیرہ نے ام ایمن سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات اُٹھ کر ایک جانبِ خانہ میں کسی برتن میں بول کیا۔ مجھے جاگ آئی تو پیاس معلوم ہُوئی۔ مَیں نے اُس برتن میں پانی سمجھ کر پی لیا۔ جب صُبح ہوئی توآپؐ نے مجھے فرمایا۔ کہ اُس برتن کو باہر گرادے۔ مَیں نے عرض کیا کہ وہ تو مَیں نے پانی سمجھ کر پی لیا تھا۔ آپؐ یہ سُن کر بہت ہنسے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے دندانِ مُبارک دِکھائی دِیے۔ پھر فرمایا، بخُدا تیرا پیٹ کبھی درد نہ کریگا۔

اخرج عبد الرزاق عن ابن جریج قال اخبرت ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یبول فی قدح من عیدان ثم یوضع تحت سریرہ فاذا القدح لیس فیہ شئ فقال لامراۃ یقال لھا برکۃ کانت تخدم ام حبیبۃ رضؓ جاءت معھا من ارض الحبشۃ این ماکان فی القدح قالت شربتہ

عبد الرزاق نے ابنِ جریج سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات ایک لکڑی کے برتن میں بُول کیا اور اُسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیا۔ صبح اُس کو گرانے کا حُکم دیا۔ دیکھا، تو وُہ خالی پڑا ہے۔ آپؐ نے پوچھا۔ اس برتن کو کوئی باہر گرا آیا ہے؟ برکت نام ایک کنیز نے جو ام المؤمنین ام حبیبہ رضؓ کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی، عرض کیا کہ اُسے تو مَیں پانی سمجھ کر رات

قال صحة یاام یوسف وکانت تکنی ام یوسف فمامرضت قط حتی کان مرضہ مانت فیہ ۱۲

کو پی گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تُو نے نری صحت و شفا حاصل کر لی۔ لکھا ہے کہ وُہ اُس وقت سے مرتے دم تک کبھی بیمار نہ ہُوئی اور ہمیشہ کامل صحت سے گزاری۔

فائدہ کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد ان یدخل الخلاء قال انی اعوذبک من الخبث والخبائث واذا خرج قال الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی وعن انس رضی اللہ عنہ کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد الحاجۃ لم یرفع ثوبہ حتی یدنوا من الارض ویروی انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد ان یتغوط انشقت الارض وابتلعت بولہ وغائطہ وفاحت لذلک رائحۃ طیبۃ ۱۲

فائدہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا چاہتے تو پڑھتے اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور جب فارغ ہو کر نکلتے تو پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ اور حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت جب تک آپؐ بیٹھ نہ لیتے۔ کپڑا نہ اُٹھاتے۔ اور یہ بھی مروی ہے۔ کہ زمین پھٹ کر آپؐ کے بول و براز کو نگل جاتی تھی۔ اور وہاں سے نہایت لطیف خوشبو آیا کرتی تھی۔

(کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد دکن ج ۶ صـ۳۰)

اخرج ابونعیم عن لیلی مولاۃ عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت رأیت یارسول اللہ انک تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت فی اثرک فمارای شیئاً الا انی اجد رائحۃ المسک قال انا معاشر الانبیاء تنبت اجسادنا علی ارواح اھل الجنۃ فماخرج منہا شیئ ابتلعتہ الارض

ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی کنیزک سے جس کا نام لیلیٰ ہے، روایت کیا ہے کہ ایک دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے ہیں تو میں فوراً اُسکے اُٹھانے کو اندر جاتی ہُوں۔ لیکن مجھے وہاں کچھ نظر نہیں آتا اور کستوری کی سی ایک خوشبو آتی ہے۔ فرمایا ہم پیغمبروں کے وجود بہشتی وجودوں کی قسم سے ہیں۔ اِسلیے ہمارا بول و براز، پسینہ وغیرہ خوشبو ہوتا ہے۔ اور جس جگہ پر پڑتا ہے اُسے معطر کر دیتا ہے۔ اور وہ جگہ اُسے اپنے میں محلول کر لیتی ہے۔

اخرج الخطیب فی رواۃ مالک عن جابرؓ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال رأیتُ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلاثۃ اشیاء لولم یأت بالقرآن لاٰمنت بہ تصحرنا فی جبانۃ تنقطع الطرق دونہا فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الوضوء ورای نخلتین متفرقتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جابر اذھب الیہما فقل لہما اجتمعا

خطیب نے امام مالک رضی اللہ عنہ کے رُواۃ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے تین باتیں آپؐ سے دیکھی ہیں کہ اگر بالفرض قرآن آپؐ پر نہ بھی نازل ہوتا۔ تو بھی میرے ایمان لانے کیلیئے وہی کافی تھیں۔ ایک یہ، کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں سے کہ اُس سے راستہ جا رہا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن ہاتھ میں لیکر قضائے حاجت کیلیئے کسی مناسب جگہ کو اِدھر اُدھر دیکھا۔ تو کھجور کے دو درخت آپؐ کو نظر آئے۔ آپؐ نے مجھے فرمایا، جا اُن دونوں کو کہہ دے۔ کہ تم ایک دوسرے کے پاس

حتی کانہما اصل واحد فتوضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فبادرتہ بالماء وقلتُ لعل اللہ یطلعنی علی ماخرج من جوفہ فاٰکلہ فرأیت الارض بیضاء فقلتُ یا رسول اللہ اما کنتَ توضأتَ قال بلیٰ ولکنا معشر النبیین امرت الارض ان تواری مایخرج منہا من الغائط والبول ثم افترقت النخلتان فبینا نسیر اذا اقبلت حیۃ سوداء ثعبان ذکر فوضعت راسہا فی اذن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ووضع النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فمہ علی اذنہا فناجاہ ثم لکانما الارض قد ابتلعتہا فقلت یارسول اللہ لقد اشفقنا علیک قال ھذا وافد الجن نسوا سورۃ فارسلوہ الی ففتحت علیہم القراٰن ثم انتہینا الی قریۃ فخرج الینا قیام من الناس مع جاریۃ کانہا فلقۃ القمر جبین یحی عنہ السحاب حسناً مجنونۃ فقال اہلہا احتسب فیہا یارسول اللہ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وقال لجنیہا ویحک انا محمد رسول اللہ خل عنہا فتنقبت واستمیت ورجعت ۱۲

چل کر مل جاؤ۔ میرے کہنے سے وہ ایک دوسرے کی طرف دوڑ کر ایسے ملے کہ گویا اُن کا بیخ و بُن ایک ہی ہے۔ جب آپؐ قضائے حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر اُن کے پیچھے سے نکلے۔ تو مَیں جلدی کر کے آگے ہوا کہ دیکھوں تو آپؐ کے شکم مبارک سے کیا نکلتا ہے۔ اور میرا ارادہ کچھ اَور تھا۔ مَیں نے دیکھا۔ تو وہاں کچھ نہ تھا۔ صاف سفید زمین تھی۔ مَیں نے عرض کی کیا آپؐ نے قضائے حاجت نہیں کی؟ فرمایا۔ کی۔ لیکن ہم پیغمبروں کی جماعت اَیسی جماعت ہے کہ ہمارے شکم سے جو نکلتا ہے زمین کو اُس کے چھپا لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر وہ درخت آپؐ کے حکم سے اپنی اپنی جگہ پر جا کھڑے ہُوئے۔ دوسرے یہ کہ ہم چل رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا اژدہا راستے میں پیش آیا۔ آپؐ نے اُسے دیکھ کر اپنا گوشِ مبارک اُسکی طرف کر دیا۔ اُس نے گوشِ حق نیوش پر اپنا منہ رکھ دیا۔ جیسے کوئی راز کی باتیں کرتا ہے۔ ہم حیران رہ گئے۔ پھر وہ ہمارے دیکھتے ہی غائب ہو گیا۔ گویا کھڑے کھڑے اُسے زمین نگل گئی۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم تو بہت ڈرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ڈر کیا تھا، یہ جنوں کا نمائندہ تھا۔ اُنہیں قرآن مجید کی ایک سورت بھول گئی تھی۔ اِسلیے اُنہوں نے اِس کو میرے پاس بھیجا۔ مَیں نے اِس کو وہ سورت اچھی طرح یاد کرا دی ہے۔ پھر ہم ایک گاؤں کے قریب پہنچے تو چند آدمی ایک دیوانی لڑکی کو، کہ نہایت حسین گویا چاند کا ٹکڑا تھی۔ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ آپؐ نے اُس کا نام لے کر بُلایا اور فرمایا کہ او جن! تیری کمبختی آئی ہے کہ تو اِس وقت میرے سامنے اِسے کیوں نہیں چھوڑ گیا۔ تو نہیں جانتا کہ مَیں اللہ کا رسول ہُوں۔ جا اِس سے کنارہ کر۔ آپؐ کا یہ اِرشاد کرنا تھا۔ کہ اُسے ہوش آ گئی اور عقل و شعور بحال ہو گیا۔ اور اُس نے شرم و حیا سے اپنا مُنہ چُھپا لیا۔ اور تندرست ہو کر جاتی رہی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین مطبوعہ بیروت صفحہ ۴۰۲ ۔ دلائل النبوت ابو نعیم مطبوعہ حیدر آباد دکن)

برکاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الولادت

في المواهب مسنداً لما قدم ابرهة
ملك اليمن لهدم البيت الحرام وبلغ ذلك قريشا
قال لهم عبد المطلب لا يصل الى هذا البيت لأن
له ربا يحميه ثم استاق ابرهة ابل قريش وغنمها
وكان لعبد المطلب فيها اربعمائة ناقة فركب في
قريش حتى طلع جبل ثبير فاستدار نور رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم على جبينه كالهلال
وانعكس شعاعه على البيت الحرام فلما نظر عبد المطلب
الى ذلك قال يا معشر قريش ارجعوا فقد كفيتم هذا
الامر فوالله ما استدار هذا النور مني الا ان
يكون الظفر لنا فرجعوا متفرقين ثم ان ابرهة
ارسل رجلا من قومه فلما دخل مكة ونظر الى
وجه عبد المطلب خضع وتلجلج لسانه وخر
مغشيا عليه فكان يخور كما يخور الثور عند
ذبحه فلما افاق خر ساجدا لعبد المطلب وقال
اشهد انك سيد قريش حقا وروى ان
عبد المطلب لما حضر عند ابرهة نظر فيل
الابيض العظيم الى وجهه فبرك كما يبرك
البعير وخر ساجدا وانطق الله الفيل قال
السلام على النور الذي في ظهرك يا عبد المطلب
ولما دخل جيش ابرهة لهدم الكعبة الشريفة
برك الفيل فضربوه في رأسه ضربا شديدا
فابى ۱۲ (انوار المحمدیہ مطبوعہ مصر صلا)

برکاتِ آنجناب قبل از ولادت

مواہب میں سنداً مروی ہے کہ جب ابرہہ شاہ یمن بیت اللہ
شریف کے ڈھا دینے کیلئے مکہ معظمہ پر آپہنچا تو قریش عبد المطلب کے
پاس آئے۔ اور اس امر کی شکایت کی۔ عبد المطلب نے جواب دیا کہ تم فکر نہ
کرو یہ گھر اعزازی طور پر جسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ اسے بچا رکھیگا۔
ابرہہ کہ وادی مکہ میں خیمہ زن تھا۔ اہلِ مکہ کو بہت تنگ کرنے لگا۔ چنانچہ
اُس نے ایک دِن اُن کے اونٹ جن میں چار سو اونٹنیاں خاص
عبد المطلب کی تھیں، جنگل سے ہنکوا منگلئے۔ اور اپنے قبضہ میں لے
لیے۔ عبد المطلب کو جب یہ خبر ملی۔ تو قریش کو ساتھ لے کر سوار ہولیا۔
اور کوہ ثبیر پر چڑھ آیا۔ اُس وقت عبد المطلب کی پیشانی میں نورِ محمدی
مثلِ ہلال چمکتا نظر آتا تھا اور اُس نور کی شعاعیں بیت اللہ شریف پر پڑتی
تھیں۔ عبد المطلب نے یہ معلوم کر کے قریش کو واپس آجانے کا حکم دیا۔
اور بمقتضائے اخلاص و قوتِ یقینی اُن کو اطمینان دلایا۔ کہ تم تسلی رکھو۔
یہ چمک جو تم میری پیشانی میں دیکھتے ہو۔ کہ اِسکا عکس بیت اللہ شریف
میں پڑتا ہے۔ تمہیں یہی ایک نیک فال کافی ہے۔ ابرہہ کے
معاملہ میں تم کامیاب رہوگے + ابرہہ کو جب عبد المطلب کا خود اُس کے
پاس نہ آنا اور قریش کو اُسکے پاس نہ آنے دینا اور واپس ہو جانے کا
حال معلوم ہوا۔ تو اُس نے کسی کو اُسکے پاس بھیجا۔ جب وہ مکہ میں داخل
ہو کر عبد المطلب کے پاس پہنچا۔ اور اُسکی آنکھ عبد المطلب کے چہرہ پر
پڑی تو وہ خود بخود بے بس ہو کر سرِ تسلیم خم ہو گیا۔ اور زبان سے کچھ نہ
بول سکا۔ بلکہ بیہوش ہو کر عبد المطلب کے پاؤں پر آپڑا۔ اور اُسکی آواز
ذبح کیے ہوئے بیل کی طرح نکلتی تھی۔ جب ہوش میں آیا تو پھر ارادتاً
عبد المطلب کے آگے سربسجود ہو کر بولا کہ میں سچے دل سے گواہی دیتا ہوں
کہ تو بے شبہ سیادت و قیادت کے لائق ہے۔ اور تیری پیشانی میں

ایک ایسی شعاعِ نورانی ہے۔ کہ اُسکے سامنے سرفرو ہونے کے سوائے چارہ ہی نہیں۔ پھر اُس نے نہایت شرم وحیا وادب سے عبدالمطلب کو ابرہہ کا پیغام دیا۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا۔ کہ اگر عبدالمطلب (سردارِ قریش) ابرہہ کے پاس حاضر ہو جائے۔ تو ابرہہ بلا مزاحمت واپس چلا جائیگا۔ اور مال مقبوضہ یعنی اونٹ وغیرہ جو اُس نے اپنے قبضہ میں کر لیے ہیں۔ سب قریش کے حوالے کر دیگا۔ قریش نے یہ سُن کر نہایت الحاح واضطراب سے عبدالمطلب کو ابرہہ کے پاس جانے پر مجبور کیا۔ جب وہ ابرہہ کے خیمے کے پاس پہنچے۔ تو فیل سفید عظیم الجثہ اور نہایت مہیب جو قریب خیمہ کھڑا کیا ہُوا تھا۔ عبدالمطلب کو دیکھتے ہی زمین پر بیٹھ گیا۔ اور عبدالمطلب کی طرف سَر کر کے سجدہ میں پڑ گیا۔ اور اللہ کے حکم سے بولا " اُس نُور پر سلام ہے جو عبدالمطلب کی پُشت میں ہَے اور جس کا عکس اُس کی پیشانی سے پڑ رہا ہَے"۔ ابرہہ نے یہ دیکھا تو نہایت متعجب ہُوا اور عبدالمطلب کی بہت تعظیم وتکریم کی اور باعزت مسند پر بٹھایا۔ عبدالمطلب نے ابرہہ کے سبب قدوم کے استفسار پر شترانِ قریش کی واگزاری کا اظہار کیا۔ ابرہہ حیران ہوا اور کہا کہ آپ مجھ اونٹوں کو واپس کر دینے کی خواہش کرتے ہیں اور جس جگہ کے سبب تمہاری اور تمہارے قریش کی عزت ہَے اُس کے خراب کرنے سے درگزر کرنے کی کچھ بات ہی نہیں کرتے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ اُس جگہ سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ جس کی جگہ ہے۔ وُہ جانے اور تم جانو۔ یہ کہ کر وہاں سے چلے آئے۔ ابرہہ نے اونٹ وغیرہ تو قریش کو سب واپس کر دیئے۔ لیکن بیت اللہ شریف کی نسبت اُس کو چِڑ چڑھ گئی۔ اور حکم دیا کہ ہاتھیوں کو ٹھیک ٹھاک کر کے کعبہ پر لے چلو۔ اور ایک بڑے ہاتھی کو سب سے آگے رکھو۔ کہ یہ ایک گھڑی میں اُس کو ڈھا دینگے۔ جب ہاتھیوں کو برائے ہدم عمارتِ بیت اللہ شریف آگے کیا گیا۔ تو اگلے ہاتھی نے جب بیت اللہ شریف کو دیکھا۔ تو فوراً سر سجدہ میں رکھ دیا۔ ہر چند فیلبان نے اُسے مارا اور اُس کے اُٹھانے کا بہت چارا کیا۔ لیکن وہ نہ اُٹھا۔ آخر فیلبان نے اُسے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔ تو فوراً اُٹھ کر پیچھے بھاگ گیا۔ باقی ہاتھی بھی بے زور ہو کر اُس کے پیچھے بھاگ نکلے۔ اور اوپر سے کنکروں کا مینہ برسنا شروع ہو گیا۔ اور صدر خیمہ پر بھی جہاں کہ ابرہہ مسند نشین تھا، پڑنے لگیں۔ چنانچہ اُس کو مع اپنے ساتھیوں اور جانوروں کے جو بچے، ہمیشہ کے لیے دِل توڑ کر اپنا آپ بچانا پڑا۔

وفی المواهب عن کعب الاحبار رضی ان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما صار الی عبد المطلب وادرک نام یوما فی الحجر فانتبہ مکحولا مدہونا قد کسی حلة البهاء والجمال فبقی متحیرا	مواہب اللدنیہ میں کعب احبار رضی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور جب عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوا تو وہ ایک دن مقامِ حجر میں سوئے اُٹھے تو اُن کی آنکھوں میں سرمہ اور بالوں میں تیل رنگ روشن اور زینت وجمال میں ترقی دِکھائی دی؛

لا یدری من فعل به ذلك فاخذه ابوه بیده
ثم انطلق به الی کهنة قریش فاشاروا علیه بتزویجه
فزوّجه وکانت تفوح منه رائحة المسك الاذفر و
نور رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یضیٔ فی
غرته وکانت قریش اذا اصابها قحط شدید تاخذ
بیده فتخرج به الی جبل ثبیر فیتقربون به الی الله
تعالی یسألونه ان یسقیهم الغیث فکان یغیثهم و
یسقیهم ببرکة نور محمد صلی الله علیه واله وسلم ۱۲

وہ حیران رہے کہ سوئے ہوئے ہی میرے ساتھ کسی نے ایسا کیونکر کیا؟
اس بات کی بڑی بچار ہونے لگی - یہ دیکھ کر اُن کے والد انہیں کاہنوں
کے پاس لے گئے - اور واقعہ بیان کیا - انہوں نے اُن کے بیاہ کر دینے
کا مشورہ دیا - چنانچہ اُن کا بیاہ کر دیا گیا - اُن سے عبد اللہ پیدا ہوئے -
جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ہیں اور وہ نور جو عبد المطلب کی
پیشانی میں تھا عبد اللہ کی طرف منتقل ہوا - عبد المطلب کی پیشانی
میں جبتک وہ نور رہا ہے اُن کے بدن سے کستوری کی سی خوشبو
آیا کرتی تھی - اور جنابِ پاک معزز بخناب لولاک علیہ صلوۃ اللہ وسلامہ
مادامت الارض و الافلاک کا نور مبارک اُن کی پیشانی میں چمکتا رہا - قریشیوں میں جب کبھی قحط سخت پڑتا اور بارش
نہ ہوتی تو عبد المطلب کو پکڑ کر کوہ ثبیر پر لے جاتے اور اُس کے وسیلہ سے جنابِ الٰہی میں بارش کی دُعا کرتے - تو
بارش ہو جاتی - اور قحط دُور ہو جاتا - یہ سب برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تھی - جو اُن کی پیشانی
میں تھا - **ف** کوہ ثبیر مکہ کے پہاڑوں سے ایک پہاڑ ہے -

وفیه عن کعب الاحبار انه نودی تلك
اللیلة فی السمآء وصفاحها والارض وبطاحها
ان النور المکنون الذی منه رسول الله صلی الله علیه
واله وسلم یستقر اللیلة فی بطن آمنة فیا طوبیٰ لها
ثم یا طوبیٰ واصبحت یومئذ اصنام الدنیا منکوسة
وکانت قریش فی جدب شدید وضیق عظیم
فاخضرت الارض وحملت الاشجار واتاه الرفد
من کل جانب فسمیت تلك السنة التی حمل فیها
برسول الله صلی الله علیه واله وسلم سنة الفتح
والابتهاج ۱۲ (انوار المحمدیه مطبوعه مصر صد ۱۴)

مواہب میں کعب احبار رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے - کہ
جس رات آپ کا نور پُر سرور حضرت عبد اللہ کی طرف سے جنابہ
آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہوا - اُس رات زمین و آسمان اور ہر گوشۂ
عالم میں ندا کی گئی - کہ وہ خزائن علم قدیم ربانی میں چھپا ہوا نور آج رات
ظہور کی منزل اول میں نازل ہو چکا ہے - سو تمام موجودات و مکونات کو مبارک
ہو کہ وہ سب کے لیے رحمت و برکت ہو کر آئیگا - اس رات میں پہلا نشان رحمت
موجب اشاعت نور و زوال ظلمت یہ ہے کہ غیر اللہ کے اشکال اور شیطانی
مجسمے روئے زمین پر جو بڑی بڑی پرستشگاہوں میں نصب کیے ہوئے تھے
منہ کے بل گر پڑے - اور اُسوقت قریش سخت تر قحط و بلا میں تھے اُس
رات کی صبح کو تمام زمین سرسبز و شاداب اور سب درخت بارور دیکھے
گئے - اور بھی اُن کو ہر طرف سے آسودگی و بہبودی ہونے لگی - لہذا یہ سال بنام عام الفتح والسرور مشہور ہوا -

اخرج الامام احمد والبزار والطبرانی
والحاکم والبیہقی عن العرباض بن ساریة ان

امام احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا -

ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال انی
عبدالله وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی
طینته وساخبرکم عن ذلک انا دعوة ابی
ابراهیم وبشارة عیسی ورؤیا امی التی رأت
کذلک امهات الانبیاء یرین وان ام رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم رأت حین وضعته
نورا اضاء له قصور الشام حتی رأتها قال
الحافظ ابن حجر وصححه ابن حبان والحاکم

مَیں خدا کا بندہ ہُوں - اور اُسکا رسول - مَیں پیغمبروں کے سلسلہ کو ختم
کرنے والا ہُوں - اور مَیں اُسوقت بھی رسول تھا جبکہ ابھی آدم ؑ کی
مٹی بھی نہیں گُوندھی گئی تھی - اور مَیں تم کو اِس سی خبر دیتا ہوں - میں اپنے
باپ ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہُوں - مَیں مسیح علیہ السلام کی بشارت
ہُوں - مَیں اپنی والدہ مطہرہ کا وہ خواب ہوں جو میری ولادت سے پہلے
اُس نے دیکھا - اور ایسے ہی سب پیغمبروں کی مائیں دیکھا کرتی ہیں -
جب آپ دُنیا پر تشریف لائے - تو آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور
دیکھا جس سے تمام دُنیا روشن ہو گئی اور شام وغیرہ ممالک کے
بڑے بڑے محل اور بلند عمارتیں دِکھائی دیں - حافظ ابن حجر نے اِس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن حبان اور
حاکم نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے -
(حجۃ اللہ علی العٰلمین - اور - انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ ص ۲۲۷)

فی المواهب عن ابن عباس رضی قال
کان دلالة حمل آمنة برسول الله صلی الله علیه و
آله وسلم ان کل دابة لقریش نطقت تلک اللیلة
وقالت حمل برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
ورب الکعبة وهو امام الدنیا وسراج اهلها و
لم یبق سریر لملک من ملوک الدنیا الا اصبح
وفرت وحوش المشرق الی وحوش المغرب بالبشارات
وکذلک اهل البحار یبشر بعضهم بعضا وفی کل شهر
من شهوره حمله نداء فی الارض ونداء فی السماوات
ابشروا فقد آن ان یظهر ابو القاسم میمونا مبارکا
ولم یبق فی تلک اللیلة دار الا اشرقت ولا مکان الا
دخله النور ۱۲ (انوار المحمدیہ من مواهب اللدنیه ص ۲۳)

مواہب میں ابن عباس رضی سے یہ بھی مروی ہے کہ جس رات میں
آپ کا نُور پاک آپ کی والدہ ماجدہ کی طرف منتقل ہوا اُس رات چوپایوں
نے آدمیوں کی طرح بول کر کہا رب کعبہ کی قسم آج رات دُنیا کا ہادی اور پیشوا
چراغ روشن و رہنما دُنیا کی پہلی منزل پر آ اُترا - نیز اُس رات کی صبح بڑے بڑے
بادشاہوں کے تخت اُلٹے دیکھے گئے - جس سے عالم، عالمِ حیرت بن
گیا اور خشکی و تری کے جانور بھی آپ کی آمد کی ایک دوسرے کو بشارت
دے رہے تھے - اور زمین و آسمان کی طرف سی ایک غیبی آواز سُنی
جاتی تھی کہ اے اہلِ عالم! تمہیں بشارت ہو ایک ایسے وجود کے دُنیا پر
آنے کی جو تمام عالم کے لیے بابرکت و رحمت ہے - حضرت ابن عباس رضی
کہتے ہیں . . . . کوئی ایسا مکان نہ تھا جہاں
اُس رات میں روشنی نہ پڑی ہو - گویا تمام دنیا روشن ہو گئی -۱۲

برکات ولادته صلی الله علیه وآله وسلم

ولد صلی الله علیه وآله وسلم یوم

برکات ولادت باسعادت آنجناب

آپ پیر کے روز طلوعِ فجر کے وقت پیدا ہوئے - ابن سعد

الاثنین عند طلوع الفجر اخرج ابن سعد عن
همام بن یحیی عن اسحق بن عبد الله ان ام رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم قالت لما ولدته خرج
منی نورا اضاء له قصور الشام فولدته نظیفا
ما به قذر وفی سیرة النبویة ان الاصنام
تنکست عند ولادته صلی الله علیه وآله وسلم و
عند الحل به

(حجۃ اللہ علی العلمین ص۲۲۷)

و عن عبد المطلب قال کنت فی الکعبة
فرایت الاصنام سقطت من اماکنها وخرت
سجدا وسمعت من جدار الکعبة قائلا یقول
ولد المصطفی المختار الذی تهلك بیده الکفار و
یطهر من عبادة الاوثان ویامر بالعبادة الملك
العلام **و** روی ان نفرا من قریش منهم ورقة
بن نوفل و زید بن عمرو بن نفیل و عبد الله
بن جحش کانوا یجتمعون الی صنم فدخلوا
علیه لیلة مولد رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم فراوه منکسا علی وجهه فانکروا ذلك فاخذوه
فردوه الی حاله فانقلب انقلابا عنیفا فردوه فانقلب
کذلك الثالثة فقالوا ان هذا الامر حدث ثم
بعضهم ابیاتا یخاطب به الصنم ویتعجب من
امره ویساله فیها عن سبب تنکسه فسمع هاتفا
من جوف الصنم بصوت جهیر مرتفع یقول

شعر تردی لمولود انارت بنوره
جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

نے ہمام بن یحیی سے اُس نے اسحق بن عبد اللہ سے اُس نے جنابہ مطہرہ
والدۂ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ وہ
فرماتی ہیں کہ جب جناب پیدا ہوئے۔ تو مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا
جس نے ملکِ شام کے جملہ قصور اور عالم کا تمام نزدیک و دور روشن کر دیا
اور آپ پاک و صاف پیدا ہوئے کہ کسی قسم کی کوئی آلایش آپ کے ساتھ
نہ تھی۔ اور سیرۃ النبویہ میں بسندہ مروی ہے کہ جس رات آپ نے منزلِ
اوّل میں نزول کیا اور جس رات آپ نے منزلِ دوم میں ظہور فرمایا۔ اُس
وقت تمام جہان کے بُت سرنگون ہوگئے۔

حضرت عبد المطلب سے مروی ہے کہ میں کعبۃ اللہ میں تھا۔
کہ ناگہاں وہ تمام بُت جو کعبہ کے اندر تھے مجھے سرنگون نظر آئے۔ اور
دیوارِ کعبہ سے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ آج مصطفےٰ
مختار۔ مُہلکِ کفار پیدا ہوئے ہیں۔ وہ دنیا کو بتوں اور غیر حق کی
پرستش سے پاک کرینگے۔ اور ایک اکیلے معبودِ حقیقی کی عبادت کا
حکم دینگے۔ **اور** مروی ہے۔ کہ چند کس بت پرستان اہلِ قریش سے
جن میں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل اور عبد اللہ بن جحش
بھی تھے، جناب پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب ولادت
ایک بُت کی طرف آئے۔ جہاں وہ نہایت خلوص و ارادت کے ساتھ
آیا کرتے تھے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ سرنگوں پڑا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر اُنہیں سخت
حیرت ہوئی۔ اُنہوں نے اُسے سیدھا کر دیا۔ وہ پھر اُلٹا جا پڑا۔ اُنہوں
نے اُس کو پھر سیدھا کر دیا۔ وہ پہلے سے زیادہ اُلٹا گر پڑا۔ یہ دیکھ کر وہ
بہت متحیر و متعجب ہوئے۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ کہ آج
ضرور کوئی ایسا امر ہے جس کا اس پر بہت کچھ اثر ہے۔ پھر یہ اُن بت
کو مخاطب کر کے شعر پڑھنے لگے۔ جن میں اُس کی ہمدردی کا اظہار
اور اُس کی ایسی حالت سے اپنا اُن کا نادم و شرمسار ہونا پایا جاتا تھا۔ کہ
اُس کے اندر سے بہ آوازِ بلند یہ شعر سُنائی دیا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

وتزلزلت الكعبة واضطربت اى من الفرح ليلة ولادته صلى الله عليه وآله وسلم ولم تسكن ثلاثة ايام ولياليهن وكان ذلك اول علامة رأتها قريش من مولد النبى صلى الله عليه وآله وسلم وارتجس اى اضطرب وانشق ايوان كسرى انوشيروان وكان مبنيا بناء فى غاية الاستحكام بحيث لا تعمل فيه الفؤس وسمع لشقه صوت هائل وسقط اربع عشرة شرافة وليس ذلك بخلل فى بنائه وانما اراد الله ان يكون ذلك اية لنبيه صلى الله عليه وآله وسلم باقية على الارض وخمدت نار فارس مع ايقادخدامها وكتب صاحب فارس لكسرى ان بيوت النار خمدت تلك الليلة ولم تخمد قبل ذلك بالف عام وغاصت اى غارت بحيرة ساوة بحيث صارت يابسة كان لم يكن بها شئ من الماء مع شدة اتساعها

(ترجمہ) "ہم ہلاک کئے گئے اس بچّے کے دنیا پر آنے کے سبب سے، کہ اس کے نور سے شرق و غرب روشن ہو گئے"۔ یہ سن کر بہت حیران ہوئے - اور اس بات کا بہت چرچا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد سُنا گیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک بچّہ پیدا ہُوا ہے - آپؐ کی صورت شکل دیکھ کر سب کو یقین ہوگیا - کہ یہ اور دیگر امور واقعہ اسی پاک اور نورانی بچّے کے ظہور سے ہیں - اور یہ ضرور خدا کے نشانوں سے کوئی اعلیٰ نشان ہے - آپؐ کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں مقاماتِ مقدسہ و مکاناتِ متبرکہ بھی وجد میں تھے - چنانچہ جس رات جس وقت آپؐ کی پیدائش ہوئی - اُس وقت سے تین ۳ رات دِن کعبہ شریف فرحت و مُسرّت سے جُنبان نظر آتا رہا - اور یہ آپؐ کے ظہورِ پُرنور و سُرور کی پہلی علامت تھی - جو قریش نے دیکھی - بیت اللہ شریف پر فرحت و برکت کا یہ اثر اور ایوانِ کسریٰ پر یہ کہ اُسکی ساری عمارت پھٹ کر جُدا جُدا ہوگئی - اور دار السلطنت کے چودہ ۱۴ کنگرے جو دُنیا کی عمارتوں سے بہت مضبوط تھی، گر گر کے نیچے آ پڑے - اور یہ اِس لیے نہ تھا کہ اُس کے بنانے میں کچھ قصور رہ گیا تھا - بلکہ خدائی نشان تھا، اور آتشکدۂ فارس جو ہزار سال سے بُجھنے نہ پایا تھا یکدم سرد ہوگیا - اور عرب اور بالخصوص مکّہ کے بُت سرنگون زمین پر گرے دِکھائی دیے - اور بحیرہ ساوہ باآنکہ وسیع اور عمیق تھا - تمام خشک ہوگیا - گویا کبھی اُس میں پانی رواں نہیں ہُوا تھا -

برکاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ولادتہ

برکاتِ آنجنابؐ بعد از ولادت

قال فى السيرة كان من عادة العرب اذا ولد لهم مولود يلتمسون له مرضعة من غير قبيلتهم ليكون انجب للولد وافصح له فجاء نسوة من بنى سعد الى مكة يلتمسون الرضعاء ومعهن حليمة السعدية فكل امراة اخذ

سیرۃ النبیؐ میں لکھا ہے - کہ اہلِ عرب کا یہ دستور تھا - کہ جب اُن سے کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو اپنے قبیلہ سے باہر کسی دُوسرے قبیلہ میں سے کسی دودھ پلانے والی عورت کو جو تندرست اور خُوبصورت، خوشگو خوش رو ہوتی، اور جس میں تمام اوصاف شریفانہ ہوتے۔۔ تلاش کر کے حوالہ کر دیتے - پھر جب مدتِ رضاعت

رضیعا الا حلیمة قالت حلیمة فما منا امرأة الا و
قد عرض علیها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
فتأباه اذا قیل لها یتیم فلما اجمعن الانطلاق مع
عزمن علیه قلت لصاحبی تعنی زوجها والله انی
لأکره ان ارجع من بین صواحبی ولم اخذ
رضیعا والله لأذهبن الی ذلک الیتیم
فلأخذنه فقال لا بأس علیک ان تفعلی عسی
الله ان یجعل لنا فیه برکة فذهب الیه فاخذته
وفی روایة قالت فاستقبلنی عبد المطلب فقال
مَن انتِ . فقلت امرأة من بنی سعد فقال ما اسمکِ
فقلت حلیمة فتبسم عبد المطلب وقال بخ بخ
سعد وحلم خصلتان فیهما خیر الدهر وعز الابد
یا حلیمة ان عندی غلاما یتیما وقد عرضته علی
نساء بنی سعد فابین ان یقبلن وقلن ما عند
الیتیم من الخیر انما نلتمس الکرامة من الآباء
فهل لکِ ان ترضعیه فعسی ان تسعدی به
فقلت الا تذرنی حتی اشاور صاحبی قال بلی
فانصرفتُ الی صاحبی فاخبرته فکان الله قذف
فی قلبه فرحا وسرورا فقال لی خذیه یا حلیمة
فرجعتُ الی عبد المطلب فوجدته قاعدا ینتظرنی
فقلت هلم الصبی فاستهل وجهه فرحا فاخذنی
وادخلنی بیت آمنة فقالت لی اهلا وسهلا
وادخلتنی فی البیت الذی فیه محمد صلی الله
علیه وآله وسلم فاذا هو مدرج فی صوب صوف
ابیض من اللبن وتحته حریرة خضراء راقد

پوری ہو جاتی تو عوضانہ دے کر واپس لے لیتے - آپ جب پیدا ہوئے
تو حسبِ دستور خود دودھ پلانے والیاں جو بچوں کو دودھ پلائی پر
لینے کے لیے مکہ معظمہ میں آیا کرتی تھیں، آئیں - اُن میں ایک
بی بی قبیلہ بنی سعد سے حلیمہ نام بھی تھی - اُن سب نے جو آئی
تھیں - بحسبِ اتفاق جس جس گھر سے کسی کو کوئی لڑکا مِلا لے
لیا - لیکن حلیمہ کو کوئی بچہ نہ مِلا - وہ کہتی ہیں کہ ہم جتنی آئی تھیں،
سب نے آپ کو دیکھا - مگر یہ سمجھ کر کہ یہ لڑکا یتیم ہے، اِس کا عوضانہ
کچھ اچھا نہیں ملیگا، کسی نے نہ لیا - اور خدا کی قدرت کہ مجھ کو کوئی
اور بچہ نہ ملا - اِدھر اُدھر چل پھر کر نا اُمید ہو گئی - اور ملول خاطر اپنے
ساتھ کے ساتھ واپس ہونے کو تیار تھی - مگر مجھ کو خالی پھر جانا
ایسا بُرا معلوم ہوا کہ میرا جی گھر جانے کو نہیں چاہتا تھا - میرے
ساتھ والیاں پلائی کے بچے لے کر واپس ہونے کے لیے ایک جگہ
اکٹھی ہو کر رہی سہی کا انتظار کر رہی تھیں - مگر میں پُر رنج و ملال کسی
بچے کی تلاش کرتی رہ گئی - لیکن جب کوئی صورت نہ بنی - تو میں
نے اپنے شوہر سے کہا کہ اتنی عورتوں میں ایک میرا خالی جانا
باعثِ ننگ ہے - بخدا میں اُسی بچے کو لے آتی ہوں جو عبد المطلب
کے گھر میں پڑا ہے اور اُسے سب چھوڑ آئی ہیں - اُس نے کہا -
لے آ - شاید کہ خداوند کریم ہمیں اُس کی برکت سے خوشحال کر دے -
یہ سُن کر میں اُس کے لینے کو عبد المطلب کے گھر کی طرف جا رہی
تھی - اتفاقاً وہ اپنے درِ دولت پر کھڑے تھے - مجھے دیکھ کر پوچھا -
تُو کون اور تیرا کیا نام ہے ؟ میں نے کہا میں بنی سعد سے ہوں -
اور حلیمہ میرا نام ہے - عبد المطلب خوش ہو کر بولے - خوب ! خوب !
سعد اور حلم دونوں جمع ہو گئے - اِن دونوں لفظوں میں ہمیشہ کی
خیر و برکت ہے - حلیمہ ! میرے پاس ایک لڑکا ہے - جسکا باپ تو
اُس کے پیدا ہونے سے چند روز پہلے فوت ہو گیا تھا - اور میں ہی

اِس کا کفیل ہُوں۔ تمہاری قوم بنی سعد کی عورتیں اُسے دیکھ کر چھوڑ گئی تھیں۔ شاید اُن کے دِلوں میں یہ وَسوسہ ہوگا کہ اِس یتیم کا عوضانہ رضاعت کون دیگا؟ تُو اِسے لے جا۔ تیرے لیے اچھا ہوگا۔ مَیں نے کہا۔ ٹھہرو۔ مَیں اپنے شوہر سے مشورہ کر لُوں۔ مَیں نے نکل کر اپنے شوہر سے پُوچھا۔ اُس نے بخوشیِ خاطر و محبتِ تمامتر کہا کہ لے آ۔ امید ہے کہ حق تعالےٰ ہمیں اُسکے سبب سے خوشحال کر دیگا۔ مَیں اُس کی رضامندی لے کر واپس آئی۔ عبدالمطلب میرے منتظر بیٹھے تھے۔ مَیں نے جاتے ہی کہہ دیا بچہ مجھے دے دیجیئے۔ وہ بڑی خوشی سے اُٹھ کر مجھے آمنہ کے گھر لے گئے۔ اُس نے مجھے دیکھا تو بنظرِ عزت خوش آمدید کہہ کر اُس کوٹھڑی میں لے گئی۔ جہاں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گہوارہ میں پڑے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ بہت سفید صُوف کا کپڑا آپؐ کے اُوپر سبز ریشمی پارچہ آپؐ کے نیچے رُو بہ آسمان پڑے ہیں۔ اور کستُوری کی خوشبو آپؐ سے آ رہی ہے۔ مَیں بلحاظ آپؐ کے حُسن و جمال آپؐ کو جگانے سے جھجک گئی۔ لیکن اپنا ہاتھ نہایت نرمی اور شُستگی سے آپؐ کے سینہ پر رکھا تو آپؐ مسکرائے اور آنکھیں کھولیں۔ جِن سے نورانی شعاعیں نکل کر آسمان تک روشن کرتی چلی گئیں۔ مَیں نے یہ دیکھ کر آپؐ کی دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا اور آپؐ کو اُٹھا لیا۔ اور اگر مجھے کوئی اَور لڑکا مل جاتا تو شاید مَیں اِس نعمت سے محرُوم رہ جاتی۔ حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ پھر مَیں نے آپؐ کو گود میں لے کر اپنا داہنا دُودھ دِکھایا۔ آپؐ نے جتنا چاہا پیا۔ پھر مَیں نے آپؐ کو اپنے بائیں دودھ کی طرف پھیرا۔ لیکن آپؐ نے اُسے نہ لیا۔ کیونکہ میرا اپنا ایک بچہ بھی دودھ پیتا تھا۔ چونکہ آپؐ کی ذات میں فطرتاً ہی عدل و دیانت، تقوےٰ و امانت سرشتہ تھی۔ اِسلیے آپؐ نے وہ ایک حصّہ اپنے رضاعی بھائی کے لیے چھوڑ دیا۔ اور نیز یہ بھی ایک روایت ہے۔ کہ حلیمہ کی ایک طرف کسی وجہ سے

علیہا علےٰ قفاہ یغط تفوح منہ رائحۃ المسک فاشفقت ای خفت ان اوقظہ من نومہ لحسنہ وجمالہ فوضعت یدی علی صدرہ فتبسم ضاحکا وفتح عینیہ الیّ فخرج منہا نور حتی دخل عنان السماء وانا انظر فقبلتہ بین عینیہ وحملتہ وما حملنی علی اخذہ الا انی لم اجد غیرہ قالت حلیمۃ ثم اعطیتہ ثدیی الایمن فاقبل علیہ بما شاء من لبن ثم حولتہ الی الایسر فابی وکانت تلک حالہ بعدہ قال اہل العلم الہمہ اللہ ان لہ مشارکا فعدلا وفی روایۃ ان احد ثدیی حلیمۃ کان لا یدر اللبن فلما وضعتہ فی فم رسول اللہ در اللبن قالت وشرب اخوہ معہ حتی روی ثم نام وما کنا ننام معہ قبل ذلک ای لعدم نومہ من الجوع قالت وقام زوجی الی شارفنا فاذا ھی حافل ای ممتلئۃ الضرع من اللبن فحلب منہا ما شرب وشربت حتی انتہینا ریا وشبعا وبتنا بخیر لیلۃ یقول صاحبی حین اصبحنا واللہ یا حلیمۃ لقد اخذنا نسمۃ مبارکۃ فقلت واللہ انی لارجوا ذلک ثم خرجنا ورکبت اتانی وحملتہ معی علیہا فواللہ انہا قطعت بالرکب ما یقدر علی مرافقتہا شیٔ من حمرہم حتی ان صواحبی یقلن لی یا بنت ذؤیب ویحک اربعی علینا ای ارفقی فی السیر الیست ہذہ اتانک التی کنت علیہا تخفضک طورا وترفعک طورا اخر فاقول لہن بلی واللہ وانہا لہی فیقلن

والله ان لها لشانا قالت ثم قدمنا منازلنا
بنی سعد ولا اعلم ارضا من اراضی الله اجدب
منها فکانت غنمی تروح علی حین قدمنا
شباعا لُبنا ای غزیرات اللبن فنحلب ونشرب
ماشاء الله وما یحلب انسان قطرة لبن و
لا یجدها فی ضرع حتی کان المقیم فی المنازل
یقول لرعاتهم و یحکم اسرحوا حیث یسرح
راعی بنت ابی ذؤیب یعنوننی فتروح اغنامهم
جیاعا ما تبض بقطرة لبن و تروح غنمی شباعا
لُبنا فلم نزل نعرف من الله الزیادة والخیر حتی
مضت سنتاه و فطمته وکان یشب شبابا
لا یشب الغلمان فلم یقطع سنتیه حتی کان غلاما
جفرا ای غلیظا شدیدا وعنها انها قالت کان
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لما بلغ شهرین
یحبوا الی کل جانب وفی ثلاثة اشهر کان یقوم
علی قدمیه وفی اربعة کان یمسك الجدار و
یمشی وفی خمسة حصلت له القدرة علی
المشی فلما بلغ ثمانیة اشهر کان یتکلم بحیث
یسمع کلامه ولما بلغ تسعة اشهر کان یتکلم بالکلام
الفصیح ولما بلغ عشرة اشهر کان یرمی بالسهام
مع الصبیان و اول کلام تکلم به لا اله الا الله
قدوسا قدوسا نامت العیون والرحمن لا تاخذه
سنة ولا نوم ❀ وعنها قالت لما دخلت به
الی منزلی لم یبق منزل من منازل بنی سعد الا
شممنا به ریح المسك والقت محبته واعتقاد

دُودھ آتا ہی نہیں تھا۔ جب وہ آپؐ کو گود میں لے کر دودھ دینے
لگی تو آپؐ نے اُسی دودھ پر مُنہ رکھا۔ تو اللہ کے حکم سے فوراً دودھ
نکل آیا۔ اور علّت جاتی رہی۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ پھر میرے بیٹے نے
دودھ پیا اور سو رہا۔ اور اس سے پہلے بباعث نہ آنے دودھ کے
بھوکا نیند بھر کر کبھی سویا نہ تھا۔ نہ ہمیں سونے دیا۔ یہ آپؐ کی پہلی
برکت تھی + پھر جب ہم اپنے ڈیرے کو واپس آئے۔ کہ وہاں سے
تیار ہو کر اپنے ساتھ کے ساتھ گھر چلیں تو میرے شوہر نے دیکھا
کہ ہماری بکری جسے ہم بچّے کی خاطر اپنے ساتھ مکہ مکرّمہ میں لائے
تھے۔ جو دودھ سُکھائے ہوئے اور بہت لاغر تھی۔ (مگر ہم کوئی
ایک آدھ دھار بچّے کے لیے نکال لیتے تھے) دودھ بھرے تھن
کھڑی جُگالی کر رہی ہے۔ اُس نے اُسکے تھنوں کو ہاتھ لگایا۔ تو
دودھ نکلنے لگا۔ فوراً برتن لے کر دوہنے بیٹھ گیا۔ بکری نے اِتنا
دودھ دیا۔ کہ ہم اُس سے خُوب سیر ہوئے اور رات آرام سے سو
رہے۔ صُبح اُٹھے۔ تو میرے شوہر نے مجھے مخاطب کر کے کہا حلیمہ!
جس بچّے کو ہم نے لیا ہے۔ بخدا یہ بہت مبارک ہے۔ مَیں نے کہا
ہاں صحیح ہے۔ اور مجھے بھی اِس کی برکت کا یقین ہے۔ اور امید ہے
کہ یہ جب تک ہمارے پاس رہیگا۔ ہمارے لیے باعثِ خیر و
برکت ہوگا۔ پھر ہم اپنے گاؤں کو واپس ہونے کے لیے تیار ہوگئے
اور مَیں آپؐ کو گود میں لیے اپنی گدھی پر ہو بیٹھی۔ تو وہی گدھی جو
بھوک اور لاغری کے سبب چَل نہیں سکتی تھی اور آتے وقت سب سے
پیچھے مکہ میں پہنچی تھی۔ اب سب سے آگے جا رہی تھی۔ چنانچہ میرے
ساتھ والی عورتیں مجھے اُسکے روک کر ساتھ چلنے کے لیے کہتی
تھیں۔ اور حیران ہو کر کہتی تھیں کہ یہ وُہی گدھی ہے جس پر تُو
آئی تھی یا کوئی اور؟ یہ تو ایسی تیز ہے کہ انجان بجان کو دیکھتی ہی
نہیں۔ یہ وہ نہیں۔ اور مَیں قسم کھا کر کہتی تھی۔ کہ وُہی ہے مگر

برکتہ فی قلوب الناس حتی ان احدھم کان اذا نزل بہ اذی فی جسدہ اخذ کفہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فیضعھا علی موضع الاذی فیبرأ باذن اللہ تعالیٰ سریعا وکذا اذا اعتل لھم بعیرا وشاۃ ۱۲ (حجۃ اللہ علی العٰلمین صـ ۲۵۲)

اِس بچّے کی برکت سے جو میری گود میں ہے - اِسکا ضُعف اور ناتوانی جاتی رہی ہے - غرض آرام سے بے تکلّف ہم گھر پہونچ گئے، ہماری زمین خُشک سالی کے سبب خُشک پڑی تھی - مویشی باہر سے بالکل بھُوکے آکر بیٹھ جاتے تھے - نہ باہر ہی اُن کے چرنے کو کچھ تھا نہ گھروں میں - لیکن جب وقت ہم آپؐ کو لے کر گھر پہنچ گئے تو اُسی وقت سے ہم نے دیکھا - کہ ہمارے مال مویشی خوب پیٹ بھر کر باہر سے آتے ہیں - اور ہماری ہر ایک بھیڑ بکری کے تھن دودھ سے بھرے ہیں - حالانکہ جب ہم مکہ شریفہ کو گئے تھے تو اُسوقت ہماری کسی بھیڑ بکری کے تھنوں میں ایک قطرہ دودھ بھی نہ تھا - اب ہم اُنہیں دوہتے تھے - اور سب سیر ہو کر آرام کرتے تھے - ہماری اِس آسودگی اور راحت کو دیکھ کر باقی اہلِ دِہ اپنے اپنے چرواہوں کو تاکید کرتے تھے - کہ تم بھی اپنی بکریاں اُسی طرف چرانے لے جایا کرو کہ جِس طرف بنت ابی ذوئیب کا چرواہا بکریاں لے جاتا ہے - ابھی انہیں یہ معلوم نہ تھا - کہ یہ تمام برکت ہمارے مال وجان میں اِس مُبارک بچّے سے ہے جسے ہم اپنے گھر لائے ہیں -

غرض دوؔ سال جب تک کہ آپؐ دودھ پیتے رہے، ہم نے خیر و برکت سے گزارے - اور اِس اثنا میں ہمارے مال ومتاع میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی - اور آپؐ کا نشوونما بھی حیرت انگیز تھا - کہ دوؔ سال کی عمر میں اپنے سے بڑے بڑے دوسرے بچّوں کے مقابلہ میں طاقتور، توانا اور قدوقامت میں دوؔ بالا دِکھائی دیتے تھے - آپؐ ابھی دوؔ ماہ کے تھے - تو صحنِ خانہ میں ہر طرف دوڑنے لگے - تین مہینہ کے پاؤں کے بل اُٹھ کھڑے ہوتے - چار مہینہ کے دیوار کے آسرے سے چلتے - اور پانچ مہینہ کے خود بخود قدم اُٹھاتے - اور آٹھ مہینہ کے باتیں کرتے - نو مہینہ کے صاف و فصیح بولتے - کہ فصحا آپؐ کے محاورۂ کلام پر تعجب کرتے - دسؔ مہینہ کے ہوئے تو لڑکوں کے ساتھ تیر اندازی کرتے تھے کہ کوئی نشانہ خطا نہ ہوتا - اور جب بولنے کی طاقت پائی - تو آپؐ کی زبان سے پہلا کلمہ جو سُنا گیا یہہ تھا:- لآ الٰہ الا اللہ قدوسا قدوسا نامت العیون والرحمن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ٥

آپؐ کی بے شمار برکات سے ایک یہ بھی بڑی برکت تھی - کہ جس روز ہم اُن کو لے کر آئے تو ہماری قوم کا کوئی ایسا گھر نہ تھا کہ جس گھر سے کستوری کی سی خوشبو نہ آتی ہو - اہلِ دیہ کے دلوں میں آپؐ کی برکت کا اِس قدر یقین ہُوا - کہ اگر کسی کو کوئی دُکھ درد ہوتا - تو آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر جائے درد پر رکھ دیتا - آپؐ کے دستِ مبارک کی برکت سے فوراً شفا پاتا - اِسی طرح اگر کسی کے اُونٹ، بکری کو کوئی بیماری ہوتی - تو آپؐ کا دستِ مبارک لگانے سے آرام ہو جاتا -

برکات اسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

برکاتِ اسمِ اعظم آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ؕ

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے۔ وہ حضرت سیدہ مطہرہ آمنہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں۔ کہ جب آپؐ کی ولادت میں تین ماہ رہ گئے۔ تو مجھے خواب میں خدا کے ایک فرشتہ نے کہا۔ کہ تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے۔ وہ تمام جہان سے بہتر ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اُسکا نام **محمد** ﷺ رکھنا۔ جب آپؐ پیدا ہوئے۔ تو مَیں نے غیب سے ایک آواز سُنی۔ کہ کہنے والا کہتا ہے۔ کہ اِسے تمام جہان کے مشرق مغرب پر پھراؤ۔ اور دریاؤں میں لے جاؤ۔ کہ بر و بحر کی تمام مخلوق اِسکے نام کو جانے۔ اور اس کی صورت و شکل کو پہچانے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ناقلا عن المسامرۃ للشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ)

اخرج الحاکم وصححہ عن عمرؓ بن خطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یارب اسألك بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم وکیف عرفت محمدا ولم اخلقہ قال لانك یارب لما خلقتنی بیدك ونفخت فی من روحك رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال اللہ تعالی صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی واذ سألتنی بحقہ فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك وھو آخر الانبیاء **و** لما سماہ جدہ محمدا قیل لہ ماحملك علی ان تسمیہ بمحمد ولیس من اسماء ابائك ولا قومك فقال رجوت ان یحمد فی السماء والارض وقد حقق اللہ رجاءہ ۱۲

حاکم نے عمرؓ بن خطاب سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے کہ آدم علیہ السلام سے جب خطا ہوئی۔ تو معافی خطا کے لیے یوں عرض کیا۔ "یا اللہ مَیں تجھ سے بوسیلہ محمدؐ معافی کا خواستگار ہوں۔ حکم ہوا، تو محمدؐ کو کہاں سے پہچانتا ہے، ابھی تو مَیں نے اُسے پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا۔ اور مَیں نے سر اُٹھا کر تیرے عرش کو دیکھا۔ تو اُسکے ایک پایہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا۔ تو مَیں نے جان لیا تھا۔ کہ جس کا نام تو نے یہاں اپنے نام کے ساتھ لکھ رکھا ہے۔ یہ کوئی ضرور تجھے سب مخلوق سے پیارا ہے۔ حکم ہوا کہ تو نے سچ کہا۔ اے آدم بے شک وہ مجھے تمام مخلوق سے پیارا ہے۔ فرمایا اُسکا نام تیرے منہ سے نکلا ہی تھا۔ کہ مَیں نے تیری خطا بخش دی۔ اگر وہ نہ ہوتا تو مَیں تجھے پیدا نہ کرتا۔ سب پیغمبروں سے آخری پیغمبر بڑے درجے والا وہی ہے + اور جب آپؐ پیدا ہوئے اور آپؐ کا نام محمدؐ قرار پایا۔ تو لوگوں نے آپؐ کے دادا عبد المطلب سے پوچھا۔ کہ آپ نے بچہ کا نام محمدؐ کیوں رکھا۔ حالانکہ یہ نام آدم تک آپ

کی پشت میں کسی کا نہیں اور نہ ہی تمام قریش میں شروع سے یہ کسی کا نام ہے، کہا۔ اِسلیے کہ یہ زمین و آسمان میں تعریف کیا جائے۔ اور پسندیدہ اَوصاف تسلیم کیا جائے۔ سو خدا کے فضل سے ایسا ہی ہُوا۔ اور عبد المطلب کی امید پُوری ہُوئی۔

اخرج[1] ابونعیم عن انس رض ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال یوقف عبدان بین یدی الله تعالیٰ فیؤمر بهما الی الجنة فیقولون ربنا بم استاهلنا الجنة ولو نعمل عملا تجازینا به الجنة فیقول الله تعالیٰ ادخلا الجنة فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمه احمد ولا محمد ۱۲

ابونعیم نے انس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ قیامت کو جزا سزا کے وقت دو کس حق تعالیٰ کے پیش کیے جائینگے۔ اور انہیں دخولِ جنت کا حکم دیا جائیگا۔ وہ عرض کرینگے کہ الٰہی تُونے ہمیں جنت میں داخل ہونے کا حکم کیا ہے۔ اور ہمیں اپنا کوئی عمل جو باعثِ دخولِ جنت ہو، معلوم نہیں۔ حق تعالےٰ فرمائینگے ہاں مگر مَیں نے اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے کہ جس کا نام میرے حبیب کے نام پر احمدؐ یا محمدؐ ہو۔ مَیں اُسے دوزخ میں نہیں بھیجونگا۔

اخرج[2] ابونعیم عن نبیط بن شریط قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال الله تعالیٰ وعزتی وجلالی لا اعذب احدا تسمی باسمك فی النار

حافظ ابونعیم نے نبیط بن شریط سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا، فرمایا میرے اللہ تقدس وتعالیٰ نے۔ اَے محمدؐ! مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے، جسکا نام تیرے نام پر ہوگا۔ مَیں اُسے عذابِ دوزخ سے بچاؤنگا۔

اخرج الدیلمی عن علیؓ بن ابیطالب قال ما من مائدة وضعت فحضر علیها اسمه احمد او محمد الا قدس الله ذلك المنزل کل یوم مرتین

دَیلمی نے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔ کہ اُنہوں نے کہا جس دسترخوان پر کوئی شخص محمدؐ نام حاضر ہو۔ اللہ تعالےٰ اُس خوان پر برکت دیتا ہے۔ اور ہر روز دوبار (دو وقت) اُس جگہ پر جہاں اِس نام کا کوئی آدمی خوان پر حاضر ہوتا ہے نظرِ رحمت ڈالتا ہے۔

اخرج[3] ابن سعد من حدیث عثمان العمری مرفوعا ما اضر احدکم ان یکون فی بیته محمد او محمدان وثلاثة وفی مسند الحارث بن ابی اسامه عنه صلی الله علیه وآله وسلم من کان له ثلاثة من الولد ولم یسم احدهم بمحمد فقد جهل

ابن سعد نے عثمان عمری کی حدیث سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اگر تم سے کسی کے گھر میں ایک یا دو یا تین محمدؐ ہوں تو تمہارا کیا حرج ہے۔ تمہارے گھر میں تو بہت برکت ہوگی۔ **اور** مسندِ حارث بن ابی اسامہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے تین لڑکے ہوں۔ اور اُس نے اُن سے کسی کا نام **محمدؐ** نہ رکھا۔ تو اُس نے بیوقوفی کی۔

وعن مالك قال سمعت اهل مکة یقولون

امام مالک رح سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مَیں نے اہلِ مکہ

۱؎ انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ صد ۲۰۱ ۲؎ دلائل النبوت ۳؎ شفا قاضی عیاض مع شرح قاری صد ۳۷۹

ما من بيت فيه اسم محمد الا نماه رزقوا ورزق
جيرانهم

اخرج[1] الدارقطني في المؤتلف عن
جعفر بن محمد عليهما السلام قال ما من نبي الا
وخلف في اهل بيته دعوة مجابة وخلف
فينا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم دعوتين
مجابتين اما واحدة فلشدائدنا واما الاخرى
فلحوائجنا فاما التي لشدائدنا يا دائما لم يزل
يا الهي واله ابائي يا حي يا قيوم واما التي
لحوائجنا يا من يكفي من كل شئ ولا يكفي منه
شئ يا الله يا رب محمد اقض عني الدين

اخرج[2] ابو نعيم في الحلية عن وهب
قال كان في بني اسرائيل رجل عصى الله مائتي
سنة ثم مات فاخذوه والقوه على مزبلة
فاوحى الله الى موسى ان اخرجه فصل عليه
قال يارب بنو اسرائيل شهدوا انه عصاك مائتي
سنة فاوحى الله اليه هكذا الا انه كان كلما
نشر التوراة ونظر الى اسم محمد (صلى الله
عليه واله وسلم) قبله ووضعه على عينيه وصلى
عليه فشكرت له ذلك وغفرت ذنوبه و
زوجته سبعين حوراء

[1] حجة الله على العلمين ص ۶۳۰ [2] ايضاً ص ۱۲۴

بركاته صلى الله عليه واله وسلم قبل النبوة

اخرج بن سعد وابن عساكر عن عمر

کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ جس گھر میں کسی ایک کا نام محمدؐ ہو تو اُس گھر
میں ہر طرح کی خیر و برکت ہوگی۔

دار قطنی نے مؤتلف میں امام جعفر صادق بن جناب امام
محمد باقر علیہما السلام سے روایت کیا ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہے
کہ جس نے اپنے گھر والوں کے لیے ایک ایسی دُعا جو فوراً جناب الٰہی
میں قبول ہو جائے، نہ چھوڑی ہو۔ اور ہمارے جدامجد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لیے دو دعائیں ایسی چھوڑ گئے ہیں۔
جن میں سے ایک تو ہمارے دفعِ مصائب کے لیے ہے۔ یَا دَائِمًا
لَمْ یَزَلْ یَا اِلٰھِیْ وَ اِلٰہَ اٰبَائِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ۔ اور ایک یہ
ہماری قضائے حوائج کے لیے۔ یَا مَنْ یَّکْفِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ
وَّلَا یَکْفِیْ مِنْہُ شَیْءٌ یَا اَللّٰہُ یَا رَبِّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّیْ ٥

حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں وہب سے روایت کیا ہے کہ بنی
اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے خدا پاک کی دو سَو سال نافرمانی
کی۔ وہ مر گیا۔ لوگوں نے اُسکی لاش کو رُوڑی (گندی جگہ) پر پھینکدیا۔
اللہ تعالےٰ نے مُوسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ تو اُسے وہاں سے اُٹھا کر دفنا
دے اور اُسکے لیے ہم سے بخشش مانگ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔
کہ بنی اسرائیل تو اُسکے حق میں گنہگار اور نافرمان ہونے کی شہادت دیتے
ہیں۔ حکم ہوا۔ کہ ہے تو ٹھیک۔ اُس نے میری نافرمانی کی۔ لیکن اُس
میں ایک یہ وصف تھا کہ جب بھی وہ تورات کو کھولتا اور محمدؐ لکھا ہوا
نظر آتا۔ تو وہ نہایت ادب و اخلاص سے اُسے چومتا۔ اور اپنی دونو
آنکھوں پر لگاتا۔ اِسلیے وہ مجھے پیارا لگتا ہے۔ مَیں نے اُس کے دو[2]
سَو سال کے گناہ بخش دیے۔

برکاتِ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از نبوّت

ابنِ سعد اور ابنِ عساکر نے عمر بن شعیب سے روایت کیا ہے۔

بن شعیب ان اباطالب عطش شکا الی النبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وقال یابن اخی عطشت
فاهوی بعقبه الی الارض وفی روایة الی
صخرة فرکضها برجله وقال شیئاً قال ابوطالب
فاذا انا بالماء فلم ار مثله فقال اشرب فشربت
حتی رویت فرکضها فعادت کما کانت ۱۲

کہ ایک دفعہ سفر میں ابوطالب کو پیاس لگی۔ انہوں نے جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ اُن سے ہمسفر تھے، ذکر کیا۔ آپ اونٹ
سے ایڑیوں کے بل زمین پر آپڑے۔ اور ایک اَور روایت میں ہے،
کہ آپ قصداً ایک بڑے سے پتھر پر ایڑیوں کے بل جھکے۔ اور اس پر
ایڑیاں مار کر کچھ کہا۔ ابوطالب کہتے ہیں۔ کہ میرے دیکھتے جہاں آپ ایڑی
مارتے تھے۔ ایسا صاف اور شیریں پانی نکلنا شروع ہوا۔ کہ اس سے
پہلے میں نے کبھی دیکھا نہ تھا۔ پھر آپ نے مجھے پینے کا حکم دیا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ آپ نے پھر اس پر پاؤں
مارے۔ جیسے کوئی بند کرتا ہے۔ وہ پانی نکلنا بند ہو گیا۔ اور پتھر ایسا ہی ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

اخرج المحدثون رضی اللہ عنہم
باسنادهم انه لما بلغ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خمسا و
عشرین سنة قال له عمه ابوطالب انا رجل لا
مال لی وقد اشتد علینا الزمان والحت علینا
سنون منکرة ولیس لنا مادة ولا تجارة وهذه
عیر قومك قد حضر خروجها الی الشام وخدیجة رض
تبعث رجالا من قومك یتجرون فی مالها و
یصیبون منافع فلو جئتها لفضلتك علی
غیرك لما یبلغها عنك من طهارتك وانی
کنت اکره ان تأتی الشام واخاف علیك من
الیهود ولکن لا نجد من ذلك بُدّاً فقال
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلها ترسل الیّ فی
ذلك فقال ابوطالب انی اخاف ان تولی
غیرك فتطلب امراً مدبراً فافترقا فبلغ
خدیجة رض ماکان من محاورة عمه له صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم وقد علمت قبل ذلك صدق
حدیثه وعظم امانته وکرم اخلاقه فقالت

اہل حدیث نے روایت کیا ہے کہ جب آپ پچیس ۲۵ سال کے
ہوئے۔ تو آپ کے چچا ابوطالب نے آپ سے کہا۔ میں عیالدار آدمی
ہوں نہ میرے پاس مال ہے نہ جمع نہ کوئی معاش۔ دن کا دن۔
رات کا رات۔ قحط پڑا ہوا ہے۔ کاروبار کچھ نہیں۔ جب تک آمدنی
کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ گزارہ کیسے ہوگا۔ قریش تجارت کے لیے شام
کو تیار ہیں۔ بہت لوگ جن کے پاس کچھ راس نہیں۔ خدیجہ رض سے
جو عرب میں ایک بڑی مالدار اور نیک سلوک والی عورت ہے،
منافع کے حصہ مشروط پر لے کر چلنے کو تیار ہیں۔ تو اگر اُس کے پاس
جاتا۔ تو اِس سبب سے کہ تمہاری دیانتداری خوش کرداری عام لوگوں
کی زبانی اُس کو معلوم ہے، تجھے سب پر ترجیح دیتی اور خوشی سے تمہیں
کام پر لگاتی۔ اور وہ اپنے تجارتی قافلہ پر اپنا ایک کارندہ مختار کر کے
بھیجا کرتی ہے۔ تو اگر اس قافلہ کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔ تو یقیناً
یہ اعزازی رتبہ تمہیں کو ملیگا۔ اور میں اگرچہ تیری جدائی تو نہیں اُٹھا
سکتا اور نہ ہی بخوفِ یہود شام کی طرف تیرا جانا دل سے چاہتا ہوں
مگر کیا کروں؟ گزارہ کی تنگی نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ اور تیری صورت
و عقل میں مجھے برکت نظر آتی ہے۔ اور میرا یقین ہے کہ ہم میں تیری
برکت اور تیرے نصیب کا اَور کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ میری

ما علمت انه يريد هذا وارسلت اليه فقالت
دعانى الى البعثة اليك ما بلغنى من صدق
حديثك وعظم امانتك وكرم اخلاقك
وانا اعطيك ما اعطى رجلا من قومك فذكر
ذلك صلى الله عليه وآله وسلم لعمه فقال
ان هذا الرزق ساقه الله اليك فخرج ومعه
ميسرة غلام خديجة رض فى تجارة لها وقالت
لميسرة لا تعص له امرا ولا تخالف له رايا و
جعل عمومته يوصون به الى اهل العير و
كانت خديجة تاجرة ذات شرف ومال كثير
وتجارة تبعث بها الى الشام فتكون عيرها
كعامة قريش وكانت تستاجر الرجال وتدفع
اليهم المال مضاربة وكانت قريش قوما تجارا
ومن لم يكن منهم تاجرا فليس عندهم بشئ و
من حين مسيره صلى الله عليه وآله وسلم
ظللته الغمامة فسار رسول الله صلى الله عليه و
آله وسلم حتى بلغ سوق بصرى فنزل تحت ظل
شجرة قريبة من صومعة نسطورا الراهب فاطلع
نسطورا الى ميسرة وكان يعرفه فقال يا ميسرة
من هذا الذى تحت هذه الشجرة فقال رجل
من قريش اهل الحرم فقال له الراهب ما نزل
تحت هذه الشجرة بعد عيسى عليه السلام الا
نبئ ثم دنا اليه صلى الله عليه وآله وسلم بعد
ان عرف العلامات الدالة على نبوته المذكورة
فى الكتب القديمة كحمرة عينيه وغيرها

دیانتداری وغیرہ کی یہ باتیں جو آپ نے پہلے بیان کی ہیں اگر سُن چکی
ہے - اور دِل سے صحیح سمجھتی ہے تو وہ مجھے آپ ہی کام پر لگانے کیلئے
بُلا لیگی - ابوطالب نے کہا نہیں تجھے آپ اُس کے پاس جانا بہتر
ہے - شاید وہ کسی اَور کی درخواست پر اُس سے اپنے مقررہ شرط
شروط کر بیٹھے تو پھر اُس کو اُس سے بلاوجہ عہد شکنی مشکل ہوگی -
یہ کہ سُن کر دونوں چچا بھتیجا اپنی اپنی جگہ جاتے رہے - خدیجہؓ کو
اُن کی یہ گفتگو کسی طرح پہونچ گئی - اور اس سے پہلے وہ آپؐ کی
دیانتداری، خوش کرداری، راست گفتاری اور اخلاق حسنہ کی
باتیں سب کچھ سُن چکی تھی - بولی - مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کچھ کام
کاج کرنے کو چاہتا ہے - ورنہ مَیں کب سے اُسے اپنا امین مقرر کر
لیے ہوتی - یہ کہ کر کسی کو آپؐ کے پاس بھیجا - کہ میں اِس سے پیشتر
آپؐ کے مکارمِ اخلاق اور امانت و دیانت کی باتیں سُن چکی ہوں
اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ میرے تجارتی قافلہ کے ساتھ جانا چاہتے
ہیں - اگر یہ صحیح ہے تو آپؐ میرے پاس تشریف لائیے - حصہ پر روپیہ
بھی لیجئے اور میرے کاروبار کی نگرانی بھی کیجئے - اور میں چاہتی ہوں
کہ آپ میرے نفع و نقصان کی ذمہ واری اور اَور کاموں کی بھی مُختاری
لیجئے - مَیں آپؐ کے حقوقِ نظارت کو نظر انداز نہیں کرُونگی - اور شرائطِ
اجارت کو مرکوزِ خاطر رکھُونگی - آپؐ نے خدیجہؓ کے اِس پیغام کو بے کم و
بیش اپنے عمِّ بزرگوار کی خدمت میں اظہار کیا - یہ سُن کر وہ بہت خوش
ہوئے - اور کہا خداوند کریم نے اپنی مہربانی سے یہ کام کر دیا ہے - اور
اُس کے حکم سے رزق چل کر تیرے پاس آیا ہے - آپؐ خدیجہؓ کے
پاس تشریف لے گئے - اور باہمی شرط شروط طے پا کر آپؐ قافلہ کے ساتھ
روانہ ہُوئے - خدیجہؓ کا پُرانا اور اعتباری غلام اور سابق مختارِ عام
میسرہ نام بھی اِس تجارتی قافلہ میں آپؐ کے ہمراہ تھا - خدیجہؓ نے
چلتے وقت مَیسرہ کو تاکید کر دی تھی کہ معاملۂ تجارت یعنی خرید و فروخت

فقبل راسه وقدميه وقال امنت بك واشهد انك
الذی ذکره الله فی التوراة وفی روایة قال یا
محمد قد عرفت فیك العلامات کلها الدالة علی
نبوتك المذکورة فی الکتب القدیمة خلا خصلة
واحدة فاوضح لی عن کتفك فاوضح له فاذا هو
بخاتم النبوة یتلألؤ فاقبل علیه یقبله ویقول اشهد
انك رسول الله النبی الامی الذی بشر بك
عیسیٰ فانه قال لاینزل بعدی تحت هذه الشجرة
الا النبی الامی الهاشمی العربی المکی صاحب
الحوض والشفاعة ولواء الحمد فلا بُعد
فی بقاء الشجرة من زمن عیسیٰ الی زمنه صلی الله
علیه وآله وسلم لاحتمال ان بقاءها معجزة او انها
کانت شجرة زیتون لان الزیتون یعمر ثلاثة الاف
سنة ولا مانع ایضا ان الله صرف الخلق عن
النزول تحتها حتی نزل صلی الله علیه وآله وسلم
ثم حضر صلی الله علیه وآله وسلم سوق بصری فباع
سلعته التی خرج بها وکان بینه وبین رجل
اختلاف فی سلعة فقال الرجل احلف باللات و
العزی فقال ما حلفت بهما قط فقال الرجل
قولك ثم قال الرجل وخلا به هذا نبی والذی
نفسی بیده انه الذی تجده احبارنا منعوتا
فی کتبهم فوعی میسرة ثم انصرف اهل العیر جمیعا
وکان میسرة یری فی الهاجرة ملکین یظلانه
فی الشمس ولما رجعوا الی مکة فی ساعة الظهیرة
وخدیجة فی علیته لها رأت رسول الله صلی الله

وغیرہ میں آپؐ کی رائے کے برخلاف نہ کرنا۔ اور آپؐ کے تابع مرضی
ہو کر امورِ سفری کو انجام دینا۔ آپؐ کے اعمام (چچوں) کی طرف سے
بھی اہلِ قافلہ کو آپؐ کی حفاظت و آرام کی تاکید تھی۔ اور قافلہ کے
ساتھ دُور تک یہی کہتے چلے گئے۔ کہ ہمارے پیارے محمدؐ کا دھیان
رکھنا، اُسے کوئی تکلیف نہ ہو + خدیجہؓ عرب میں مشہور مالدار
صاحبِ ریاست و شرافت سیادت و نجابت تھی۔ عہد و پیمان
کی پکّی اور احسان و مروت میں ضرب المثل تھی۔ اُسکا دستور تھا کہ
لائق آدمیوں کو تنخواہ پر شام وغیرہ کی طرف تجارت کے لیے بھیجا کرتی
تھی۔ اور عام لوگ اُس سے حصہ منافعہ پر بھی روپیہ لے جایا کرتے۔
اُسکا قافلہ دیگر قافلوں سے بڑا قافلہ ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ تجارت
پیشہ تھے۔ اور اِس کام کو بہت اچھا سمجھتے تھے۔ کہ ان سے کوئی اگر
تجارت نہ کرتا ہو تو اُن کے نزدیک وہ کسی شمار میں نہ تھا اور اُس کی
کچھ قدر نہ تھی + آپؐ نے مکّہ سے نکل کر باہر قدم رکھا ہی تھا۔ تو
چونکہ گرمی وہاں سخت پڑتی ہے۔ اور تابشِ آفتاب میں چلنا بہت
دشوار ہوتا ہے۔ اِسلیے حق تعالےٰ نے آپؐ کے آرام کے لیے ایک
بادل کو مسخّر کر دیا کہ وہ تمام سفر میں دھوپ میں آپؐ پر سایہ رکھے۔
آپؐ کی برکت سے قافلہ بخیر و عافیت اپنی منزلیں طے کر رہا تھا۔ راستہ
میں ایک جگہ میسرہ کی سواری اور باربرداری کے دو اونٹ تھک کر
رہ چکے۔ اُن کے سبب سے میسرہ بھی قافلہ سے پیچھے رہ چکا۔ بہت
تھوڑے فاصلہ پر آپؐ نے پھر کر دیکھا کہ میسرہ پیچھے دوڑتا آرہا ہے،
آپؐ دیکھ کر ٹھہر گئے۔ میسرہ نے عرض کیا کہ میرے دونوں اونٹ رہ
چکے ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔ آپؐ پھر کر اونٹوں کے پاس آئے۔ اور
اُن کے پاؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اُنہیں داخلی و خارجی تکلیف
سے خدا کی پناہ میں دینے کے چند کلمے کہے۔ وہ اِسقدر چست و تیز
ہو گئے کہ بصرے پہنچے تک تو کیا واپس مکہ تک آتے چلنے میں سب سے

آگے رہتے اور پھر کبھی درماندہ نہ ہُوئے۔ منازلِ سفر طے کرتے ہُوئے جب بصرے پہنچے۔ تو نسطورا نام راہب کے حجرہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں جا اُترے۔ نسطورا نے دیکھا کہ جدھر آپؐ بیٹھتے ہیں۔ درخت کا سایہ بھی اُدھر ہی پلٹ آتا ہے۔ چونکہ نسطورا اور میسرہ کی دیرینہ جان پہچان تھی۔ کیونکہ میسرہ کئی دفعہ یہاں آیا گیا تھا۔ نسطورا نے مُیسرہ سے پوچھا۔ کہ یہ جوان جو اِس درخت کے نیچے بیٹھا ہے کون ہے؟ اُس نے کہا حرم کے قریشیوں سے ہے۔ راہب نے کہا۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جب یہ اِس درخت کے نیچے آکر بیٹھا ہے تو جدھر یہ بیٹھا ہے اِسکا سایہ زیادہ اُسی طرف پلٹ آیا ہے۔ اور وہ جدھر ہوتا ہے سایہ بھی اُدھر ہو جاتا ہے۔ اَور ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیحؑ کے بعد ایک اَور نبیؐ بھی اِسکے نیچے آکر بیٹھے گا۔ شاید یہ وہی ہو۔ کچھ اَور علامات بھی اِس کے ہماری کتابوں میں درج ہیں۔ مَیں دیکھتا ہُوں۔ اگر اُس میں پائی گئیں تو بلاشُبہ یہ وہی ہے

یہ کہ کر راہب اُٹھا اور آپؐ کے پاس آیا۔ اور غور سے آپؐ کو تکا۔ عہدِ قدیم کی کتبِ مقدسہ میں جو ایک **آنے والے نبی** کی علامتیں لکھی تھیں۔ رنگ ڈھنگ۔ قد و قامت، چہرہ مہرہ، خط و خال کان ناک، آنکھوں کی سُرخی وغیرہ سب آپ میں موجود پائے۔ آگے ہو کر آپؐ کے سر اور قدموں کو چُوما۔ اور کہا کہ مَیں آپؐ کی نبوت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور بے شک و شبہ آپؐ وہی ہیں کہ جسکی آمد کا ذکر تورات میں ہے، کیونکہ آپؐ میں وہ سب علامتیں پائی جاتی ہیں جو آنے والے نبیؐ کی لکھی ہُوئی ہیں۔ صِرف ایک علامت جسے میں مزید اطمینان کے واسطے دیکھنا چاہتا ہوں باقی ہے۔ آپؐ اپنے دونوں شانوں کو پیچھے سے کپڑا اُٹھا کر دکھا دیجئے۔ آپؐ نے دِکھایا۔ تو مُہرِ نبوت آپؐ کے دونوں شانوں میں ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی نظر آئی۔ راہب نے مُہرِ نبوت کو بوسہ دے کر کہا کہ آپؐ سچ مچ وہی مقدس نبی ہیں جس کے آنے کی مسیحؑ نے ہم کو بشارت دی ہے کہ اِس درخت کے نیچے ایک نبی آکر بیٹھیگا۔ جو محض درسِ قدسی کا تعلیم یافتہ ہوگا۔ دُنیا میں کسی سے ایک حرف بھی نہ پڑھا ہوا ہوگا۔ بلادِ عرب سے مکہ میں آلِ ہاشم سے پیدا ہوگا۔ قیامت کے دِن گنہگاروں کی شفاعت کریگا۔ حوضِ کوثر اور لواء الحمد اُسے عطا کیا جائیگا۔ **ف**۔ راہب نے جب یہ سب کچھ بیان کیا۔ تو آپؐ نے اپنا بظاہر اَن پڑھ ہونا اور اَولادِ ہاشم سے ہونا تسلیم کیا۔ اِس سے پہلے یہ اُسے

عليه وآله وسلم وهو على بعير وملكان يظلانه رواه ابو نعيم وفي رواية غيره فادته نساءها فعجبن بذلك ودخل عليها صلى الله عليه وآله وسلم و اخبرها بما ربحوا فسرّت فلما دخل عليها ميسرة اخبرته بما رأت فقال قد رأيت هذا منذ خرجنا واخبرها بقولي نسطورا وقول الآخر الذي خالفه في البيع و صلى الله عليه وآله وسلم تجارتها فضعف ما كانت تربح واضعفت له ما كانت سمته له وفي رواية باعوا متاعهم وربحوا ما ربحوا مثله قط حتى قال ميسرة يا محمد اتجرنا لخديجة اربعين سفرة ما رأينا ربحا قط اكثر من هذه الربح على وجهك ۱۲

معلوم نہ تھا۔ بلکہ میسرہ نے اُس کے دریافت کرنے پر صرف اتنا ہی کہہ دیا تھا " رجل من قریش حرم "

ف حضرت مسیحؑ کا اُس درخت کے نیچے بیٹھنا اور اِسقدر عرصہ کے بعد پھر آپؐ کا اُسی درخت کے نیچے بیٹھنا اور اُس درخت کا اُس وقت تک بحال رہنا کچھ تعجب نہیں۔ وہ درخت زیتون کا تھا اور علم الاشجار کے عالموں نے لکھا ہے کہ زیتون کی عمر تین ہزار ۳۰۰۰ سال ہے۔

اِس کے بعد آپ بصرے کی منڈی میں داخل ہُوئے اور اپنا مال فروخت کیا اور بہت فائدہ اُٹھایا۔ ایک شخص نے بحسب عام محاورۂ اہلِ تجارت ایک چیز کی قیمت پر آپؐ کو قسم دلانی چاہی اور کہا آپؐ لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہہ دیجئے کہ یہ چیز اتنی ہی قیمت کی ہے جتنی قیمت کی کہ میں کہتا ہُوں۔ آپؐ نے فرمایا میں نے تو غیر اللہ کی قسم کبھی نہیں کھائی۔ یہ سُن کر وہ بہت مرعوب ہوا اور کہا کہ جو قیمت آپؐ کہتے ہیں وُہی ٹھیک ہے۔ پھر آپؐ سے فارغ ہو کر اَوروں کو مخاطب کر کے بولا۔ کہ یہ شخص کوئی معمولی شخص نہیں ہے یہ حد سے زیادہ صاف معاملہ کا آدمی ہے اور میں کہتا ہوں کہ **یہ ضرور کوئی نبی ہے**۔ اور خُدا کی قسم جِس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ ہمارے علما اپنی کتابوں سے جِس نبی کے آنے کی ہمیں خبر دیا کرتے ہیں ضرور یہ وہی ہے اور میرا دل مانتا ہے۔

میسرہ یہ سب کچھ سُن کر یاد کرتا جاتا تھا۔ اور یہ سب باتیں جو راہب اور اس شخص کی اُس نے سنیں، یا دیکھیں۔ دِل میں جمالیں۔ اور خرید و فروخت سے فارغ ہو کر واپس ہُوئے میسرہ نے راستہ میں یہ بھی ایک نشان دیکھا کہ دو فرشتے دھوپ میں آپؐ کو سایہ کر رہے ہیں۔ جب مکہ معظمہ کے پاس پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا۔ اور خدیجہؓ اپنے بالاخانہ میں بیٹھی اپنے قافلہ کو دیکھ رہی تھی۔ اُس کی نظر پہلے پہل آپؐ ہی پر پڑی۔ دیکھا کہ تمام قافلہ دھوپ میں چلا آرہا ہے۔ اور آپؐ کے سر پر سایہ ہے (یہ تو ابو نعیم کی روایت تھی۔ اور اِسکے سوا ایک اَور روایت میں ہے کہ) خدیجہؓ یہ دیکھ کر حیران ہو گئی اور اپنی سہیلیوں اور کنیزوں اور پڑوس کی عورتوں کو دکھا کر کہنے لگی۔ کہ دیکھو یہ سب قافلہ دھوپ میں آرہا ہے اور ہمارا محمدؐ سب سے آگے سایہ میں۔ یہ سایہ کس چیز کا ہے؟ وہ بھی دیکھ کر متعجب ہوئیں۔

دیکھتے دیکھتے قافلہ خدیجہؓ کے محلوں کے نیچے آ ٹھہرا۔ اور لوگ اپنا اپنا مال و اسباب سنبھالنے میں مشغول ہو گئے۔ مگر آپؐ سب سے اوّل خدیجہؓ کے پاس چلے آئے۔ اور قافلہ کے بخیریت و عافیت واپس آنے اور امید سے زیادہ تر نفع پانے اور بعض دیگر امور کی اُسے بشارت دی اور وہ بہت خوش ہوئی۔ پھر میسرہ نے بھی آ سلام کیا۔ اور سب کیفیتِ تجارت و منافعہ بیان کی۔ ہو بہو جو آپؐ نے بیان کیا تھا، وُہی تھا۔ اور وہ بہت خوش ہوئی۔ روانگی سے تا واپسی کیفیتِ سفر اور حالات اور آپؐ کی نسبت راہب کی شناخت و شہادت

نبوت اور اُس شخص کی جس نے بصرے کی منڈی میں بحسب تصریحِ کتب سماوی آپ کے نبی ہونے کا یقین کیا تھا۔ اور گزشتہ سب سفروں سے اس سفر میں تجارت کے منافعہ اور آرامِ سفر وغیرہ سب کچھ مفصل بیان کیا۔ اور وہ بہت بہت خوش ہوئی۔ اور نوکروں اور حصہ داروں کے حساب کتاب سمجھ سمجھا کر دلی یقین کے سبب کہ اِس سفر میں اِسقدر فائدہ آپ کے وجود فی القافلہ ہونے کی برکت ہے۔ آپ کے ساتھ جو مقرر کیا تھا۔ اُس سے زیادہ آپ کو دیا۔

اخرج المحدثون انه صلی الله علیه وآله وسلم ما کان یذهب فی حاجة الا انجح فیها

تمام محدثون نے (اور اہلِ سیر نے بھی) اپنی اپنی سندوں سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصغرسنی میں بھی کسی کام کے لیے کہیں جاتے تو ہمیشہ کامیاب ہوکر ہی آتے۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین)

اخرج الحاکم وصححه عن کندیر بن سعید عن ابیه قال حججتُ فی الجاهلیة فرایتُ رجلا یطوف بالبیت وهو یقول ؎ ردالی راکبی محمدا + یارب رده واصطنع عندی یدا + قلتُ من هذا قالوا عبد المطلب بعث بابن له فی طلب ابل له ولم یبعثه فی حاجة قط الا انجح فیها وقد ابطأ علیه فلم یلبث حتی جاء النبی صلی الله علیه وآله وسلم والابل ۱۲

حاکم نے بہ تصحیح کندیر بن سعید سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ مَیں بزمانہ جاہلیت (قبل از اسلام) حج کرنے آیا۔ دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا ہے، اور یہ کہہ رہا ہے ؎ ردالی راکبی محمدا + یارب رد واصطنع عندی یدا + مَیں نے لوگوں سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ عرب کا سردار عبد المطلب ہے اُس نے اپنے بیٹے (کے بیٹے) کو گم شدہ اونٹوں کی تلاش کے لیے بھیجا تھا۔ اور وہ جس کام کے لیے کہیں بھیجا جائے ضرور کامیاب ہوکر ہی آتا ہے۔ چونکہ اُس کو بھیجے ہوئے دیر ہوگئی ہے اسلیے یہ اُس کی انتظار میں بیقرار ہے۔ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُونٹ لیے آپہنچے۔ الحمد للہ حق حمدہ

ولما مات عبد المطلب کفله عمه ابوطالب وکان مقلا من المال فکان عیاله اذا اکلوا وحدهم جمیعا اوفرادی لم یشبعوا واذا اکل معهم النبی صلی الله علیه وآله وسلم شبعوا فکان ابوطالب اذا اراد ان یغدیهم او یعشیهم یقول لهم کما انتم حتی یأتی ابنی یعنی محمدا فیاتی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فیاکل معهم فیشبعون ویفضلون من طعام وکان ابوطالب یقرب

محدثین نے باسنادِ خود روایت کیا ہے کہ جب عبد المطلب فوت ہوگئے۔ تو اُن کے بعد اُن کے لائق بیٹے حضرت ابوطالب جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متکفل ہوئے۔ ابوطالب عیالِ بسیار و کفافِ اندک کے مصداق تھے۔ یعنی خرچ بہت تھا آمدنی کم تھی۔ بال بچے جب کھانے بیٹھتے۔ اکٹھے یا اکیلے اکیلے۔ اور اُن میں عبد اللہ کے جگر پارے، ابوطالب کے پیارے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو وہ سیر نہ ہوتے۔ اور جب آپ اُن میں ہوتے۔ تو تھوڑے کھانے سے سب سیر ہو جاتے۔ اِسلیے ابوطالب کا دستور

الی الصبیان اول بکرۃ النہار شیئاً یاکلونہ فیجلسون وینتھبون فکیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولا ینتھب معھم تکرمامنہ واستیحاء اونزاھۃ نفس وقناعۃ قلب فلما رای ذلک ابوطالب عزل لہ طعاما علیحدۃ وھذا غیر الغداء والعشاء فانہ کان یاکل معھم کما تقدم واذا کان لبنا شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اولھم ثم تناول العیال العقب فیشربون منہ فیروون وان کان احدھم وحدہ یشرب قعبا واحدا فیقول ابوطالب انک لمبارک ۱۲

تھا کہ جب اُن کے بال بچے کھانا کھانے بیٹھتے ۔ جب تک آپؐ آکر کھانے میں شامل نہ ہوتے ۔ وہ اُنہیں کھانے سے روک رکھتے ۔ آپؐ کی موجودگی میں وہ تھوڑے ہی کھانے سے خُوب سیر ہوجاتے ۔ اور کھانا بھی بچ رہتا ۔ صبح کے ناشتے میں دوسرے بچے تو ایک دوسرے کی انگلیوں سے کھانا چھین کر اپنے منہ میں ڈال لیتے تھے ۔ مگر آپؐ ہاتھ پیچھے ہٹا رکھتے ۔ کسی طرف سے اگر بآرام (جس پر کسی کا ہاتھ نہ آتا) پاتے تو اُٹھا لیتے ۔ اور جلد پیچھے ہٹ جاتے ۔ کیونکہ آپؐ شریف و نظیف اور صاحبِ قناعت ، پاک نفس پیدا ہوئے تھے ۔ اِس لیے ابوطالب پہلے ہی سے آپؐ کو علیحدہ برتن میں کھانا دے دیا کرتے ۔ کبھی ایک پیالہ دودھ موجود ہوتا ۔ اگر پہلے آپؐ لیتے تو پھر تمام عیال و اطفال باری باری پی کر سیر ہوجاتے ۔ حالانکہ دودھ کا اِتنا ایک پیالہ یا اس سے زیادہ اُن کا ایک کس پی کر بھی سیر نہیں ہوتا تھا ۔ اِسلیئے ابوطالب آپؐ کو مُبارک کرکے بُلایا کرتے تھے ۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین)

حیائہ وادبہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اخرج بن راھویۃ وغیرہ عن علی علیہ السلام قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول ماھممتُ بقبیح ماھم اھل الجاھلیۃ حتی اکرمنی اللہ بالنبوۃ

اخرج ابونعیم عن عائشۃ رضؓ قالت سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول سمعتُ زید بن عمرو بن نفیل یعیب کل اذبح لغیر اللہ فکان یقول لقریش الشاۃ خلقھا اللہ وانزل لھا الماء من السماء وانبتت لھا من الارض الکلأ ثم تذبحونھا علی غیر اسم اللہ قال فما ذقت شیئاً ذبح علی النصب ای الاصنام حتی

آپؐ کا حیا وادب

ابن راہویہ وغیرہ نے علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے ۔ کہ مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ۔ آپؐ فرماتے تھے ۔ کہ قبل از ظہورِ نبوّت بھی مجھ سے ایسے فعل قبیح سادر نہیں ہُوئے ۔

ابونعیم نے عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے ۔ مَیں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا ہے کہ وُہ ذبح بنام غیر اللہ کو بہت بُرا جانتا تھا ۔ اور کہا کرتا تھا ، کہ جانور (بکری ، بھیڑ ، گائے ، اونٹ) کو پیدا تو خدا نے کیا ہے ، اور اُسی نے آسمان سے پانی اُتار کر اُسکے لیے زمین سے گھاس اگائی ، پھر تم اُسی کی پیدا کی ہُوئی کسی جاندار چیز کو اُسکے غیر کے نام پر کیوں ذبح کرتے ہو ۔ جناب رسالت مآب صؐ نے یہ بھی فرمایا ۔ کہ شروع تولّد سے

اكرمنى الله تعالى برسالة وقال عليه السلام لما نشأت بغضت الى الاصنام وبغض الى الشعر"

اخرج ابونعيم والبيهقى والحاكم وصححه عن زيدؓ بن حارثة قال كان صنم من نحاس يقال له الاساف اونائلة يتمسح به المشركون اذا طافوا فطاف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وطفت معه فلما مررت مسحت به فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تمسه قال زيد فطفنا ثم قلت فى نفسى لامسنه حتى انظر ما يكون فمسحته فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الم تنه قال زيد فوالذى كرمه وانزل عليه الكتاب ما استلمت صنما حتى اكرمه الله بالذى اكرمه وانزل عليه"

فى سيرة النبوية وغيرها قد حفظ الله النبى صلى الله عليه وآله وسلم مما كان عليه اهل الجاهلية من اقذارهم ومعايبهم بحسب ما آل اليه شرعه لما يريد الله تعالى به من كرامته حتى صار احسنهم خلقا و اعظمهم تنزها عن الفحش والاخلاق التى تدنس الرجال وافضل قومه مروأة واكرمهم مخالطة و خيرهم جوارا واكثرهم حلما واعظمهم امانة واصدقهم حديثا لما جمع الله فيه من الامور الصالحة الحميدة والافعال السديدة من الحلم والصبر والشكر و العدل والزهد والتواضع والعفة والجود و

حق تعالےٰ نے غیر اللہ کے نام کی کوئی چیز میرے لبوں تک نہیں آنے دی - اور جب مجھے ہوش آئی - تو اُسی وقت سے ایسی باتیں، (بت پرستی، شرک، لغو، شعر، وغیرہ) مجھے ناپسند آئیں -

ابو نعیم اور بیہقی اور حاکم نے بتصحیح زیدؓ بن حارثہ سے روایت کیا ہے کہ بیت اللہ شریف میں تانبے کا ایک بُت اُساف یا نائلہ بہت مضبوطی سے نصب کیا ہوا تھا - مشرک جب بیت اللہ شریف کا طواف کیا کرتے تو اُسے تعظیماً ہاتھ لگایا کرتے - قبل از نبوت ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف میں بغرضِ طواف تشریف لائے اور مَیں بھی آیا - مجھے دیکھ کر فرمایا - کہ بیت اللہ شریف کا طواف تو کر - لیکن اِس بُت کو ہاتھ نہ لگانا - زید کہتے ہیں یہ کہ کر آپ طواف کرنے لگ گئے - اور آپ کے پیچھے مَیں بھی - مگر میرے دِل میں یہ، کہ اِس بُت کو ہاتھ لگا کر دیکھوں تو کیا ہو جائیگا مَیں نے اُسے ہاتھ لگایا - آپ نے دیکھ لیا اور فرمایا - کیا مَیں نے تجھے اِس سے منع نہیں کیا ہے؟ زید کہتے ہیں کہ آپ کے اِسطرح فرمانے سے میرے دِل میں اِسقدر رُعب بیٹھا - کہ میرا دل جلالِ الٰہی سے بھر گیا - اور اُس بت کی ایک ذرہ بھر عزت نہ رہی خدا کی قسم جس نے اُن پر کتاب اتاری اور ایسی برکتیں عطا کیں -

سیرت النبویہ وغیرہ میں باسنادِ صحیح وغیرہ مروی ہے - کہ حق تعالےٰ نے اپنے محبوبؐ کو ایامِ جاہلیت کے تمام عیوب سے محفوظ رکھا اور مشرکوں کی سی پلیدیوں شرک، کفر، وغیرہ وغیرہ بُرے کاموں سے قبل از نزولِ وحی بچائے رکھا - اور یہ سب کام طبعاً آپ کو بُرے معلوم ہوتے تھے - کہ کبھی ایسی باتوں کی راہ نہ جاتے اور بہت بُرا جانتے - اوروں کو بھی سمجھاتے - حیا و شرم آپ کے طبعی تھے اور اخلاقِ عالیہ آپ کی سرشت - محرّمات و مکروہات سے کلّی نفرت آپ کی جبلّت تھی - جس جس کام کو شریعت نے بعد میں حلال و حرام کیا - آپ پہلے ہی اُن سے محترز و مجتنب رہے - گویا آپؐ فطرتاً شریعتِ الٰہی پر پیدا ہوئے - اور ایک مہذب انسان بن کر

مہ اِس حدیث کو ابن سعد اور ابن عساکر نے داؤد بن حصین سے اور دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے -

الشجاعة والحیاء "

وفی روایة بن سعد وابن عساکر عن داؤد بن الحصین قال قالوا شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم افضل قومہ مروۃ واحسنہم خلقا واکرمہم مخالطۃ واحسنہم جوارا واعظمہم حلما وامانۃ واصدقہم حدیثا وابعدہم عن الفحش والاذی ما رأی مماریا ولا ملاحیا احداحتی سماہ قومہ الامین "

دُنیا پر آئے۔ حُسنِ اخلاق میں آپؐ درجہ اعلیٰ رکھتے تھے۔ اور ہر طرح کے افعالِ قبیحہ اور اقوالِ شنیعہ اور ہر قسم کی برائیوں سے آپؐ پاک اور منزّہ تھے، آپؐ کی مقدس ہستی دنیا میں بے مثال تھی۔ آپؐ ہر ایک پر شفیق و مہربان تھے۔ مروّت واحسان میں یگانہ۔ اور مخلوق سے برتاؤ میں یکتائے زمانہ۔ کریم ورحیم۔ خدا کے بندوں کے خیر خواہ اور ہمدرد۔ صِدق وامانت میں فرد۔ خوشخو۔ راست گو۔ اوصافِ حمیدہ اور افعالِ پسندیدہ کے مالک تھے۔ غریبوں، بیکسوں کے غمخوار۔ عاجزوں اور ناداروں کے مددگار۔ نیک کردار۔ راست گُفتار۔ آپؐ کی صداقت و دیانت، عفّت وطہارت، تقوےٰ وامانت، صبر وشکر، عدل وانصاف، زُہد وتواضُع، غربا کی دِلداری اور غمگساری، جُود وشجاعت، حیا و وفا کو سب دوست دشمن مانتے تھے۔ آپؐ کی راہ وروِش کو پسندیدہ دیکھ کر قوم کے لوگ آپؐ کو **امین** کے نام سے پُکارتے تھے۔

اخرج ابونعیم عن مجاھد قال حدثنی مولائی عبد اللہ بن السائب قال کنت شریک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الجاھلیۃ فلما قدمت المدینۃ قال تعرفنی قلتُ نعم کنتَ شریکی فنعم الشریک لاتداری ولاتماری

ابونعیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے مَولےٰ عبداللہ بن سائب نے میرے پاس یہ حدیث بیان کی کہ مَیں ایّامِ جاہلیت (نبوّت سے پہلے کا زمانہ) میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تجارت میں بھائیوال تھا۔ جب آپؐ کو درجۂ نبوت و رسالت منجانبِ اللہ عطا ہوا۔ اور آپؐ بامر اللہ تعالےٰ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں اقامت فرما ہوئے۔ تو عرصہ کے بعد ایک دِن مجھے آپؐ سے مدینہ طیبہ کے ایک گذر میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ آپؐ نے مجھے دیکھ کر فرمایا، تُو مجھے پہچانتا ہے؟ مَیں نے کہا، ہاں۔ آپؐ میرے بھائیوال تھے۔ کبھی دھوکا نہ کیا۔ نہ کبھی بدگمانی کی۔

اخرج ابوداؤد و ابویعلی وابن مندۃ والخرائطی عن عبد اللہ بن ابی الحمساء قال بایعتُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل ان یبعث ببیع فبقی لہ علیّ شیٔ فوعدتہ ان آتیہ فی مکانہ فنسیتُ فنسیتُ ذلک الیوم والغد فاتیتہ الیوم الثالث فوجدتہ فی مکانہ ذلک فقال

ابوداؤد اور ابویعلیٰ اور ابن مندہ اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں عبداللہ بن ابی الحمساء سے روایت کیا ہے۔ کہ مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کچھ خریدا۔ (ابھی آپؐ نے اپنی نبوت کا اظہار نہیں کیا تھا) تو اُس چیز کی قیمت سے جو مَیں نے آپؐ سے خریدی تھی، کچھ باقی رہ گیا۔ مَیں نے کہا آپؐ یہاں ہی ٹھہریں۔ گھر سے باقی لادیتا ہُوں۔ یہ کہہ کر مَیں اپنے گھر آیا۔ اتفاق سی دُنیوی شغل اور گھر

لی قد شققت علیّ انا ههنا منذ ثلاث انتظرک" آئے خیالات میں وہ بات مجھے یاد نہ رہی کہ میں آپ کو ٹھہرا آیا ہوں۔ اور باقی لے کر آپ کو دے آؤں۔ وہ دن گزرا اور اگلا بھی۔ تیسرے دن مجھے یاد آیا۔ میں باقی لے کر گیا اور آپ کو جہاں ٹھہرا آیا تھا وہیں پایا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ کہ تو کہاں گیا تھا؟ مجھے یہاں ٹھہرا کر آپ جا تا رہا۔ میں اُسی وقت سے بحسبِ وعدہ یہاں کھڑا تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ آج تیسرے دن تو آیا ہے۔

برکاته بعد وفاته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — برکاتِ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از وفات

اخرج ابونعیم من طریق مالک بن دینار عن انس رض بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاتی خیر لکم ثلاث مرات ومماتی خیر لکم ثلاث مرات فسکت القوم فقال عمر رض بن الخطاب بابی انت وامی کیف یکون ھذا قال حیاتی خیر لکم ینزل علیّ الوحی من السماء فاخبرکم بما یحل لکم وما یحرم لکم وموتی خیر لکم تعرض علیّ اعمالکم کل خمیس فما کان من حسن حمدت اللہ عزوجل علیہ وما کان من ذنب استوھبت لکم ذنوبکم

ابو نعیم نے بطریقِ مالک بن دینار انس بن مالک سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی وقت میں تین دفعہ فرمایا۔ کہ میرا جینا اور مرنا دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں۔ حاضرین سُن کر خاموش رہے۔ حضرت عمر رض بن خطاب نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کا جینا اور مرنا دونوں ہمارے لیے بہتری میں کیسے برابر ہیں؟ فرمایا میرا جینا تو اسلیے کہ زندگی میں مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور میں تمہیں تمہارے نفع ونقصان کی باتیں سمجھا دیتا ہوں۔ اور میرا دُنیا سے جانا تمہارے واسطے اسلیے بہتر ہے۔ کہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھے دکھائے جایا کرینگے۔ اچھے ہونگے تو میں خدا کا شکر بجالایا کرونگا۔ اور تمہارے لیے اَور بھی اعمال خیر کی توفیق چاہتا رہونگا۔ اور اگر بُرے ہونگے۔ تو خدا سے تمہارے لیے معافی مانگوں گا۔ اور آئندہ گناہ سے بچنے کی دُعا کرتا رہوں گا۔

وروی عن فضل بن عباس رض لما وضع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قبرہ نظرتُ وجہہ اُخر رؤیۃ اذا رأیتُ شفتیہ یتحرک فادنیتُ اذنی عندھا فسمعتُ وھو یقول اللھم اغفر لامتی فاخبرتُ کلھم بھذا فتعجبوا بشفقتہ علی امتہ اللھم صل وسلم علی ھذا النبی الکریم والرسول السید العظیم بالمؤمنین رؤف الرحیم

فضل رض بن عباس رض سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور آپ کو لحد میں اُتارا گیا۔ تو میرے دل میں آیا کہ آج میں آپ کا آخری دیدار کرلوں۔ میں نے نیچے ہو کر آپ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اُٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے لب مبارک ہلتے ہیں۔ میں نے کان لگایا۔ سُنتا ہوں کہ آپ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ اُمَّتِیْ (الٰہی میری امت بخشدے) کہ رہے ہیں۔ میں نے کہا دیکھو دیکھو۔ آپ اِس وقت بھی خُدا سے ہماری بخشش مانگ رہے ہیں۔ سب نے آپ کی شفقت اور امت

کی غمخواری پر تعجب کیا۔ اللھم صلِ وسلم علیٰ ہذا النبی الکریم والرسول السید السند العظیم۔ وبالمؤمنین رؤف رحیم +

اخرج ابو بکر بن ابی عاصم فی کتاب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من طریق ابی احمد الزبیری حدثنا نعیم بن ضمضم نبا انا عمران بن حمیرۃ قال لعمار بن یاسر الا احدثک حدیثا حدثنیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ عزوجل اعطی ملکا من الملئکۃ اسماع الخلائق فھو قائم علی قبری حتی تقوم الساعۃ فلیس احد من امتی یصلی علی صلوۃ الا قال یا احمد فلان بن فلان باسمہ واسم ابیہ صلی علیک بکذا او کذا وضمن لی الرب انہ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ عشرا وان زادہ زادہ اللہ عزوجل ۱۲

ابو بکر بن ابی عاصم نے اپنی کتاب الصلوۃ علی النبی میں بطریق ابی احمد الزبیری روایت کیا ہی۔ کہا کہ میرے پاس حدیث بیان کی نعیم بن ضمضم نے، اُس نے کہا مجھی خبر دی عمران بن حمیرہ نے۔ اُس نے عمارؓ بن یاسر سے۔ کہا کہ مَیں تجھی ایک حدیث سناؤں جو مجھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنائی ہی۔ کہا ہاں۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالےٰ نے ایک فرشتے کو تمام جہان کی آوازیں سُننے کی قوت عطا کی ہے۔ اور وہ میری قبر پہ قیامت تک کھڑا رہیگا۔ اُسکا کام یہ ہے کہ جب کوئی مجھ پر درود بھیجے تو وہ بعینہٖ اُسکی زبان کے الفاظ معہ اُسکے نام اور ولدیت وسکونت کے میرے پیش کرے۔ اور میرے رب نے اپنے ذِمّہ لیا ہوا ہے کہ جب کوئی مجھہ پر ایک دفعہ درود بھیجے۔ وہ اُس پر بعوض اُس ایک کے دسؔ مرتبہ بھیجے۔ بھیجنے والا جسقدر بڑھائے۔ اُسی قدر بحساب مذکور خدا سے اپنے پر درود پائے۔

اخرج بن ابی الدنیا عن سلیمٰن بن سحیم قال رایت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی النوم فقلت یارسول اللہ ھؤلاءِ الذین یأتونک فیسلمون علیک اتفقہ سلامھم قال نعم وارد علیھم

ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن سحیم سے روایت کیا ہی۔ کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور عرض کیا کہ یارسول اللہ جو لوگ آپؐ کے دربار پُرانوار میں حاضر ہوکر سلام کرتے ہیں۔ آپؐ اُن کا سلام سنتے سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ مجھی اسکا علم ہے۔ مَیں اُن کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

اخرج الامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال انی لارجوا ان اشفع یوم القیمۃ عدد ما علی الارض من شجرۃ ومدر ۱۲

امام احمدؒ بن حنبل نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھی امید ہی۔ کہ مَیں قیامت کو اتنے آدمیوں کی شفاعت کرونگا۔ جسقدر کہ زمین پر کوئی بُوٹی یا ڈھیلا پڑا ہے۔

اخرج ابو سعدؒ السمعانی عن علی علیہ السلام قال قدم علینا اعرابیؓ بعد دفنا رسول اللہ صلے اللہ

ابو سعد سمعانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن ہونے کے بعد تین دن گزرے۔

علیہ و آلہ وسلم بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وحثا من ترابہ علی راسہ وقال یا رسول اللہ قلت فسمعنا قولک و وعیت عن اللہ ماوعینا عنک وکان فیما انزل الیک ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی فنودی ۱۲

ایک اعرابی آپؐ کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ اور اپنے آپ کو قبر مبارک پر قدموں کی طرف گرا دیا۔ اور بہت رویا۔ مرقدِ مبارک سے مٹی لے کر اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ آپؐ نے دُنیا میں تبلیغ احکام کی ہم نے سنا اور مانا۔ آپؐ نے خدا سے علم لیا۔ ہم نے آپؐ سے۔ خدا نے جو آپؐ پر نازل کیا ہے اُسمیں درج ہے۔ کہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوْا وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (ترجمہ) جب کوئی گنہگار گناہ کر کے تیرے پاس آئے۔ اور تیرے وسیلہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے۔ اور تو بھی اُسکی سفارش کرے۔ تو خدا اُسکی توبہ قبول کریگا۔ اور اُس پر رحم کریگا۔ اور میں گناہگار ہوں۔ آپؐ کے دربار میں حاضر ہو کر خدا سے معافی کا خواستگار ہوں۔ حضرتِ علیؑ کرم اللہ وجہہ جو اِس واقعہ کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ قبر سے آواز آئی (مطمئن رہ) تیرے گناہ بخش دیے گئے۔

اخرج الطبرانی عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ یوم مشھود تشھدہ الملائکۃ لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۱۲

(ابو داؤد۔ نسائی۔ ابو نعیم۔ ترمذی وغیرہم)

طبرانی نے ابو الدرداءؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ وُہ ایسا دن ہے۔ جس دِن میں فرشتے دنیا کے کونہ کونہ اور جگہ جگہ میں حاضر رہتے ہیں۔ تو اُس روز کوئی بھی کہیں مجھ پر درود پڑھے۔ تو مجھے اُسکی آواز پہنچ جاتی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ بعد از وفات بھی آپؐ کو ہماری آواز پہنچے گی۔ فرمایا ہاں۔ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں۔ وہ اُنھیں نہیں کھاتی۔

اخرج الترمذی وحسنہ عن انسؓ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعل ان شاء اللہ تعالیٰ قلت فاین اطلبک قال اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القاک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القاک عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطی ھذہ الثلاثۃ مواطن ۱۲

ترمذی نے انسؓ سے روایت کیا ہے (اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے) کہ ایک دِن مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے آپؐ کی شفاعت کی سب سے زیادہ تر حاجت ہے۔ آپؐ قیامت کے دن میری شفاعت ضرور کیجئیگا۔ فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ وہاں مَیں آپؐ کو کہاں ملوں؟ فرمایا اوّل تو تُو نے پُلصراط پر میری تلاش کرنا۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ اگر آپؐ مجھے وہاں نہ ملے تو؟ فرمایا اگر میں وہاں نہ ملا۔ تو میزان پر جہاں نامۂ اعمال تُلتے

عہ انوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر ص ۳۹۲

ہونگے - وہاں مجھے دیکھنا - میں نے عرض کیا - کہ اگر وہاں بھی آپ مجھے نظر نہ آئے تو؟ - فرمایا - پھر مجھے حوضِ کوثر پر ملنا - کیونکہ اُس وقت اِن تین جگہ کے سوا میں اور کہیں نہیں ہوؤنگا -

اخرج ابن جوزی اذا عصف الصراط بامة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نادوا وا محمداہ وا محمداہ وا محمداہ فیبادر علیہ الصلوٰۃ والسلام من شدۃ اشفاقہ علیھم وجبرئیل اخذ بحجزتہ فینادی رافعا صوتہ رب امتی امتی لا اسئلک عن نفسی ولا فاطمۃ ابنتی والملٰئکۃ قیام عن یمین الصراط و یسارہ ینادون رب سلم سلم وقد عظمت الاھوال والاوجال والعصاۃ یتساقطون عن الیمین وعن الشمال والزبانیۃ یتلقونھم بالسلاسل والاغلال ینادونھم اما نھیتم عن کسب الاوزار اما انذرتم کل الانذار اما جاءکم النبی المختار ٭

ابن جوزی نے روایت کیا ہے - کہ جب پلصراط جو بال سے کمزور نظر آئیگا آپ کی اُمت کیلئے رکھا جائیگا - تو لوگ گھبرائے ہوئے وا محمداہ - وا محمداہ وا محمداہ پکارتے ہونگے - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سُن کر نہایت شفقت اور محبتِ دل سے اُٹھ کھڑے ہونگے - جبرئیل آپ کو کمر سے پکڑ لیگا - مگر آپ نکل جائینگے - اور عرشِ الٰہی کے سامنے عرض کرینگے - اے رب! آج میں تجھ سے نہ اپنے آپ کا سوال کرتا ہوں نہ اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رض کی نسبت کچھ عرض کرتا ہوں - سوال صرف اُمت کا ہے - انہیں بخش دے - اُس وقت فرشتے پُل صراط کے دائیں بائیں کھڑے پکارتے ہونگے - سلم یا رب سلم (اے ہمارے رب بچالے بچالے) خوف اور ڈر اسقدر غالب ہوگا - کہ گنہگار دائیں بائیں کرتے ہونگے - اور دوزخ میں عذاب کے فرشتے آتشی زنجیر اور طوق لیے کھڑے ہونگے اور غصہ سے کہتے ہونگے - کہ تمہیں گناہوں اور گناہوں کے وبال سے خبر نہیں دی گئی تھی؟ کیا تمہارے پاس وہ نبی جسے اختیار دیے گئے ہیں، نہیں آیا تھا؟

برکاتِ مرقدہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اخرج القاضی اسمٰعیل بن اسحٰق فی کتابہ فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من طریق منبہ بن وھب ان کعبا دخل علی ام المؤمنین عائشۃ رض فذکروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال کعب ما من فجر یطلع الا نزل سبعون الفا من الملٰئکۃ یحفون بقبر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یضربون باجنحتھم و یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حتی اذا امسوا

برکاتِ مرقدِ مبارک آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابنِ مبارک نے کتاب الزہد میں اور قاضی اسمٰعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی میں منبہ بن وہب کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت کعب رض ایک دفعہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض کی خدمت میں بغرضِ زیارت مرقدِ مبارک مصطفویہ علی راقدہا الصلوٰۃ والتحیہ حاضر ہوئے - اثنائے ذکرِ خیر جناب میں حضرت کعب رض نے کہا کہ ہر صبح ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے آپ کے مرقد مبارک پر نازل ہوتے ہیں - اور پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور مرقد مبارک پر مار مار کر آپ پر درود پڑھتے ہیں - جب رات پڑتی ہے تو وہ چڑھ

عرجوا وهبط سبعون الفا حتی یحفوا بالقبر الشریف یضربون باجنحتہم ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبعون الفا باللیل وسبعون الفا بالنہار حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملئکۃ یزفونہ فھٰذا قولہ تم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی (الآیہ) ۱۲	جاتے ہیں - اور ستر ہزار اُور اُتر آتے ہیں - اسی طرح قیامت کے دن جب آپؐ قبر مبارک سے اُٹھینگے - تو ستر ہزار فرشتے (وہ جو اُس دن کی صبح آپؐ کے مرقدِ مبارک پر نازل ہوئے ہونگے) آپؐ کے اِرد گرد ہونگے اور درود پڑھتے ہوئے آپؐ کو لیے جائینگے - اللہ پاک کے اِس قول اِنَّ اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی (اللہ اور اللہ کے فرشتے نبی محمدؐ پر درود پڑھتے رہتے ہیں) میں وہ یہی فرشتے مراد ہیں - جن سے ستر ہزار تو ہر روز اور

ستر ہزار ہر رات نازل ہو کر درود پڑھتے رہتے ہیں - اور قیامت کے آخری دن تک درود پڑھتے رہینگے -

اخرج الدارقطنی فی سننہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی و من طریق اخر عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی ۱۲	دار قطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا - جس نے میری قبر کی زیارت کی، اُسکے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی - اور دوسری روایت میں ہے - کہ جس نے حج کیا - اور میری قبر کی زیارت کی - تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی -
اخرج ابو الجوزا قال قحط اھل المدینۃ قحطا شدیدا فشکوا الی عائشۃ رض قالت انظروا قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتی لایکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا حتی نبت الشعب وسمنت الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق ۱۲	محدث ابو الجوزا نے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑا - لوگ بہت تنگ ہوئے - سب نے جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں شکایت کی - انہوں نے کہا جنابِ پاک کی قبر مبارک کو دیکھو اور حجرہ مبارک کی چھت سے آسمان کی طرف ایک روزنہ کردو - کہ آسمان آپؐ کی قبر مبارک کو دیکھے - انہوں نے ایسا ہی کردیا - جب قبر مبارک اور آسمان کے بیچ سے پردہ ہٹ گیا - تو زمین اُگ کر سبز ہوگئی - اونٹ (وغیرہ مویشی) فربہ ہوگئے اور

آسمان سے اِسقدر بارش اُتری کہ

چربی سے بھر گئے - چنانچہ اُس سال کا نام عام الفتق ہُوا -

اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیٰمۃ وانا اول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع	مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - مَیں اولادِ آدم کا سردار ہُوں - اور قیامت کو بھی سب پر میری سرداری ہوگی - اور سب سے پہلے میں قبر سے نکلوں گا - اور سب سے اول مَیں ہی شفاعت کروں گا -

قمیصہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اخرج الشیرازی فی الالقاب عن حسین ابن علی عن ابیہ علی بن ابیطالب علیہما السلام و عن محمد بن علی عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہم قالا لما ماتت ام علی بن ابی طالب فاطمۃ بنت اسد بن ھاشم وکانت ممن کفل النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وربتہ بعد موت عبدالمطلب کفنھا النبی فی قمیصہ وصلی علیھا واستغفر لھا وجزاھا الخیر بما ولیتہ منہ واضطجع فی قبرھا حین وضعت فقیل لہ صنعت یا رسول اللہ بھا صنعا لم تصنع باحد قال انما کفنتھا فی قمیصی لیدخل بھا اللہ الرحمۃ ولیغفر لھا و اضطجعت فی قبرھا لیخفف اللہ عنھا بذلک

آپ کا قمیص مبارک

شیرازی نے القاب میں امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ اور دوسری سند اس حدیث کی یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے باپ علی زین العابدین علیہ السلام سے اُنہوں نے اپنے باپ امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم جناب علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ (جنہوں نے بعد وفات عبدالمطلب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پرورش کیا تھا اور مثل حقیقی والدہ کے دل و جان سے حق تربیت بجالائی تھیں) فوت ہوئیں۔ تو آپ نے بغرض ادائے حقوقِ تربیت اپنا قمیص مبارک اتار کر اُن کو کفن دیا۔ اور نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور دعائے بخشش کی۔ اور قبر میں نیچے اُتر کر بحیثیت فرزندانہ لحد میں دراز ہوئے۔ کسی نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آج جو کچھ آپ نے اِس ایک بی بی کے ساتھ کیا ہے۔ کبھی کسی اَور کے ساتھ نہیں کیا۔ فرمایا میں نے اُنہیں کفن اپنے قمیص کا اِسلیے دیا ہے۔ کہ حق تعالیٰ اُس کی برکت سے (کیونکہ وہ میرے جسم سے لگا ہے اور مَیں خدا کا نبی ہُوں اور صاحب برکت ہوں) اپنی رحمت میں داخل کردیگا۔ اور بخشدیگا۔ اور مَیں اُسکی لحد میں اِسلیے پڑا۔ کہ خداوند کریم اِس لحد کو اُسکے لیے آرام کی جگہ بنائے۔

اخرج ابو نعیم فی المعرفۃ والدیلمی عن بن عباس و بن عساکر عن علیؑ قال لما ماتت فاطمۃ بنت اسد بن ھاشم کفنھا النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی قمیصہ وصلی علیھا فکبر علیھا سبعین تکبیرۃ ونزل فی قبرھا فجعل یومی فی نواحی القبر کانہ یوسعہ ویسوی علیھا وخرج من قبرھا و عیناہ تذرفان وحثا فی قبرھا فلما ذھب قال لہ

حافظ ابو نعیم نے معرفت میں اور دیلمی نے بھی ابن عباسؓ سے اور ابن عساکر نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ جب میری والدہ شریفہ فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم فوت ہوئیں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے قمیص میں اُنہیں کفن دیا۔ اور اُن پر نماز جنازہ پڑھی اور ستر تکبیریں کہیں۔ اور جب قبر کھود رہے تھے۔ تو آپ اُتر اُتر کر اور سب طرف دیکھ دیکھ کر قبر کھودنے والوں کو تاکید کررہے تھے کہ اِدھر سے صاف کرو۔ اُدھر سے درست کرو۔ اور

عمر بن الخطاب یا رسول اللہ رأیتك فعلت علی ھذہ المرأۃ شیئا لم تفعلہ علی احد فقال یا عمر ھذہ المرأۃ کانت امی بعد امی التی ولدتنی ان اباطالب کان یصنع الصنیع وتکون لہ المأدبۃ وکان یجمعنا علی طعامہ فکانت ھذہ المرأۃ تفضل منہ کلہ نصیبا لی فاعود فیہ وان جبرئیل اخبرنی عن ربی انہا من اھل الجنۃ واخبرنی ان اللہ تعالٰی امر سبعین الفا من الملٰئکۃ یصلون علیہا ۱۲

نیچے سے ہموار کرو۔ جب آپؐ کے حسبِ منشا قبر تیار ہو گئی اور آپ باہر نکلے، تو آپ کی چشمانِ مُبارک آنسوؤں سے بھری ہُوئی تھیں۔ پھر دفن کر کے آپؐ نے اپنے ہاتھوں اُس پہ مٹی ڈالی۔ جب فارغ ہو کر واپس چلے تو حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ آج آپؐ نے اِس بی بی سے جو سلوک کیا ہے۔ کسی اَور سے کبھی کرتے نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ عمر! تجھے نہیں معلوم؟ کہ یہ میری ماں کے بعد میری ماں ہے۔ میرے والدین کے مرنے کے بعد میرے دادا عبدالمطلب میرے مزلی بنے۔ اور اُس کے بعد جب میرے چچا ابوطالب میرے کفیل ہُوئے۔ تو اس نے جسقدر مجھ پر شفقت رکھی اور محبت کی۔ مَیں اُسکا شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ خدا اسے جزائے خیر دے۔ جب ہم سب چچا زاد بھائی ایک خوان پر کھانا کھانے بیٹھتے۔ تو یہ میری طرف اپنے پیٹ جنے بچوں سے زیادہ کھانا رکھ دیا کرتی تھی۔ اور میرے لیئے حِصّہ بھی رکھتی تھی۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ جنتی ہے۔ اور حق تعالےٰ نے اُس کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا۔ جنہوں نے تمہارے ساتھ میرے پیچھے نماز جنازہ ادا کی ہے۔

اخرج ابن عدی من طریق محمد بن جابر سمعت ابی یذکر عن جدی سنان بن طلق الیمامی انہ اول وفد وفد واعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بنی حنیفۃ قال فوجدتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یغسل رأسہ فقال اقعد یا اخا الیمامہ فاغسل رأسك فغلست رأسی بفضلۃ غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم اسلمت ثم کتب لی کتابا فقلت یا رسول اللہ اعطنی قطعۃ من قمیصك استأنس بہا فاعطانی قال محمد بن جابر فحدثنی ابی انہا کانت عندہ یغسلہا للمریض یستشفی بہا ۱۲

ابنِ عدی نے محمد بن جابر سے، اُس نے کہا مَیں نے اپنے باپ سے سُنا۔ وہ اپنے باپ سنان بن طلق یمامی سے روایت کرتے ہَیں۔ کہ جب بنی حنیفہ کا وفد حضورؐ کی خدمت میں بھیجا آیا۔ تو سب سے پہلے مَیں ہی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپؐ اپنا سرِ مبارک دھو رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ بیٹھ جا۔ اور تو بھی اپنا سر دھولے۔ حکم پا کر مَیں نے بھی آپؐ کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا۔ پھر آپؐ نے مجھے اِسلام کی تعلیم دی۔ اور مَیں مسلمان ہو گیا۔ پھر مجھے آپؐ نے کچھ لکھ دیا۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ آپؐ مجھے اپنے قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا عطا کیجیئے۔ میں اپنی تسکین خاطر کے لیے تبرکاً اُسے اپنے پاس رکھوں گا۔ محمد بن جابرؓ کہتے ہیں۔ میرے باپ نے کہا وہ ٹکڑا ابًا عن جدٍ میرے ہاتھ آیا۔ ہم بیماروں کو بغرضِ شفا دھو کر پلایا کرتے۔ اور وہ اُس پانی سے شفا پاتے۔

جُبّتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج مسلم وابوداؤد والنسائی و
بن ماجہ عن اسماء بنت ابی بکر رض انہا اخرجت
جبۃ طیالسیۃ ای ذات اعلام خضر وقالت کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبسہا فنحن
نغلسہا للمرضیٰ فنستشفی بہا ۱۲ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۷

اخرج النسائی عن شداد بن الہادان
رجلا من الاعراب جاء الی النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فامن بہ واتبعہ وقال اہاجر معک
فاوصی بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض
اصحابہ فلما کانت غزوۃ غنم النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سبیا فقسم وقسم لہ فاعطاہ
اصحابہ ما قسم لہ وکان یرعی ظہرہم فلما
جاء دفعوہ الیہ فقال ما ہذا قالوا قسم قسمہ لک
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخذہ وجاء بہ الی النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ما ہذا قال قسمتہ
لک قال ما علی ہذا اتبعتک ولکنی اتبعتک
علی ان ارمی الی ہہنا واشار الی حلقہ بسہم
فاموت فادخل الجنۃ فقال ان یصدق اللہ
یصدقک فلبثوا قلیلا ثم نہضوا فی قتال
العدو فاتی بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحمل
قد اصابہ سہم حیث اشار فقال النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اہو اہو قالوا نعم قال صدق اللہ
فصدقہ ثم کفنہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جبتہ

آپؐ کا جُبّہ مُبارک

مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے ایک جُبّہ طیالسی جس میں کچھ سبز خط تھے (یا بوٹیاں) نکالا اور کہا اِسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنتے تھے۔ ہم اِسے بیماروں کو بغرضِ شِفا دھو کر پلاتے ہیں۔ خُدا اُنہیں شفا دیتا ہے۔ (مسلم مصری ج ۲ ص ۲۰۷)

اِمام نسائی نے شداد بن ہادان سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا۔ پھر عرض کی کہ مَیں آپؐ کے ساتھ ہی رہوں گا۔ آپؐ نے اُسے اپنے کسی صحابی کے سپرد کر دیا۔ کہ وہ اُسے احکامِ اسلام سکھائے اور حق و باطل، حلال و حرام سمجھائے۔ اتنے میں جہاد کا کوئی موقعہ نکل آیا۔ اُس میں خُدا نے مسلمانوں کو فتح بخشی۔ اور وہاں سے مال و اسباب، نقد و جنس مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جناب نے اُس اسباب اور مال کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا۔ تقسیم کے وقت وہ اعرابی حاضر نہ تھا۔ وہ مجاہدین کے اُونٹ چرانے گیا ہوا تھا۔ اُس کا حصّہ آپؐ نے اُسکے ساتھیوں کے سپرد کر دیا۔ جب وہ آیا تو انہوں نے اُسے دے دیا۔ بولا یہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا یہ مالِ غنیمت سے تیرا حصّہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم میں تجھے دیا ہے۔ وہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ کیا ہے جو آپؐ کی طرف سے صحابہ نے مجھے دیا ہے؟ فرمایا یہ تیرا حِصّہ ہے۔ اُس نے کہا۔ مَیں نے اِسلیے تو آپؐ کی تابعداری نہیں کی مَیں نے تو اِسلیے آپؐ کی تابعداری کی ہے کہ مجھے یہاں (گلے پر انگلی لگا کر) تیر لگے۔ اور مَیں شہید ہو کر جنّت میں جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا اگر تُو اِس بات کو سچ کر مانتا ہے تو خُدا تجھے سچ کر دِکھائیگا۔ تھوڑے ہی

ثم قدمه فصلیّ علیه فکان مماظهر من صلوته اللهم هذا عبدك خرج مهاجرا الی سبیلك فقتل شهیدا وانا شهید علیٰ ذلك ۱۲

دن گزرے تو پھر ایک موقعہ جہاد کا نکل آیا۔ اثنائے جنگ میں اُسے وہاں ہی تیر لگا۔ جہاں اُس نے اپنی انگلی لگا کر حضورِ نبوی میں دِکھایا تھا۔ لگتے ہی زمین پر گر پڑا۔ صحابہ اُسے اُٹھا کر آپؐ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہی ہے؟ سب نے عرض کیا کہ یہ وہی ہے۔ فرمایا۔ اِس نے خُدا اور اس کی باتوں کو سچ کر مانا۔ اُس نے اِسے سچ کر دکھایا۔ پھر آپؐ نے اُسے اپنے جبۂ مبارک میں کفن دے کر اُس پر نماز جنازہ پڑھی۔ راوی حدیث کہتا ہے۔ ہم نے سُنا کہ آپؐ یہ کہ رہے تھے۔ "اللهم هذا عبدك خرج مهاجرا الی سبیلك فقتل شهیدا وانا شهید علیٰ ذلك ۱۲ (نسائی مجتبائی صـ ۲۷۷)

عمامته صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آپؐ کا عمامہ مبارک

اخرج بن سعدؒ من طریق الواقدیؒ عن شیوخه ان عمر بن عبد ود جعل یدعوا یوم الخندق هل من مبارز فقال علی بن ابی طالب کرم الله وجهه انا ابارزه فاعطاه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم سیفه وعممه بعمامته و قال اللهم اعنه علیه ثم برزله ودنا احدهما من صاحبه وصارت بینهما غبرة وضربه علیؑ فقتله و ولی اصحابه هاربین ۱۲

ابن سعد نے واقدی کے طریق سے، اُس نے اپنے شیوخ حدیث سے روایت کیا ہے۔ کہ جنگِ خندق میں کفّار کی طرف سے پہلے پہل عمر بن عبدود جو بڑا بہادر اور نڈر تھا میدان میں نِکلا۔ اور آپ کے سامنے کھڑا ہو کر بکواس کرنے لگا۔ کہ مسلمانوں میں کوئی میرے مقابلے کا تو آئے، نکلے۔ یہ سُن کر شیرِ خُدا برادرِ مصطفےٰ، علیٔ مرتضیٰ سلام اللہ علیہما اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ حضور نے فرمایا۔ میرے نزدیک آ۔ پھر آپؐ نے اپنی تلوار انہیں عطا کی۔ اور اپنی دستار مُبارک اُن کے سر پر رکھدی۔ اور دُعا کی کہ الٰہی اِسے عمرو بن عبدود پر مدد دے۔ شیر خدا ؑ اُسکے مقابل آئے۔ ہر چند کہ عمرو کئی آدمیوں پر بھاری تھا۔ لیکن حملۂ حیدری کے آگے اُس سے کچھ بھی نہ بن آیا۔ شیرِ خدا نے تلوار کے ایک ہی وار میں اُسکا سر اُٹھا کر دور پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر سب کافر گھبرائے ہوئے بھاگ گئے اور اِسلام فتحیاب ہُوا۔

اللهم صل علی النبی المصطفیٰؐ وعلی اخیه علیؑ المرتضیٰ صلوة لا تعد ولا تحصیٰ

اخرج البخاری فی تاریخه وبن عساکر عن عبدالرحمن بن سعد الدشتکی الرازی قال سمعت ابی عن ابیه قال رایتُ بنجارا رجلا علیٰ بغلة بیضاء وعلیه عمامة خز سوداء

بخاری نے تاریخ میں اور ابن عساکر نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن سعد دشتکی رازی سے روایت کیا ہے۔ اُس نے کہا، مَیں نے اپنے باپ سے، اُس نے اپنے باپ سے سنا۔ اُس نے کہا مَیں نے بُخارا میں ایک شخص کو سفید خچر پر سوار دیکھا۔ کہ اُس کے سر پر سیاہ

ؐ تفسیر خازن مطبوعہ مصر صـ ۴۵۵ و حجۃ اللہ علی العٰلمین مطبوعہ بیروت صـ ۵۷۳

يقول كسانيها رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم قال عبد الرحمن نراه بن حازم الاسلمى ۱۲
(كنز الاعمال ج ۷ ص ۴۶)

رداءه صلى الله عليه وآله وسلم

اخرج البخارى عن سهل بن سعد رض
قال جاءت امراة النبى صلى الله عليه وآله وسلم
ببُردة فقال سهل للقوم اتدرون ما البردة فقال
القوم هى شملة منسوجة فيها حاشيتها فقالت يا
رسول الله اكسوك هذه وفى رواية قالت انى نسجت
هذه بيدى اكسوكها فاخذها النبى صلى الله عليه و
آله وسلم محتاجا اليها فلبسها فرآها عليه رجل من
الصحابة فقال يا رسول الله ما احسن هذه
فاكسنيها فقال نعم فلما قام النبى صلى الله عليه و
آله وسلم لامه اصحابه فقالوا ما احسنت حين
رأيت النبى صلى الله عليه وآله وسلم اخذها محتاجا
اليها ثم سألته اياها وقد عرفت انه لا يسئل شيئا
فيمنعه فقال رجوت بركتها حين لبسها النبى
صلى الله عليه وآله وسلم لعلى اكفن فيها قال
سهل فكانت كفنه ۱۲
(بخارى مطبوعه استنبول ج ۷ ص ۴۲ و ص ۴۳)

اخرج احمد والطبرانى عن الوازع
قال قدمت على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و
الاشج فى ركب ومعنا رجل مصاب فقلت يا رسول
الله ان معى خالا مصابا فادع الله له تعالى انتهى

صُوف کی پگڑی تھی اور وہ کہتا تھا کہ یہ پگڑی مجھی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی - عبد الرحمٰن کہتے ہیں - ہم
سمجھتے ہیں کہ وہ شخص ابن حازم اسلمی تھا -

آپؐ کی چادر مبارک

بخاریؒ نے سہلؓ بن سعد سے روایت کیا ہے - کہ ایک عورت جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چادر لائی - سہلؓ نے جب یہ حدیث
بیان کی تھی - تو حاضرین سے پوچھا تھا - کہ تم جانتے ہو، بردہ کسے کہتے
ہیں؟ حاضرین نے کہا - بردہ وُہ چادر ہے کہ اُسکے کنارے بھی بُنے
ہُوئے ہوں - یعنی کنّی دار چادر ہو - اُس عورت نے کہا یا رسول اللہ
یہ چادر مَیں نے اپنے ہاتھ سے آپؐ کے لیے بُنی ہے - نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو چادر کی ضرورت بھی تھی - آپؐ نے لے لی - پس جب
آنحضرتؐ ہماری طرف تشریف لائے تو اُسکا تہ بند باندھے ہوئے
تھے - ایک شخص نے اُس کو چھُو کر عرض کیا - یا رسول اللہ مجھی عنایت
کیجیے - فرمایا اچھا - آپؐ مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھے - پھر گھر گئے
اور اُس چادر کو لپیٹ کر بھجوا دیا - اُسکی قوم نے اُسے کہا - تو نے یہ
اچھا نہ کیا - کیونکہ حضورؐ کو ضرورت تھی - اور تو خُوب جانتا ہی کہ آپؐ
سائل کو خالی نہیں پھیرتے - اب آپؐ کو تکلیف ہوگی - اُس آدمی
نے کہا - واللہ، مَیں نے اِسواسطے چادر لی ہے کہ جس روز مَیں
مروں، میرا کفن ہو (اور مَیں اُسکی برکت سے بخشا جاؤں) سہلؓ
نے کہا کہ وہ چادر اُس کے کفن کے کام آئی -

اِمام احمد اور طبرانی نے وازع سے روایت کیا ہی کہ مَیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا - اور ہمارے ساتھ
ایک آدمی تھا - جسے کچھ جنّی آسیب تھا - مَیں نے عرض کیا - یا
رسول اللہ میرے ساتھ ایک آدمی ہے جسے جنّی آسیب ہَی - آپؐ

۵۱ کنز الاعمال مطبوعہ دائرۃ المعارف و حجۃ اللہ علی العلمین مطبوعہ بیروت ص ۴۲۷

به فاتيتُ به فاخذ طرفا من ردائه فرفعها حتى رايتُ بياض ابطيه ثم ضرب ظهره وقال اخرج عدو الله فاقبل ينظر نظر الصحيح ليس بنظره الأول ثم اقعده بين يديه فدعا له ومسح وجهه فلم يكن في الوافد احد بعد دعوة

اُس کے لیے دُعا کیجیے۔ فرمایا اُسے حاضر کر۔ مَیں نے اُسے حاضر کیا آپؐ نے اپنی چادر مبارک کا ایک کونہ پکڑ کر ہاتھ اُٹھایا۔ کہ آپؐ کی بغل مبارک کی سفیدی دِکھائی دی۔ پھر اُس کی پیٹھ پر مارا اور فرمایا کہ اَے دشمنِ خدا۔ نکل جا۔ وہ فوراً اچھا ہوگیا۔ اور تندرستوں کی تاکنی تاکنے لگا۔ پھر اُسے اپنے آگے بٹھا کر اُس کے لیے دُعا کی۔ اور اُس کے منہ پر ہاتھ پھرا۔ وُہ اَیسا تندرست ہوگیا۔ کہ وَفد میں اَیسا تندرست کوئی اَور نہ تھا۔

اخرج ابو داؤد عن عبد الله بن زيد المازني يقول خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى المصلىّ فاستسقى وحول رداءه حين استقبل القبلة ؂

(یہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۲ پر بھی مروی ہے)

ابوداؤد نے عبد اللہ بن زید مازنی سے روایت کیا ہے۔ کہ نمازِ استسقا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ میں تشریف لائے۔ اور جس وقت قبلہ کی طرف منہ پھیرا تو اپنی چادر مبارک کو (رحمت پلٹنے کے لیے) اُلٹایا پلٹایا۔

سَیفه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کی شمشیرِ مبارک

اخرج بن سعد عن شبوخه ان على بن ابيطالب لما بارز الى عمرو بن عبدود يوم الخندق اعطاه النبى صلى الله عليه وآله وسلم سيفه ففتح الله به ؂

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ جنگِ احزاب میں عمرو بن عبدود کے مقابل جب حضرت علیؑ مرتضیٰ نکلے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اپنی تلوار دی۔ وہ تلوار اَیسی چلی۔ کہ دشمن کے سر کو چھونے سے اُڑا کرلے گئی۔

قدحه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کا کاسۂ مبارک

ذكر بن حجر الهيثمي في شرح الشمائل الذى لنجاته هو اشرف الوسائل ان قدح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الذى كان عند انس رضه كان من خشب اثل غليظ وكان مضببا بحديد وقال ابن سيرين انه كان فيه حلقة من حديد فاراد انس ان يجعل مكانها حلقة من ذهب او فضة فقال ابو طلحة لاتغيرن شيئا صنعه رسول الله صلى الله عليه و

ابن حجر ہیثمی نے شرح شمائل میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ جو کہ درختِ گز (جھاؤ) کی موٹی لکڑی کا تھا۔ اور اس پر لوہے کی کڑی چڑھی ہوئی تھی، انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ابن سیرین کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ انس رضہ نے چاہا کہ لوہے کی کڑی کو اکھاڑ کر اس کی بجائے سونے یا چاندی کی کڑی چڑھا دی جائے۔ ابوطلحہ رضہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئے کو ہٹانا نہ چاہئے۔ پیالہ کے ساتھ یہ لوہے کی کڑی بھی متبرک ہے۔ اسے بھی آپؐ کا

؂ بخاری ج ۶ صفحہ ۲۵۲ و ج ۸ صفحہ ۱۴۳

اله وسلم فترك انس رض ثم بعد ذلك اشترى
ابوطلحة رض هذا القدح من ميراث النضر بن
انس رض بثمانمائة الف درهم ۱۲

دستِ مبارک لگا ہوا تھا - یہ سُن کر انس رض نے وُہ ارادہ چھوڑ دیا پھر
جب حضرت انس رض فوت ہوگئے - تو اُن کے بیٹے نضر سے یہ پیالہ
ابوطلحہ رض نے آٹھ لاکھ درم (دو لاکھ روپے) کو خرید لیا -

اخرج القاضی فی الشفاء بسنده انه كان
عند اسماء بنت ابی بكر الصديق قصعة من قصاع
النبی صلی الله علیه وآله وسلم فكانت تجعل فيه الماء
للمرضی فيستشفون بها قال عاصم رأيت القدح
وشربت فيه ۱۲

قاضی عیاض مالکی نے شفا میں بسندِ خود روایت کیا ہے - کہ
اسماء بنت ابی بکر رض کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پیالوں سے ایک بڑا پیالہ تھا - اسماء بغرضِ حصول شفا اُس میں
بیماروں کو پانی پلایا کرتی تھیں - عاصم کہتے ہیں - مَیں نے اُس
پیالہ کو دیکھا ہے - اور اُس میں پانی بھی پیا ہے -

اخرج البخاری عن ابی بردة رض قال قدمت
المدينة فلقينی عبد الله بن سلام رض فقال لی
انطلق الی المنزل فاسقيك فی قدح شرب فيه
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فانطلقت معه
فسقانی سويقا واطعمنی تمرا وصليت فی
المسجد ۱۲

بخاری نے ابی بردہ رض سے روایت کیا ہے کہ مَیں مدینہ منورہ میں
گیا - وہاں مجھے عبداللہ بن سلام رض ملے - کہنے لگے - میرے مکان پر چل مَیں
تجھے اُس پیالہ میں پلاؤنگا جس پیالہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیا کرتے تھے - یہ سُن کر بڑی خوشی سے مَیں اُن کے مکان پر گیا -
انہوں نے مجھے اُس پیالہ میں ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں اور
مَیں نے آپؐ کی مسجد میں نماز بھی ادا کی -

اخرج البخاری عن ابی حازم عن سهل
بن سعد رض انه قال له رسول الله صلی الله علیه و
اله وسلم اسقنا يا سهل قال سهل فخرجت لهم بهذا
القدح فاسقيتهم فيه فاخرج لنا سهل ذلك
القدح فشربنا منه قال ثم استوهبه عمر بن
عبد العزيز فوهبه له ۱۲

(بخاری ج ۲ ص ۲۵۲)

بخاری نے ایک اور کسی ذکر میں ابی حازم سے روایت کیا ہے -
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ساعدہ کے دورہ سے
واپس تشریف لاتے ہوئے سقیفہ بنی ساعدہ میں ٹھہر کر سہل بن سعد رض
سے فرمایا - ہمیں پانی پلا - سہل رض کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ پیالہ (جسے انہوں
نے دکھایا) نکال کر آپؐ کو مع آپؐ کے ہمراہیوں کے اس میں پانی
پلایا - ف - سہل رض نے یہ پیالہ جسمیں آپؐ کو پانی پلایا تبرکاً اپنے
پاس سنبھال رکھا - پھر عمر بن عبدالعزیز نے تبرکاً اُس سے لے رکھا تھا -

اخرج البخاری عن ابی هريرة رض انه
كان يقول الله الذی لا اله الا هو ان كنت
لاعتمد بكبدی علی الارض من الجوع وان كنت
لاشد الحجر علی بطنی من الجوع ولقد قعدت

امام بخاری نے ابی ہریرہ رض سے روایت کیا ہے - وہ کہا کرتے
تھے کہ اُس خدا کی قسم جسکے سوا اور کوئی خدا نہیں، سچا معبود وہی ایک
ہے، ابتدائے اسلام میں ہم پر ایک وہ وقت بھی تھا کہ جب کبھی
مجھے بھوک لگتی - اور کھانے کو کچھ نہ ہوتا - تو مَیں اُلٹا زمین پر پڑ کر اپنے

يوما على طريقهم الذي يخرجون منه فمر ابوبكر
فسالته عن اية من كتاب الله ما سالته الا
ليشبعني فمر ولم يفعل ثم مر بي عمر فسالته
عن اية من كتب الله ما سالته الا ليشبعني
فمر ولم يفعل ثم مر بي ابو القاسم صلى الله
عليه وآله وسلم فتبسم حين رآني وعرف ما
في نفسي وما في وجهي ثم قال يا ابا هر قلت
لبيك يا رسول الله قال الحق ومضى فتبعته
فدخل فاستاذن فاذن لي فدخلت فوجد لبنا
في قدح فقال من اين هذا اللبن قالوا اهداه
لك فلان او فلانة قال ابا هر قلت لبيك يا
رسول الله قال الحق الى اهل الصفة فادعهم لي
قال واهل الصفة اضياف الاسلام لا ياوون
الى اهل ولا مال ولا على احد اذا اتته صدقة
بعث بها اليهم ولم يتناول منها شيئا واذا اتته
هدية ارسل اليهم واصاب منها واشركهم فيها
فساءني ذلك فقلت وما هذا اللبن في
اهل الصفة كنت احق انا ان اصيب من هذا
اللبن شربة اتقوى بها فاذا جاءوا امرني
فكنت اعطيهم وما عسى ان يبلغني من هذا
اللبن ولم يكن من طاعة الله وطاعة رسوله
صلى الله عليه وآله وسلم بد فاتيتهم فدعوتهم
فاقبلوا فاستاذنوا فاذن لهم واخذوا مجالسهم
من البيت قال يا ابا هر قلت لبيك يا رسول الله
قال خذ فاعطهم قال فاخذت القدح

سینہ لگائے پڑا رہتا اور بہت صبر کرتا۔ ایک دن میں صحابہ کی گزرگاہ میں اسی
طرح پڑا ہوا تھا۔ کہ ابوبکر صدیقؓ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے اس خیال پر کہ
یہ مجھے کچھ کھلائیں پلائینگے قرآن کی ایک آیت پڑھ کر سنائی۔ انہوں نے
کچھ نہ کیا۔ اور چلتے رہے۔ پھر عمرؓ گزرے۔ انہیں بھی میں نے وہی آیت
سنائی کہ شاید یہی میرے مطلب کو سمجھیں۔ مگر وہ بھی چلتے رہے۔ پھر
آپ رحمۃ للعالمینؐ تشریف لائے۔ اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ اور میرا اصلی
مطلب سمجھ کر فرمایا چلا آ۔ میں اٹھ کر آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ اندر تشریف لے
گئے۔ دودھ کا ایک پیالہ دیکھا۔ فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے
عرض کیا کہ فلاں کس نے آپ کے لیے بطور ہدیہ بھیجا ہے۔ اور آپ کا دستور
تھا کہ آپ ہدیہ کھا لیتے تھے اور صدقہ نہیں لیتے تھے۔ یہ سن کر آپ نے
مجھے آواز دی۔ میں نے کہا حاضر ہوں۔ فرمایا جا سب اصحاب صفہ کو بلا لا۔
اصحاب صفہ اسوقت بے خان و مال تھے۔ سوائے صفہ پیش مسجد کے
کسی کا کوئی مکان نہ تھا۔ نہ اہل و عیال۔ صرف دم و دم۔ میں نے جب آپ
کا یہ حکم سنا تو مجھے بہت گراں معلوم ہوا۔ کہ یہ دو چار گھونٹ دودھ اصحاب
صفہ کو کیا کریگا؟ قطرہ قطرہ بھی حصے نہیں آنے کا۔ اور میں ایسا ہی رہ جاؤنگا
میں جو اسوقت بھوک سے سخت بے تاب ہوں میرا حق تھا۔ آپ مجھے دے
دیتے۔ خیر بجز بجا آوری حکم اور کوئی چارہ نہ تھا۔ میں انہیں بلا لایا جب
آ بیٹھے۔ تو آپ نے مجھے ہی حکم دیا۔ کہ ایک طرف سے شروع ہو کر ایک ایک کو
پیالہ پکڑاتا جا۔ میں جسے پیالہ دیتا۔ وہ سیر ہو کر پھر مجھے دے دیتا۔ میں دوسرے
کو علی ہذا القیاس۔ تا آنکہ سب سیر ہو گئے اور دودھ ویسے کا ویسا ہی
پھر آپ نے پیالہ دست مبارک میں لیا۔ اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا
کہ اب میں اور تو پینے والے رہ گئے ہیں۔ لے تو پی۔ میں پی رہا تھا۔ اور
آپ فرما رہے تھے۔ اور پی۔ اور پی۔ میں بہت سیر ہوا یہاں تک کہ میں نے
قسم کھا کر کہا۔ کہ اب میرے پیٹ میں ایک قطرہ کی گنجائش نہیں۔ فرمایا
پیالہ مجھے دے۔ میں نے پکڑا دیا۔ آپ نے خدا کی حمد بجا لا کر اور بسم اللہ

فجعلت اعطیه الرجل فیشرب حتی یروی ثم
یرد علی القدح فاعطیه الرجل فیشرب حتی یروی
ثم یرد علی القدح فاعطیه الرجل فیشرب حتی
یروی ثم یرد علی القدح حتی انتہیت الی
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد روی القوم
کلہم فاخذ القدح فوضعه علی یدہ فنظر الی
فتبسم فقال اباہر قلت لبیک یارسول اللہ قال
بقیت انا وانت قلت صدقت یارسول اللہ قال
اقعد فاشرب فقعدت فشربت فمازال یقول اشرب
حتی قلت لا والذی بعثك بالحق ما اجد له
مسلکا قال فارنی فاعطیته القدح فحمد اللہ
وسمی وشرب الفضلة ۱۲

عصاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخرج البیہقی وابونعیم عن ابن عمرؓ
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما دخل مکة وجد
بہا ثلاثمائة وستین صنما فاشار الی کل صنم بعصا
وقال جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان
زہوقا فکان لا یشیر الی صنم الا سقط من غیر ان
یمسه بعصا ۱۲

واخرج ابونعیم عنه بلفظ وحول
البیت ثلاثمائة وستون صنما قد لزقہا
الشیاطین بالرصاص والنحاس فتساقطت
بوجوہہا ۱۲

ذکر الرازی ان امرأة معاذ بن عفراء

پڑھ کر سب کا بچا ہوا پی لیا۔

مثلیو!! ہمچو مائیو!! ولی اور روپڑ کے فدائیو!!!

بتاؤ کہ ایسا پیالہ اور کہاں کس کے گھر میں ہے جو سو آدمی کو سیر
کر دے۔ اور یہ کس کی نظر میں اثر ہے کہ دو گھونٹ پینے کی چیز کو
دیکھے اور وہ سو آدمی کے لیے کافی ہو جائے۔ اور یہ بھی بتاؤ۔ کہ
کس کے ارادہ میں اثر کن ہے؟ جب یہ پیالہ بھی دنیا میں ایک
ہی ہے، تو بے مثل ہے۔ اور جب پیالے والا بھی دنیا میں ایک ہی
ہے جسکا پیالہ ایسا بابرکت ہے۔ اور اُس کی نظر میں یہ اثر ہے۔ کہ
جس پر پڑے اُسمیں کمی نہ آئے۔ اور اُس کا ارادہ اس درجہ کا
ہے۔ کہ چیز پیدا ہوتی جائے۔ تو بے شک وشبہ وہ ذات بابرکات
بے مثل ہے۔

آپ کا عصا مبارک

بیہقی اور ابونعیم نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ تو بیت اللہ
شریف میں تین سو ساٹھ بُت پائے۔ آپؐ کے ہاتھ میں اُس وقت
ایک عصا تھا۔ آپؐ اُس عصا سے ایک ایک کی طرف اشارہ کر کے
آیت جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا پڑھتے
جاتے تھے۔ اور وہ گرتے جاتے تھے۔

ابونعیم نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ۳۶۰ بت بیت اللہ
شریف کے گرد تانبے اور قلعی سے مضبوط کر کے دیواروں کے
ساتھ کھڑے کیے ہوئے تھے۔ تو اشارۂ عصا سے وہ سب
منہ کے بل گرتے جاتے تھے۔

رازی نے بیان کیا ہے۔ کہ معاذ بن عفراء کی اہلیہ کو

کانت برصاء فشکت ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فمسح علیہا بعصا فاذھب اللہ البرص منہا ۱۲

پھلبہری ہوگئی - اُس نے حاضر ہوکر آپؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے اپنا عصا مبارک اُس کے داغوں پر پھیر دیا۔ فوراً داغ جاتے رہے - اور جسم درست ہوگیا۔

اخرج ابونعیم عن جابرؓ بن عبد اللہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی غزاۃ بنی ثعلبۃ وخرجت علی ناضح لی فابطاء علیّ حتی ذھب الناس فجعلتُ ارقبہ ویھمنی شانہ فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی آخر الناس فقال ماشانک قلتُ ابطاء علی جملی قال انہب معی فکانہ نفث ثم مج من الماء فی نحرہ ثم ضربہ بالعصا فوثب فقال ارکب قلتُ انا ارضی ان یساق معنا قال ارکب فرکبت فوالذی نفسی بیدہ لقد اتینی وانا اکفہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارادۃ ان لا یسبقہ ۱۲

حافظ ابونعیم نے جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے - کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بنی ثعلبہ کی جنگ میں تھے اور مَیں ایک اونٹنی پر سوار تھا - کہ کچھ دُور جاکر رہ چکی - مَیں اُسے اُٹھا نا رہ گیا (اور منتظر کہ شاید آرام پاکر اُٹھ کھڑی ہو) اور لوگ آگے چل دیے - مَیں اِسی فکر میں لگا تھا کہ سب سے پیچھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی میرے پاس آپہنچے - اور مجھے دیکھ کر فرمایا، تجھے کیا ہوا؟ مَیں نے عرض کیا میری اونٹنی رہ چکی ہے - اب مَیں اِسکا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تجھے میرے ساتھ چلنا ہوگا - اور پانی لے کر اُسکے نحر میں چھڑکا - اور اُسے اپنا عصا لگایا - وہ جھٹ پٹ اُٹھ کر تیار ہوگئی - آپ نے مجھے فرمایا کہ اِس پر سوار ہو اور چل - مَیں نے عرض کیا سواری تو خیر - یہی غنیمت ہے کہ ہمارے ساتھ خالی ہی چلے - فرمایا نہیں - تُو اِس پر چڑھ بیٹھ - مَیں بہ حسب ارشاد اُس پر ہو بیٹھا - مجھے جان کے مالک خداوند کریم کی قسم ہے - مَیں نے اپنے آپ کو دیکھا - کہ مَیں نہایت تیز سواری پر سوار ہوں - اور مَیں اُسے تھام تھام رکھتا تھا - کہ کہیں آپؐ سے آگے نہ بڑھ نکلے۔

اخرج البیھقی وابونعیم عن عبد اللہؓ بن انیس قال دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال انہ بلغنی ان ابن نبیح الھذلی یجمع الناس لیغزونی وھو بنخلۃ او بعرنۃ فأتہ فاقتلہ فقلتُ یارسول اللہ انعتہ لی حتی اعرفہ قال ایۃ ما بینک وما بینہ اذا رأیتہ وجدت لہ قشعریرۃ فخرجت حتی دفعت الیہ فلما رأیتہ وجدتہ لہما وصف لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بیہقی اور ابونعیم نے عبد اللہ بن انیس سے روایت کیا ہے - کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بُلاکر فرمایا - کہ ابن نبیح ہذلی میرے ساتھ جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے - اور وہ اِس وقت نخلہ میں یا عُرنہ میں ہے - تُو وہاں جاکر اُسے قتل کردے - مَیں نے عرض کیا کہ اُس کی کوئی ایسی نشانی ہو جس سے مَیں اُسے پہچان لوں - فرمایا، تُو اُسے لرزاں دیکھیگا - وہ وُہی ہوگا - عبد اللہؓ کہتے ہیں - کہ مَیں اِرشاد پاکر ہذلی کے قتل کرنے کو روانہ ہوا - جب مَیں وہاں پہنچا - اور دیکھا - تو اُسے ویسا ہی پایا - پھر مَیں نے موقع

من القشعريرة فمشيت معه شيئا حتى اذا امكنني
حملت عليه بالسيف فقتلته فلما قدمت على رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم قال افلح الوجه قلت
قد قتلته يا رسول الله قال صدقت واعطاني
عصا فقال امسك هذه عندك قلت يا رسول
الله لم اعطيتني هذا العصا قال آية بيني و
بينك يوم القيمة ان اقل الناس المتخصرون
يومئذ فقرنها عبد الله بسيفه حتى مات امر بها
فضمت معه في كفنه ۔

پاکر اُس کا کام تمام کردیا۔ اور واپس آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔
تو آپؐ نے مجھے دیکھ کر فرمایا، "فتح کا چہرہ ہے"۔ مَیں نے عرض کیا۔
مَیں اُسے مار آیا ہُوں۔ آپؐ نے فرمایا، مَیں نے پہلے ہی سمجھ لیا۔
تُو سچ کہتا ہے۔ پھر مجھے اپنا عصا عطا کیا۔ اور فرمایا کہ اِسے سنبھال کر
رکھنا۔ مَیں نے عرض کیا کہ یہ مجھے کیوں دیا ہے؟ فرمایا، یہ میرے
اور تیرے درمیان ایک نشانی ہے کہ قیامت کے دِن گھمسان
میں تُو اِس سے پہچانا جائیگا۔ عبداللہ اُس عصا کو تاحیات اپنی
تلوار کے ساتھ رکھتے تھے۔ جب اُن کا انتقال ہوگیا۔ تو دفن کرنے کے
وقت حسب وصیّت وہ عصاء اُن کے کفن کے نیچے بدن کے
ساتھ لگاکر رکھ دیا گیا۔

اخرج البيهقي وبن عساكر عن محمد
بن سيرين عن انس بن مالك انه كان عنده
عصية لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
فمات فدفنت معه بين جنبيه وبين قميصه ۔

بیہقی اور ابن عساکر نے محمد بن سیرین سے، اُس نے انس رضؓ بن
مالک سے روایت کیا ہے کہ اُن کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ایک چھوٹا سا عصا تھا۔ جب وہ فوت ہوگئے۔ تو
اُن کے کفن کے نیچے سے اُن کے بدن کے ساتھ لگاکر رکھ دیا گیا
اور دفن کیے گئے۔

خاتمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کی مُہر مبارک

اخرج الترمذي عن انس رض قال كان
النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذا دخل الخلاء
نزع خاتمه ۔

ترمذی نے حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے جاتے۔
تو اپنی انگشتری ہاتھ سے اُتار جاتے۔

اخرج البخاري عن انس رض قال كان
خاتم النبي صلى الله عليه وآله وسلم في يده و
في يد ابي بكر رض بعده وفي يد عمر رض بعد ابي بكر رض
فلما كان عثمان رض جلس على بئر اريس فاخرج
الخاتم فجعل يعبث به فسقط قال فاختلفنا

بُخاری نے انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی تاحیات آپؐ کے دستِ مبارک میں تھی۔
ازاں بعد وہی انگوٹھی ابوبکر رضؓ کے ہاتھ میں اور اُن کے بعد عمر رضؓ
کے ہاتھ میں اور اُن کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ
میں۔ حضرت عثمان رضؓ ایک دن چاہ اریس پر بیٹھے ہُوئے

ثلثة ایام مع عثمان رض فنزع البئر فلم نجدہ

بعض العلماء کان فی خاتمہ صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم من السر شیئ کما کان فی

خاتم سلیمان علیہ السلام ۱۲

اِس طرح کہ پاؤں اُس میں لٹکائے ہوئے تھے۔ اور کسی خیال میں انگوٹھی کو کبھی انگلی سے اُتارتے اور کبھی چڑھاتے تھے۔ کہ وہ ہاتھ سے چھوٹ کر کوئیں میں جا پڑی۔ تین دِن تک کنوئیں میں تلاش کی اور تمام پانی اور جیسند ر نکال دیا۔ لیکن وہ انگوٹھی نہ ملی۔ یہ ہونا تھا کہ حضرت عثمان رض کی خلافت میں گڑبڑ شروع ہوگئی۔ گویا اُس انگوٹھی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا اثر تھا۔

اخرج بن عساکر عن عائشۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دعا علیاً فقال انقش علی خاتمی ھذا وھو فضۃ کلہ محمد بن عبد اللہ فاتی علی النقاش فقال انقش ھذا النقش فقال افعل فشارطہ علیہ فوجد اللہ قد قلب یدہ فنقش محمد رسول اللہ فقال علی ما بھذا امرتک قال فان اللہ قد قلب یدی واللہ لقد کتبتُ وما اعقل فقال صدقت فاتی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاخبرہ فتبسم فقال انا رسول اللہ ۱۲

ابن عساکر نے عائشہ صدیقہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو بُلا کر حکم دیا کہ ہمارے لیے چاندی کی انگوٹھی تیار کرا جس کے نگین پر ہمارا نام "محمد بن عبد اللہ" کندہ کیا ہوا ہو۔ حضرت علیؑ انگوٹھی لے کر مُہر کن کے پاس آئے اور ایک قطعہ کاغذ پر "محمد بن عبد اللہ" لکھا ہوا اُسے دِکھا کر کہا۔ کہ اس نگین پر اِس کا نقش کندہ کر دے۔ وہ اُس پر "محمد بن عبد اللہ" کا نقش کھودنے لگا۔ کھود کر جب دیکھا تو وہ بجائے "محمد بن عبد اللہ" کے "محمد رسول اللہ" کھُدا پایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ مَیں نے تو تجھے "محمد بن عبد اللہ" لکھا دیا تھا۔ اُس نے کہا کہ مَیں تو اپنے ارادہ سے اِسی کو کھود رہا تھا۔ لیکن خُدا نے میرے ہاتھ کو "محمد رسول اللہ" کھودنے پر پھیر دیا۔ اور مجھے اِس کی کچھ بھی خبر نہیں۔ حضرت علیؑ انگوٹھی لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سب کچھ عرض کر دیا۔ آپ نے مُسکرا کر فرمایا۔ کیوں نہ ہو، مَیں اللہ کا رسول ہوں۔

لوائہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اخرج بن شاھین عن قیس بن کعب النخعی انہ وفد علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واخوہ ارطاۃ بن کعب والارقم وکانا من اجمل اھل زمانھما فانطلقہ فدعاھما الی الاسلام فاسلما

آپ کا علَم مُبارک

ابن شاہین نے قیس بن کعب النخعی سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں اور میرا بھائی ارطاۃ بن کعب اور ارقم ایک وفد بن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور یہ دونوں بھائی اپنے وقت میں بڑے خوبصورت تھے) اور آپؐ کے

ودعالهما بخير وكتب لارطاة كتابا وعقد له لواء وشهد القادسية بذلك اللواء ۱۲

ارشاد پر دونوں مسلمان ہوگئے۔ آپ نے اُن کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور ارطاۃ کے لیے ایک سند لکھ کر ایک جھنڈا بھی انہیں عطا کیا۔ وہ اُسی جھنڈے کو لے کر جنگِ قادسیہ میں حاضر ہوئے تھے۔

واخرج الطبرانی وبن عساکر عن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سماہ مطاعا وقال لہ یا مطاع انت مطاع فی قومک وحملہ علی فرس ابان واعطاہ الرایۃ وقال امض الی اصحابک فمن دخل تحت رایتی ھذہ امن من العذاب ۱۲

اور طبرانی اور ابن عساکر نے مسعود رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکا نام مطاع رکھا۔ اور فرمایا۔ اے مطاع تو اپنی قوم میں مطاع (تابعداری کیا گیا) ہے۔ پھر اُسے ایک جھنڈا دیا اور سرخ گھوڑے پر سوار کیا اور فرمایا اپنے ساتھیوں کی طرف جا۔ جو شخص میرے اس جھنڈے کے نیچے آجائیگا۔ وہ عذاب سے امن میں رہیگا۔

اخرج الشیخان عن سہل رضہ بن زید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ فلما اصبح قال این علی بن ابی طالب قالوا انہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عینیہ ودعا لہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع ۱۲

بخاری و مسلم نے سہل رضہ بن سعد سے روایت کیا ہے کہ جنگِ خیبر میں جناب تقدس مآب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کل دن میں اپنا جنگی جھنڈا ایسے شخص کے ہاتھ میں دے کر دشمن کے مقابل بھیجوں گا۔ کہ خدا کے حکم سے قلعہ خیبر اُس کے ہاتھوں فتح ہوجائیگا۔ صبح ہوئی تو آپ نے امیر المومنین، شیر خدا علیہ السلام کو یاد فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ اور وہ میدان میں نہیں نکل سکتے۔ فرمایا اُسے میرے پاس لاؤ۔ بحسب حکم حضرت امیر علیہ السلام کو حضور میں لائے۔ آپ نے اپنا لب مبارک (لعابِ دہن مبارک) اُن کی آنکھوں پر لگا دیا۔ لگاتے ہی آپ کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ گویا دُکھتی ہی نہ تھیں۔ آپ نے اُن کے لیے دعا کی۔ اور جھنڈا دے کر قلعہ پر بھیج دیا۔ ایک ہی حملۂ حیدری میں قلعہ فتح ہوگیا۔

درع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی زرہ مبارک

عن کعب بن مالک قال لما انکشف الناس یوم احد کنت اول من عرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبشرت بالمومنین حیا سویا وانا فی الشعب فدعا رسول اللہ صلی اللہ

کعب بن مالک سے روایت ہے۔ کہ جنگِ اُحد میں جب کچھ لوگ (شیطان کے اس بکواس سے کہ محمدؐ مارے گئے) بے بس ہوکر بھاگ نکلے۔ تو سب سے پہلے میری نظر آپ پر پڑی۔ میں چیخ چیخ کر پکارنے لگا کہ لوگو! تم گھبرا کر کہاں جاتے ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کعبا بلامتہ وکانت صفراء او بعضها فلبسها رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم ونزع رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم لأمته فلبسها کعب وقاتل کعب یومئذ قتالا شدیدا حتی جرح سبعة عشر جرحا ۱۲

علیہ وآلہ وسلم تو صحیح سلامت کھڑے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے کعب رض کو بلایا۔ کعب رض اُس وقت ایک زرد رنگ کی (یا کچھ حصہ زرد تھا) زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے اُس کے بدن سے اتروا کر اپنے جسمِ مبارک پر پہنی۔ پھر اُتار کر کعب رض کو پہن لینے کا حکم دیا۔ وہ پہن کر قتالِ کفار میں مشغول ہو گئے۔ سترہ حملے کعب رض پر ہوئے۔ لیکن وہ ببرکتِ زرہ جس میں جسمِ مبارک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کا اثر تھا۔ جان سے محفوظ رہے، اور کوئی ہتھیار نہ لگا۔

خفه صلی الله علیہ وآلہ وسلم

اخرج ابو نعیم عن ابی امامة رض قال دعا رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم بخفیہ فلبس احدهما ثم جاء غراب فاحتمل الآخر فرمی به فخرجت منه حیة فقال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلا یلبس خفیه حتی ینفضهما ۱۲

آپ کا موزہ مبارک

ابو نعیم نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں میں پہننے کے لیے موزے طلب کیے۔ موزے آپ کے آگے رکھے ہوئے تھے کہ ایک کوا جھپٹ کر ایک موزے کو چونچ میں لے کر اُوپر کو اُڑ گیا۔ تھوڑی دُور اوپر جا کر موزے کو اُلٹا کر اوپر کی طرف سے زمین پر گرا دیا۔ اُس سے ایک سانپ نکل کر بھاگ گیا (یا مارا گیا)۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ پاک پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ موزہ کو جب تک احتیاط سے جھاڑ نہ لیوے، پہنے نہیں۔

اخرج البیهقی وابو نعیم عن بن عباس قال کان النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم اذا اراد الحاجة ابعد فذهب یوما فقعد تحت شجرة فنزع فما لبس احدهما جاء طائر فاخذ الخف الآخر فحلق به فی السماء فاستلب منه اسود سالخ فقال النبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم هذه کرامة اکرمنی الله بها ۱۲

بیہقی اور ابو نعیم نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کیلئے جاتے تو دُور نکل جایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک درخت کے نیچے موزے اتار کر رکھ دیے اور آپ پرے ہو کر پس پردہ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر جب ایک موزہ پاؤں میں ڈال رہے تھے۔ تو ایک جانور آیا اور جلدی سے دوسرے موزے کو اُٹھا کر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ اور پلٹے کھا کھا کر موزے کو اُلٹا سیدھا کرتا رہا۔ کہ اُس سے ایک سیاہ سانپ نکل کر زمین پر آ پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ یہ خدا پاک کی عنایتِ خاصہ مجھ پر ہے۔

نعاله صلی الله علیہ وآلہ وسلم

آپ کے پاپوش مبارک

اخرج البخاری فی باب من ذکر من درع النبی صلعم وعصاہ وسیفہ وقدحہ ونعلہ وآنیتہ مما یتبرک اصحابہ وغیرھم بعد وفاتہ عن عیسیٰ بن طہمان قال اخرج الینا انس نعلین جرداوین لھما قبالان فحدثنی ثابت البنانی بعدُ عن انس انھما نعلا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

امام بُخاری علیہ رحمتہ اللہ الباری نے (باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ ونعلہ وآنیتہ مما یتبرک اصحابہ وغیرہم بعد وفاتہ میں) عیسیٰ بن طہمان سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ دو نعل دِکھلائے - اُن کی ادھوڑی اِس طرح کی کمائی ہوئی تھی - کہ ایک لُوں (رُوئاں) بھی اُس پر نظر نہیں آتا تھا - اور ہر ایک نعل میں دو تسمے تھے - بعد اِس کے ثابت بنانی نے مجھی انس رض کی زبانی سنایا - کہ یہ نعل مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے - **ف** ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی ہر ایک چیز کو تبرکاً سنبھال رکھتے تھے - اور اُس کا اپنے پاس رکھنا سعادتِ دارین جانتے تھے

حضرت انس رض نے

اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رض قال کنا قعودا حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و معنا ابوبکر وعمر رض فی نفر فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بین اظہرنا فابطأ علینا وخشینا ان یقتطع دوننا وفزعنا فقمنا فکنتُ اول من فزع فخرجتُ ابتغی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اتیت حائطا للانصار لبنی النجار فدرتُ بہ ھل اجد لہ بابا فلم اجد فاذا ربیع یدخل فی جوف حائط من بئر خارجۃ والربیع الجدول قال فاحتفزت فدخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ابو ھریرۃ قلتُ نعم یا رسول اللہ قال ماشانک قلت کنت بین اظہرنا فقمت فابطأت علینا فخشینا ان تقتطع دوننا ففزعنا فکنت اول من فزع فاتیتُ ھذا الحائط فاحتفزتُ کما یحتفز الثعلب وھؤلاء الناس ورائی فقال یا ابا ھریرۃ و اعطانی نعلیہ فقال اذھب بنعلیّ ھاتین فمن لقیک من وراء الحائط یشھد ان لا الٰہ الا اللہ

مشکوٰۃ میں ابو ہریرہ رض سے مروی ہے - وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد بیٹھے ہُوئے تھے اور دونوں بزرگوار حضرت ابوبکر رض و عمر رض بھی ہمارے ساتھ حاضر تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے اُٹھ کر کہیں کو جا رہے جب آپ دیر تک واپس نہ آئے تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ آپ ہمیں چھوڑ ہی نہ جائیں - مبادا کوئی دشمن پیچھے لگ کر اپنا کام کر جائے - سب سے میں ہی بیقرار ہو کر دل میں کئی طرح کے ڈر، اُٹھ کھڑا ہوا - اور وہاں سے نکل کر آپ کی تلاش کرنے لگا - یہاں تک کہ انصار قبیلہ بنی نجار کے باغ کی طرف آ نکلا - اور اس کے گرد پھرا - مگر اندر جانے کا کوئی رستہ نہ پایا - دیکھا کہ باہر سے ایک کوئیں کی کھُلی آڈ اندر جا رہی ہے - میں سمٹ سمٹا کر اُسی مورے سے کہ جس سے پانی اندر جا رہا تھا، اندر چلا گیا - آپ بیٹھے ہوئے تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا، ابو ہریرہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں ہی ابو ہریرہ ہُوں (آپ کا غلام) فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ہم میں بیٹھے بیٹھے جلدی سے چلے آئے - اور جب دیر ہو گئی اور واپس تشریف نہ لائے - تو آپ ہم کو چھوڑ کر تنہائی نہ اختیار کر لیں - اور نیز آپ کے اِسطرح اُٹھ کر چلا آنے سے کئی طرح کے ہمیں ڈر لگے - سب سے پہلے دل میں خوف لے کر آپ کے نشان خوشبو

[illegible]

مستیقنا بها قلبه فبشره بالجنة فکان اول من
لقیت عمرؓ قال ما هاتان النعلان یا ابا هریرة قلتُ
هاتان نعلا رسول الله بعثنی بهما من لقیتُ یشهد
ان لا اله الا الله مستیقنا بها قلبه بشرته بالجنة
فضرب عمرؓ بین ثدیی فخررتُ لاستی فقال
ارجع یا ابا هریرةؓ فرجعتُ الی رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم فاجهشت بالبکاء ورکبنی عمرؓ
فاذا هو علی اثری فقال رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم ما لك یا ابا هریرة فقلت لقیتُ عمرؓ
فاخبرته بالذی بعثتنی به فضرب بین ثدیی
ضربة خررتُ لاستی فقال ارجع فقال رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم یا عمر ما فعلك
علی ما فعلت قال یا رسول الله بابی انت وامی
ابعثت ابا هریرةؓ بنعلیك من لقی یشهد ان لا
اله الا الله مستیقنا بها قلبه بشره بالجنة
قال نعم قال فلا تفعل فانی اخاف ان تتکل
الناس علیها فخلهم یعملون فقال رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم فخلهم ۱۲

مَیں آپؐ کو ڈھونڈھتا ہُوا ادھر آ نکلا - اور کوئی راستہ اندر آنے کا نہ ملنے سے
مجھے دل میں مایوسی ہوئی - لیکن مَیں اس پانی کی آڈ میں اُتر آیا - اور گیدڑ
کی طرح سمٹ سمٹا کر اس موری سے جس سے پانی اندر آتا ہے ، اندر آ
نکلا - آپؐ کے اور اصحاب بھی جو وہاں موجود تھے - سب آپؐ کی تلاش
میں ادھر اُدھر پھر رہے ہیں - آپؐ نے یہ سُن کر مجھے مخاطب کر کے فرمایا -
یہ میری دونوں جُوتیاں لے جا - اور جا چلا جا - اور جو بھی تجھے (اس باغ
کی طرف آتا) ملے - اُسے کہہ دے کہ جو کوئی سچے دِل سے باعتقاد و کمالِ
خلوص خدا پاک کے ایک ہونے کی گواہی دے وہ جنتی ہے - مَیں
آپؐ سے یہ ارشاد پاکر جُوتیاں لیے اُسی راستہ سے پھر باہر نکل آیا - پہلے پہل
مجھے حضرت عمرؓ ملے - اور پوچھا یہ جُوتیاں کیسی ہیں ؟ مَیں نے کہا حضور سرور
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں - آپؐ نے مجھے دے کر بھیجا ہے - کہ جو
مجھے ملے اور وہ سچے دِل سے خدا کے ایک ہونے کی گواہی دے - تو
مَیں اُسے جنتی ہونے کی بشارت دُوں - یہ سُن کر انہوں نے میرے سینہ
میں ایسا دھپڑ مارا کہ مَیں بے بس ہو کر چوتڑوں کے بل گر پڑا - اور حضرت
عمرؓ نے واپس لوٹا دیا - مَیں پھر کر حضور میں حاضر ہوا - اور میری صُورت
رونے کی بنی ہوئی تھی - میرے پیچھے عمرؓ بھی آ حاضر ہوئے - جناب نے
مجھے دیکھ کر فرمایا - ابوہریرہ تجھے کیا ہُوا ؟ مَیں نے عرض کیا کہ لوگوں کے سُنانے کو
جو خبر دے کر آپؐ نے مجھے بھیجا تھا - وہ پہلے عمرؓ کو مَیں نے سنائی اور ان سے
مار کھائی انہوں نے مجھے سینہ میں دھپڑ مار کر چوتڑوں کے بل گرا دیا - اور حضور میں واپس لوٹا دیا - یہ سن کر آپؐ نے فرمایا عمرؓ تو نے ایسا
کیوں کیا ؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا - یا رسول اللہ آپؐ نے ابوہریرہؓ کو یہ خبر دے کر بھیجا ہے ؟ کہ جو اسے ملے اور وہ بصدق دل خدا کے
ایک ہونے کا یقین رکھتا ہو تو یہ اُسکے جنتی ہونے کی خوشخبری دے - فرمایا ہاں مَیں نے ہی اسے یہ کہا ہے - عرض کیا کہ آپؐ اس
بات کو رہنے دیں - لوگوں نے یہ بات سُن لی تو مبادا عمل بالکل چھوڑ دیں (نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ - وغیرہ اعمالِ شرعی وغیرہ کچھ نہ کرینگے -
اور صرف اقرارِ توحید پر بھروسہ کر بیٹھینگے) آپؐ انہیں نجات باعمالِ صالحہ پر رہنے دیجئے - یہ سُن کر جناب
سید عالم ، فخرِ موجودات ، مُنجی المؤمنین ، شفیع المذنبین ، جبیب کبریا ، محمد مصطفٰے علیہ وآلہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ،
اُچھا ، رہنے دو ، اللھم صل علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ ،

یہ ایک پہلا حصہ جس میں چند ایک شواہد برکاتِ جسمیہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطورِ نمونہ درج ہیں، تمام ہوا۔ اب اس کا دوسرا حصہ جس میں آپؐ کے سیر و اخلاق و عادات مندرج ہیں، اور تیسرا حصہ جس میں آپؐ کا بعد از انتقال اشرار و فجّار کو بل کر رہنمائی کرنا باسنادِ صحیحہ مذکور ہے، شروع ہوگا۔ و باللہ التوفیق وہو الموفق علی التحقیق۔

دِل سرد سے عرض سن کر جواب دیں

مثلی یا ہمچومائی

میری اِس تحریر کو بغور مطالعہ کرکے کوئی **مثلی یا ہمچومائی** ایسے کسی وجود کا نشان دے۔ جو وجودِ فیض آمود محمدیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے ہر ایک عضو کی برکت جو اِس کتاب میں مذکور ہوئیں، اپنے اندر رکھتا ہو۔ اگر ایسا وجود نہ پائیں۔ تو بشرطِ انصاف اِس مقدس وجود کو "ہمارے جیسا" نہ کہیں۔ بلکہ **بے مثل بشر** مانیں۔ اور اگر کہیں پائیں۔ تو خدا کے واسطے مجھے ضرور بتائیں۔ مجھے ایسے وجود کے دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔

اللھم ارنی جمال نبیک وارزقنی رؤیتہ وجھہ الکریم

آمین، آمین، آمین

اِس کی تاریخ تصنیف

۶۱ ۹ ۳ ۲

نتیجۂ فکر خاکسار اقبال حسینؒ ساکن میرووال کاتب کتاب ہٰذا

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۝

۵ ۲ ۱ ہ

۲۔ لکھی ہے یہ کتاب علی الرغم دشمناں — ظاہر ہے جس سے یہ کہ بشر تھا وہ بیمثال

حاسد کے سر کو کاٹ کے تاریخ یہ لکھی — **اللہ بھی بیمثال محمدؐ بھی بیمثال**

۸

۱۳۵۸ - ۸ = ۱۳۵۰ ھ

۳۔ **ارمغانے بے بدل** ۱۳۵۰ھ

قصیدۂ جنیہ

جو ایک جن نے حضور نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر پڑھا منقول از بابا فرید الدین صاحب گنج شکر قدس سرہ پاک پٹن شریف

غروش مرغوش خراشا — شغلوش قغرجغ طراشا

تیرا نور پہلے ظہور تھا اوپر سے نیچے تک — تونے پردہ کیا ہمسے اُتر کر عرش سے

صغروش بغرطناشا — مرخشمد طشمگاشا

تیرے عاشق نے پہچانا تجھے — نام رکھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیرا

بلغشّ مزاغتغما — اوش نغش مزغشہا

ملکوت میں تیرا نام احمد ہے — اور لاہوت میں تیرا نام چھپا احد

فغشا ضغش عضرا — اوش خغش وض منشغا

بندہ کیا اپنے کو بیچ دنیا کے — اور اور کچھ کہانا حالت بلندی میں

علغشی ظہغ غرفش — عشغض مغناظہشا

عالموں نے ظاہر جانا عارفوں نے باطن — عاشقوں نے ظاہر سے بھی اور مخفی بھی

حضشغ وشغب قشلی — اوش قشوطغر ضشا

حدیث تیرا قال ہے — اور باطن تمکو سمجھنا خراب کریگا

اظغمینا مجشغلشا — اوش فغرقش حلفشا

اور ظاہر تجکو اللہ سمجھنا کفر ہے — اور فرقان تیرا حال کہے گا

معجشنا بجش فغشا — کنغف اوش طغرمشا

معراج ہوا تجھکو ایسا — کہ نہیں ہوا نبیوں سے کسی کو

قمشرغ فشغا قاشا — وضغنشنا الغضوغاشا

چاند کو کیا انگلی سے دو ٹکڑے — دو نو بغلوں میں سے دو نو نکل گئے

جشغفا کفشر ایمشغا — مغشغر بغش کغشا

جس پر کافر نہیں ایمان لائے — میں اپنی قوم سے کروگروں اُسکے غلام کروں گا

ایمش خشمد شغشا — اغبشغا غرشا غشغشا

ایمان لایا میں ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مع سب — قوم کے اب چاہتا ہوں کہ میری اولاد سب ایمان لائے

ہمشب عرفشقشا — جبغشوا اماغش عرضشا

ہمیشہ پہچاننے والے آپ کے قیامت تک رہیں — اور امانت الٰہی کے ادا کرنے والے رہیں